Arabic

ـلہ دار المصنفین

۱۰

تاریخ

القرآن

لد دوم

قبل اسلام تجارت، زبان اور مذہب پر حسب بیان

ان و روم، تحقیقات و مباحث ہین

ن ندوی، ناظم دار المصنفین

ی مسعود علی صاحب ندوی

نفین اعظم گڈھ مین چھپی،

مطابق ۱۳۳۶ھ

۱۹۱۸

فہرست ارض القرآن جلد دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

طبقۂ ثالثہ

سلسلۂ ابراہیمی

وآل ابراھیم

حضرت ابراہیمؑ کی تین بیویان تھین، سارہ، ہاجرہ اور قطورا،

سارہ کے بیٹے حضرت اسحاقؑ تھے، ان کے دو بیٹے تھے حضرت یعقوب جو بنی اسرائیل کے باپ تھے، اور عیسو جنکا لقب ادوم تھا اس سلسلہ مین سے ادوم اپنے بھائی سے الگ ہوکر اپنے چچا، اسماعیلؑ کے پاس عرب مین متوطن ہوئے، بقیہ سلسلے مصر و شام مین رہے،

قطورہ کے بطن کی تمام اولاد کو جن مین ایک کا نام مدین تھا، عرب ہی مین اُن کے باپ نے اُن کو بسایا، ان مین سے بنو مدین اور ددان کے سوا اورونکا حال نہین معلوم،

ہاجرہ کے بطن سے صرف ایک بیٹا ہوا، حضرت اسماعیل، اُنھون نے بھی عرب ہی مین اپنے باپ کے حکم سے سکونت کی،

ارض القرآن کا یہ حصّہ صرف اِنھین خاندانون کی تفصیل پر محدود ہی اور انمین سے بھی اُن خاندانون کا ذکر مفصّل ہی، جنکا نام قرآن مجید مین کسی حیثیت سے مذکور ہی،

۱- بنو قطورا مین سے اہل مدین اور اہل ددان (اصحاب الایکہ)

۲- بنو سارہ مین سے ادوم (یعنی حضرت ایوبؑ اور اُنکی قوم)

۳- بنو ہاجرہ مین سے حضرت اسماعیل، انباط (اصحاب الحجر) قیدار، اور قریش،

بنو قطورا

مدین

شعیب علیہ السلام

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا

از سنہ ۲۰۰۰ ق م تا سنہ ۱۰۰۰ ق م

اِس اُصول کا کئی بار بتکرار ذکر گذر چکا ہی کہ سامی قومین عموماً اپنی آبادی اور قومیت کو اپنے بزرگان نسل کے نام سے موسوم کرتی ہین، مدین جن کے حالات اِس فصل مین بیان مین ہون[۱] گے، اپنے بانی و مؤسّسِ خاندان، مدین بن ابراہیمؑ کی طرف منسوب ہین، مدین نے اپنی آبادی اپنے ہی نام سے اپنے بھائی اسماعیل کے پہلو مین قائم کی[۲]، یہ ملک طولاً خلیج عقبہ (عیلانہ) کے سواحل پر دہانۂ خلیج سے ساحل بحر احمر وارض ثمود و حجاز تک جہان ثمود و جرہم و عربِ اسماعیل آباد تھے، واقع تھا،

[۱] چونکہ ارض مدین حضرت موسیٰ کا دار الہجرۃ ہی اور اہل مدین و بنی اسرائیل مین ہمیشہ تعلقات جنگ و صلح رہے ہین اسلیے توراۃ مین مدین کے نہایت کثرت سے حالات مذکور ہین، ہم انھین کا اقتباس کرینگے، تاریخ یونان و روم مین مدین کا ذکر نہین، اسکا سبب یہ ہی کہ یونان و روم کے عہد مین اسیر نبط قابض تھے، جنھون نے مدین کو چھوڑ کر رقیم اور حجر کو آباد و مشہور کیا تھا، [۲] یوسیفوس، قدامت الیہود کتاب ۲ فصل ۱۱،

مدین کی تاریخ ہم مدین کا آغازِ عہد ۲۰۰۰ ق م فرض کرتے ہین، کہ پدر مدین حضرت ابراہیم کا زمانہ ۲۱۰۰ یا ۲۲۰۰ ق م ہی، ایک خاندان کو قوم کی حیثیت پیدا کرنے کے لئے کم از کم سو دو سو برس کی ضرورت ہوگی، اسی لیئے مدین، توراۃ مین سب سے پہلے عہد یعقوبؑ مین (۱۷۰۰ق م) سوداگرون کے بھیس مین نظر آتے ہین، حضرت یوسفؑ کو جو کاروان تجارت کنعان سے مصر لے گیا تھا وہ یہی اہل مدین اور اسماعیلی عرب تھے، (تکوین ۳۷-۲۷، ۲۸، ۳۶ و ۳۰-۱) اس لیئے قرآن مجید کی اس آیت پاک مین،

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ، قَالَ يَا بُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَامٌ، فَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً، وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ. وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ، وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ، (یوسف)	اتنے مین ایک کاروان آیا جسنے اپنے پانی والے کو بھیجا، اُسنے اپنا ڈول لٹکایا تو چلّایا اے خوش نصیبی یہ ایک لڑکا ہی کاروان والون نے ایک سرمایہ کی چیز سمجھکر یوسف کو مخفی رکھا اور خدا اُنکے کامون سے آگاہ تھا، (مصر پہونچکر) اُن لوگون نے معمولی قیمت پر چند درم مین بیچ ڈالا کیونکہ وہ یوسف کی قدر نہین جانتے تھے،

کاروان سے انھین اہل مدین کو مراد لینا چاہیئے، اور مسلمان مفسرین نے بھی ایسا ہی سمجھا ہے[۱]،

یہ تجارت کی تاریخ کا سب سے پہلا صفحہ اور، اسماعیلی اور مدیانی عربونکی تجارت کا سب سے پہلا قافلہ اور مصر انکے تاجرانہ سفر کی اوّلین منزل نظر آتی ہی، مسیح سے دو ہزار برس پہلے قدامت پرست عرب کے اس مدیانی اور اسماعیلی قافلہ کا سامان تجارت وہی تھا جو عربون کی تجارت کا ہمیشہ سامان رہا ہے!

---

[۱] معالم التنزیل، تفسیر سورۂ یوسفؑ،

خوشبودار چیزین، بلسان، صنوبر، لُبان[۵۱]،

اِس واقعہ کے بعد چار سو برس تک مدین کی تاریخ پر خاموشی چھا جاتی ہی، سبب یہی کہ مدین کے سوانح نگار بنی اسرائیل ہین، اور یہ زمانہ بنی اسرائیل کے قیام مصر کا ہے، ۴۰۰ برس کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا ظہور ہوا، اور دعوتِ حق اور حُبِ قومی کے جُرم مین اُن کو مصر سے ہجرت کرنی پڑی تو اُنکا ملجا اُسی قافلہ کی سرزمین تھی جو اُنکی قوم کو چار سو برس پہلے مصر پہنچا گئی تھی، یعنی مدین[۵۲]

مدین کی قوم عموماً اسوقت جس کاروبار مین نظر آتی ہی، وہ وہی ہی جو تمام سامی قومون کا ہمیشہ پیشہ رہا ہی، یعنی گلّہ بانی! یہی وہ شغل ہی جو ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ، کا پیشہ تھا، اور جو حضرت موسیٰ کو مصر کی متمدن زندگی مین میسر نہ آتا، بنو سام کے عظیم الشان پیغمبر کے لئے ضرور تھا کہ وہ جہان بانی سے پہلے گلّہ بانی کا سبق لے، اسلئے قضائے الٰہی نے موسیٰؑ کو مصر کے تمدن زار سے عرب کے بے تکلف اور سادہ ملک مین بھیجدیا، جہان شرفائے سام نے اب تک اپنے آبائی عادات و اخلاق کو متروک نہین کیا تھا،

تاہم مدین کے قبائل ایک منتظم زندگی رکھتے تھے، شہر مین مذہبی رسوم و آداب کی تلقین و محافظت کیلئے کاہن (مذہبی عہدہ دار) ہوتے تھے، اور اکثر حالات مین یہی کاہن شہر کے قانونی حاکم بھی قرار پاتے تھے، حضرت موسیٰؑ[۵۳] کے عہد مین جو کاہن تھا، اسکا نام توراۃ مین کہین راعویل[۵۳] کہین یثرو[۵۴] کہین حوباب[۵۵] مذکور ہی، لیکن اکثر مسلمان مفسرین

---

۵۱ تکوین ۳۷ - ۲۶،
۵۲ خروج ۲ - ۱۵ - و قرآن مجید،
۵۳ خروج ۲ - ۱۸،
۵۴ خروج ۳ - ۱،
۵۵ سفر العدد ۱۰ - ۱۹ - و سفر القضاۃ ۴ - ۱۱ -

کے نزدیک یہ شعیبؑ تھے جو لفظاً "حوباب" سے بہت قریب ہی، حضرت موسیٰؑ جب مصر سے ہجرت کرکے شہر مدین آئے تو انھین حوباب یا شعیبؑ کے یہان مہمان ہوئے اور اُنکے ہان بکریان چرانے کی خدمت قبول کی اور اسکے معاوضہ مین حضرت شعیبؑ نے اپنی ایک بیٹی حضرت موسیٰؑ کی زوجیت مین دی،

قرآن پاک مین مدین کا ذکر دو سبب سے آتا ہی، اول حضرت شعیبؑ اور دوم حضرت موسیٰؑ کے تعلق سے، حضرت موسیٰؑ کے تعلق کی حسب ذیل آیتین ہین،

فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْ اَهْلِ مَدْيَنَ، ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى (طٰه ۲)	اہل مدین مین چند سال رہا، پھر اے موسیٰ تو ایک ازازہ پر آیا،
وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ، قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَاءَ السَّبِيْلِ، وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً يَّسْقُوْنَ (القصص ۳)	جب موسیٰؑ (مصر سے) مدین کی طرف چلا اُسنے کہا شاید میرا پروردگار مجھے راہ راست دکھائے، اور جب وہ مدین کے کوان پہونچا تو وہان چند لوگون کو پانی پلاتے ہوئے پایا،
وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ (القصص)	(اے محمد) تو اہل مدین مین مقیم نہ تھا اُنپر خدا کی آیتون کو پڑھتے ہوئے، لیکن ہم بھیجنے والے تھے،

حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لیکر جب مصر سے حدود عرب مین داخل ہوئے، تو مدین کے کاہن نے اُنکا استقبال کیا، بنی اسرائیل غلامی کے عہد سے ابھی نکلے تھے، نظام و ترتیب سے آگاہ نہ تھے، بھیڑ کی طرح روز و شب پیغمبر کو گھیرے رہتے تھے، اور ذرا ذرا سی بات کے لیئے انھین کے پاس دوڑے آتے تھے، مدین کے کاہن نے بتایا کہ ایک قوم پر کیونکر حکومت کرنی چاہیئے اور اُسکی ترتیب و تنظیم کے کیا اُصول ہین، اول ہزار ہزار پر

سلہ خروج ۱ - ۱۶، ۲۲،

افسر ہون، پھر ہر سو پر اور پھر ہر دس پر صرف افسر ون کے اختلاف رائے کے موقع پر امیر (حضرت موسیٰ) کی عدالت کیطرف رجوع کیا جائے[1]،

اِس واقعہ کے ذکر سے ہمکو یہ دکھانا ہی کہ اس وقت مدین کا تمدن کس حد تک ترقی کر چکا تھا!

۱۲۰۰ یا ۱۰۰۰ ق م جو حضرتِ موسیٰ کا عہد ہی، مدین پانچ شیوخ قبائل یا توراۃ کی اصطلاح کے مطابق پانچ بادشاہون کے ماتحت تھا، اِن کے نام یہ تھے، عوی، رقیم، ضور، حور اور ربع[2]، یوسیفوس یہودی جو پہلی صدی مسیحی مین تھا، اُسکا بیان ہی کہ "شہر رقیم، اِسی مدیانی بادشاہ رقیم کے نام سے آباد ہی، عرب اب تک اسکو رقیم اور یونانی پٹرا کہتے ہین[3]" اس بنا پر بیسوین صدی کے ایک مشہور مصری عیسائی مورخ کی یہ تحقیق کہ "الرقیم" اِس شہر کے یونانی غیر مشہور نام "ارکہ" کی تعریب ہی، کس قدر مضحکہ انگیز ہی[4]! یوسیفوس خود اُس عہد کا شخص ہی جب یہ رقیم یا پٹرا آباد تھا اس لیئے اِس سے زیادہ موثق ذریعۂ تحقیق اور کیا ہو سکتا ہی؟

بہر حال اِس واقعہ سے اِس نتیجہ تک پہونچنا ہی کہ اُس عہد قدیم مین مدین کی شمالی حد کہانتک وسیع تھی! پٹرا یا رقیم، ملک شام کے قریب بحر میت اور خلیج عقبہ کے درمیان واقع ہی، اسلیئے مدین کے حدود شمالی کو یہان تک وسیع سمجھنا چاہیئے،

اِس زمانہ کے تقریباً ڈیڑھ سو برس بعد شہر مدین کے چار اور بادشاہون کا توراۃ مین ذکر آتا ہی، زاباح، صلمناع، عوریب، اور ذیب[5]، ایک وقت مین چند بادشاہون کا

---

[1] خروج ۱۸، [2] سفر عدد ۳۱ - ۸، [3] یوسیفوس، قدامۃ الیہود، کتاب ۴، فصل ۷،

[4] العرب قبل الاسلام جرجی زیدان، [5] سفر القضاۃ ۶ - ۸ و ۲۵ - ۵،

وجود اس بات کی دلیل ہی کہ ملک متفرق قبائل یا ریاستون پر منقسم تھا،

مدین کی اخلاقی و مذہبی حالت اور بربادی

مدین اور مدین کے قریب مواب آباد تھا، مذہبًا اور اخلاقًا دونون قومون کی بدترین حالت تھی، تمدن کے جراثیم جن امراض کو پیدا کرتے ہین، وہ ایک ایک کرکے پیدا کر ہو چکے تھے، بتون کی پرستش اور اُن کے لیئے قربانی اُنکا مذہب تھا، تمام بتون کا سردار "بعل فغور" دیوتا تھا[1]، اخلاقی حالت اِس درجہ پست تھی کہ شرفائے خاندان کی لڑکیان انسانیت کا بدترین نمونہ تھین[2]، مردون کا یہ حال تھا کہ ظلم و ستمگری اُنکی زندگی کا معمولی پیشہ تھا[3]،

بنی اسرائیل مصر سے نکل کر مواب و مدین کے میدانون مین خیمہ زن تھے[4]، اِن بدکارون نے بنی اسرائیل کے لیئے سازشون کا دام پھیلانا شروع کیا، عورتون نے نوجوانان بنی اسرائیل کو جو اصل مین اِس فوج کے سپاہی تھے، اپنے قابو مین کرلیا، سردار سے باغی بنادیا، بتون کے سامنے ان کا سر جھکوایا، "بعل فغور" کے لیئے اُنسے قربانیان کرائین[5]، مردون نے آس پاس کی قومون سے سازباز کیا کہ بنی اسرائیل کو نیست و نابود کردین، بنی عُمّان کے ملک سے وہان کے پیغمبر "بلعام" کو بلوایا کہ وہ اسرائیل کے لیئے بددعا کرے[6] اسوقت:

"خدا نے موسیٰؑ سے کلام کیا اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کے لئے اہل مدین سے انتقام لے، اور اُسوقت تو اپنی قوم مین مجتمع ہوگا" (سفر العدد ۳۱-۱)

ل سفر العدد ۲۵-۲، ۳،
۲ سفر القضاۃ ۶-۱،
۳ سفر العدد ۲۵-۱، ۵،
۴ سفر العدد ۲۵-۲، ۳،
۵ سفر العدد ۲۲-۳، ۴، ۵،

حالات کی بنا پر بنی اسرائیل کو پھر اپنے قابو مین لانے کے لیئے اور مدین کی گنہگار آبادی کی سزادہی کے لیئے ضروری ہوا کہ حسب حکم الٰہی، مدین اور معاونین مدین سے جہاد کیا جائے، مواب، حشبون اور مدین کی متفقہ قوت کے مقابلے مین حضرت موسیٰ نے ۱۲ ہزار آدمی بھیجے، دشمن اپنی کثرت اور سامان کے باوجود کامیاب نہوے، مدین کے پانچ سردار عوی، رقیم، صور، حور اور ربع مارے گئے، تمام مرد، بچے اور عورتین قتل ہوئین، لڑکیان قید ہوئین، اور اُن کا سامان، غنیمت مین ہاتھ آیا[1]،

قوم مدین کی اس تباہی کے بعد شہر مدین، ہم اسماعیلی عربون کے ہاتھ مین پاتے ہین، اور اب اسکے بعد جن اہل مدین کا توراۃ مین ذکر ہی وہ یہی اسماعیلی ہین، قوم مدین کی تباہی کے تقریباً ۱۵۰ برس بعد عمالیق اور دیگر عرب قبائل اسماعیلی مدین کی سرکردگی مین بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوئے ہر سال جب غلہ پکنے کے قریب ہوتا، آندھی کی طرح بنی اسرائیل کے ملک مین آتے اور غلہ، گائے بیل، گدھے جو کچھ پاتے سب لوٹ لیتے، فرزندان اسرائیل آبادی چھوڑ کر پہاڑون اور غارون مین روپوش ہو جاتے[2]،

آخر جدعون نامی ایک سردار اُن مین پیدا ہوا جسنے بنی اسرائیل کی قوت کو مجتمع کیا، اور صرف ۳۰۰ منتخب آدمیون کو لیکر اس نے اہل مدین پر شبخون مارا، رات کی تاریکی مین[3] دوست و دشمن کی تمیز نہوئی، ایک لاکھ بیس ہزار اہل مدین خود اپنون اور دشمنون[4] کے ہاتھ سے ماری گئی عوریب اور ذیب مدین کے دو بادشاہ قید ہوئے، جن کو نہایت ذلت سے[5] قتل کیا گیا، اور

---

[1] سفر العدد ۳۱ باب،
[2] سفر القضاۃ باب ۶،
[3] سفر القضاۃ، باب ۷، - ۲۲ -
[4] سفر القضاۃ ۸ - ۱۱،
[5] سفر القضاۃ ۷ - ۲۵،

دو بادشاہ زاباح اور صلمناع ۱۵ ہزار آدمیون کے ساتھ بھاگ کر نکلے، لیکن ان کو پناہ نہ مل سکی،

حوباب یا شعیبؑ اوپر گذر چکا ہی کہ حضرت موسیٰ کے خسر کا نام توراۃ مین یثرو اور حوباب مذکور ہی، توراۃ کے شروح عبرانی مین لکھا ہی، کہ یثرو کے دس نام تھے، دس نام ہون یا نہون، دو نام تو خود توراۃ مین ہین، ایک جرمن فاضل Heinrich Ewald. کہتا ہی،

"اصلی نام حوباب تھا اور یثرو ایک اعزازی لقب تھا جس کے لغوی معنی "کامل" کے ہین، جسطرح یہودیون کے ہان "کاہن" اور مسلمانون کے ہان "امام" کا لفظ ہی[۱]"

دوسری جگہ لکھتا ہی

(حوباب) کا نام قرآن مین اور عموماً مسلمانون مین "شعیب" ہی یہ نام حوباب کی تصحیف ہی، ....

مسلمان مفسرین بھی علی العموم یثرو حوباب اور شعیبؑ کو ایک ہی سمجھتے ہین"

حضرت شعیبؑ اور قرآن مدین اور حضرت شعیبؑ کا باہمی ذکر قرآن مجید کے تین سورون مین آیا ہی، اعراف، ہود اور عنکبوت،

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ، قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ ، وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ ، وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ، وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ	اور مدین کے پاس اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا، شعیبؑ نے کہا، اے بھائیو! خدا کو پوجو، اس کے سوا کوئی اور خدا نہین خدا کی جانب سے گواہی آچکی، پیمانہ اور ترازو پوری کرو، اور لوگون کو اُن کا حق کم نہ کرو، اور اصلاح کے بعد ملک مین فساد نہ مچاؤ، یہ تمھارے لئے بہتر ہی، اگر تم ایمان والے ہو، اور ہر راستہ پر دھمکانے کو بیٹھا نہ کرو اور جو لوگ ایمان لائے ہین

[۱] تاریخ بنی اسرائیل، ترجمۂ انگریزی، ج ۱ ص ۲۵، حاشیہ، مصنفہ ایوالڈ،

سَبِيلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا،
وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ، وَانْظُرُوْا كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ، وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ
مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ
لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا
وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ،

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ
قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا، قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا
كَارِهِيْنَ وَقَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا
فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰهُ مِنْهَا، وَمَا يَكُوْنُ
كَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا،
وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا
رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ
خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ،

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ
فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ
دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ، اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

اُن کو مت روکو، اور سیدھی راہ کو ٹیڑھی کرنیکی کوشش نکرو،
یاد کرو جب تم تھوڑے تھے، تو خدا نے تمکو بڑھایا، اور بغور
دیکھو کہ مفسدین کا انجام کیا ہوا، تم مین کچھ لوگ تو جو پیغام
دیکر مین بھیجا گیا ہون اُسپر ایمان لاچکے ہین، اور بعض
نہین لائے، تو اُسوقت تک صبر کرو کہ خدا ہمارے درمیان
فیصلہ کردے، اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہی،

سرداران قوم مین جو مغرور تھے بولے کہ شعیبؑ ہم
تجکو اور جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہین انکو اپنی آبادی سے
باہر نکال دینگے، یا ہمارے آبائی مذہب کو پھر قبول کرلو،
شعیبؑ نے کہا، کیا ہم نہ چاہین تب بھی، اگر تمھارے
مذہب کو جس سے ہمکو خدا نے نجات دی، ہم پھر قبول
کرلین تو ہم خدا پر جھوٹ افترا باندھتے ہین، خدا کی مشیئت
کے بغیر ہمکو پھر تمھارے مذہب مین جانا سزاوار نہین
ہمارا پروردگار اپنے علم سے ہر شے کو محیط ہی ہم نے اُسی پر
بھروسہ کیا ہی، ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری قوم
کے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کردے، اور تو بہتر فیصلہ
کرنے والا ہے،

کفر پیشہ سرداروں نے لوگون سے خطاب کرکے کہا،
اگر شعیبؑ کی تم نے پیروی کی تو تم گھاٹے مین رہوگے،

شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا، اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ،

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ، فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ،

(اعراف)

پس کپکپاہٹ نے آکر اُن کو پکڑ لیا، پھر تو وہ اپنی اپنی جگہ پر پڑے کے پڑے رہ گئے، شعیبؑ کے جھٹلانے والے گویا کہ اِن گھرون مین کبھی اباد ہی نہ تھے، اور وہی گھاٹے والے رہے،

شعیبؑ اُن کو اسی حال مین چھوڑ کر ہٹا، اور بولا، مرے بھائیو! اپنے پروردگار کے پیغام مین پہونچا چکا اور اپنی خیرخواہی کا فرض بھی ادا کر چکا، اب کیونکر کفر پیشہ قوم کی تباہی کا غم کھاؤن،

اِس سے زیادہ تفصیل سورۂ ہود مین ہے:

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا، قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ، وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ

مدین کی سمت ہم نے اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا، اُسنے کہا بھائیو! خدا کو پوجو اُسکے سوا کوئی لائق پرستش نہین، پیمانہ اور ترازو کم نہ کرو، مین تمکو بھلائی کے ساتھ دیکھتا ہون، اور ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب کو تمپر ڈرتا ہون، بھائیو، پیمانہ اور ترازو انصاف کے ساتھ پوری رکھو، لوگون کا حق کم نہ کرو، اور ملک مین فساد نہ پھیلاتے پھرو، اگر ایمان ہو تو خدا نے جو باقی چھوڑا ہو وہ تمھارے لیئے بہتر ہو، اور مین تم پر کوئی نگران نہین مقرر ہوا،

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ

لوگون نے جواب مین کہا شعیب کیا یہ تمھاری نماز

مَا يَعْبُدُ اٰبَاۤؤُنَا اَوْ اَنْ نَفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ،

تمکو کہتی ہی کہ ہمارے اسلاف جس کو پوجتے تھے اس کو چھوڑ دین، یا ہم اپنے مال مین جو چاہین وہ نہ کرین، تم بھی بڑے عقلمند اور نیک ہو،

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا، وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ، اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ، وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ، وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ، اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ،

شعیبؑ نے کہا بھائیو، اگر مین اپنے پروردگار کی بتائی ہوئی دلیل پر قائم رہون، اور جو کچھ اُسنے حلال روزی دے رکھی ہی اسپر قانع رہون، تو تمہاری کیا رائے ہی، مین نہین چاہتا کہ تمہاری مخالفت کرکے وہ کرون جس سے تمکو روکتا ہون، مین تو اپنی طاقت بھر صرف اصلاح چاہتا ہون مجکو توفیق خدا ہی کے زور سے ہی اُسی پر بھروسہ ہی اور اُسکی جانب رجوع ہوتا ہون، بھائیو! صرف میری دشمنی اسکا باعث نہو کہ جسطرح نوحؑ، اور ہودؑ کی قومون پر عذاب پہونچا تم پر بھی پہونچے، لوط کی قوم تم سے دور نہین، اپنے پروردگار سے مغفرت چاہو، اور اُسکے سامنے توبہ کرو، خدا رحمت اور محبت والا ہی،

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ، وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا. وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ، وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ،

بولے شعیب! ہم تمہاری بہت سی باتین نہین سمجھتے اور ہم اپنے مین تمکو کمزور بھی پاتے ہین، اگر تمہارے خاندان کا لحاظ نہوتا تو تمکو سنگسار کر چکے ہوتے، اور کچھ تم ہم پر غالب بھی نہین،

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

شعیبؑ نے جواب دیا بھائیو کیا میرا خاندان خدا سے زیادہ

وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا، اِنَّ رَبِّيْ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ، وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى
مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ. سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ،
مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَهُوَ كَاذِبٌ
وَارْتَقِبُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ،
وَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ
جٰثِمِيْنَ، كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ
كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ، (هود)

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا، فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا
اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ
مُفْسِدِيْنَ، فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ
فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (عنکبوت)

تمھارے نزدیک لحاظ کے قابل ہی جو تم نے اُسکو پس پشت ڈالدیا، میرا پروردگار تمھارے ہر کام سے واقف ہی، بھائیو! تم اپنی جگہ پر کام کیئے جاؤ، مین بھی اپنا کام کرتا ہون، عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ رُسوا کن عذاب کس پر آئیگا اور کون جھوٹا ہی، انتظار کرو مین بھی منتظر ہون،

جب ہمارا حکم آگیا ہم نے شعیبؑ کو اور اُسکے ساتھ ایمان لانے والون کو اپنی رحمت سے نجات دی، اور جو ظالم تھے اُن کو چیخ نے آلیا، اور وہ اپنے گھرون مین پڑے رہ گئے، گویا کہ اُن مین وہ کبھی رہے نہین، ثمود کی طرح مدین کیلیے بھی ہلاکت ہو،

مدین کے پاس، شعیبؑ کو ہم نے بھیجا اُسنے کہا، بھائیو، خدا کو پوجو، اور روز آخرت کی توقع رکھو، اور زمین مین فساد کرتے نہ پھرو، اُنھون نے جھٹلایا، تو کپکپاہٹ نے آلیا، اور اپنے گھر مین پڑے کے پڑے رہ گئے،

ان آیتون مین مدین کے جن حالات کی طرف تلمیح و اشارہ ہی چونکہ مدین کی تاریخ ہمارے مفسرین کے پیش نظر نہ تھی، اسلیئے بہت سے عقدے ناکشودہ رہ گئے، سب سے اوّل یہ کہ وہ اہل مدین و بنی اسرائیل کے باہمی واقعات و منازعات سے بجز واقعہ قرابت حضرت موسیٰ و شعیب علیہما السلام ناواقف ہین، اس بنا پر ان آیات کی تفسیر مین ان واقعات کا وہ کوئی تعلق نہین ظاہر کرتے حالانکہ ہماری رائے مین یہ

آیتین تمام تر انھین واقعات سے متعلق ہین، پہلی آیت یہ ہی وَاِلیٰ مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا (مدین کیطرف اُنکے بھائی شعیب کو بھیجا) اس آیت سے دو باتین معلوم ہوتی ہین، اوّل یہ کہ یہان مدین سے قوم مدین مراد ہی، ثانیاً یہ کہ شعیبؑ، مدین کے خاندان سے تھے،

مخاطبت شعیبؑ و مدین کا پہلا فقرہ یہ ہے:

یٰقَوْمِ اُعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ (اعراف و ھود) اے قوم! خدا کی پرستش کرو، اسکے سوا تیرا کوئی دوسرا معبود نہین

اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ وہ بعل فعور وغیرہ دیوتاؤن کی پوجا کرتے تھے،

اسکے بعد ہے:

فَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ (اعراف)	ناپ اور تول پورا پورا رکھو، اور لوگون کو اُنکی چیز کم نہ دو (اعراف)
لَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ، اِنِّیْ اَرٰکُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ، وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ، (ھود)	پیمانہ اور ترازو کم نہ کرو، مین تمکو اچھی حالت مین دیکھتا ہون، اور ڈرتا ہون کہ گھیر لینے والے دن کا عذاب تم پر نہ آئے، لوگو! پیمانہ اور ترازو انصاف کے ساتھ ٹھیک رکھو، لوگون کو اُنکی چیزین کم نہ دو، (ھود)

آغاز فصل مین معلوم ہو چکا ہی کہ مدین ایک تاجر قوم تھی، اور غالباً دُنیا کی تاریخ مین اس پیشہ کی سب سے پہلی قوم ظاہر ہوتی ہی، اس بنا پر اُسمین یہ مذموم صفت ہو گی جو حالات کے لحاظ سے بالکل مناسب ہی، بنی اسرائیل جب مصر سے حدود عرب مین داخل ہوئے، تو اُن کے ساتھ رسد کا سامان نہ تھا، قرب وجوار کی قومون سے بقیمت خریدتے تھے[۱]، یا بجبر چھین لیتے تھے، شاید مدین کی اس وصف تجارت کا بنی اسرائیل کے اس واقعہ سے بھی تعلق ہو، لیکن حقیقت یہ ہی کہ ان آیات سے مراد صرف خرید و فروخت کی

[۱] سفر تثنیہ الاشتراع، ۲-۶، ۲۷،

لمی و بیشی نہین ہی، بلکہ سود، بٹّہ اور دیگر اصناف تجارت ممنوعہ مراد ہین، جن کے ذریعہ سے تاجر و صاحب معاملہ لوگون کو اُن کے حقِّ جائز سے ہمیشہ کم مالیت دیتے ہین، اِسی بنا پر حضرت شعیبؑ کی قوم کا یہ جواب ہے:

اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا (ھود)	کیا اِس سے بھی کہ ہم اپنے مال مین جو چاہین کرین، تمہاری نماز روکتی ہے،

اِس رائے کی تائید مفسرین کی بعض روایات سے بھی ہوتی ہی:

وقیل نهاهم عن قطع الدنانیر والدراهم وزعم انه محرم علیهم فقالوا او ان نفعل فی اموالنا ما نشاء[1]	کہتے ہین کہ شعیبؑ نے اُن کو درہم و دینار مین بٹّہ لینے سے منع کیا تھا، اور کہا کہ یہ حرام ہی اُنھون نے کہا کیا ہم اپنے مال مین اپنی مرضی کے موافق کام نکرین،

محمد بن جریر طبری تاریخ مین لکھتے ہین:

عن زید بن اسلم فی قوله عزوجل "اصلوتك تامرك ان نترك ما یعبد اباؤنا او ان نفعل فی اموالنا ما نشاء" قال کان مما نهاهم عنه حذف الدراهم او قال قطع الدراهم،	زید بن اسلم سے اِس آیتہ اصلوتک الخ کے ذیل مین مروی ہی کہ شعیبؑ اُن کو (بٹّہ) سے منع کرتے تھے،
عن محمد بن کعب القرظی. قال بلغنی ان قوم شعیب عذبوا فی قطع الدراهم ثم وجدت ذلك فی القرآن "اصلاتك تامرك ان نترك ما یعبد اباؤنا او ان نفعل فی اموالنا ما نشاء"[2]	محمد بن کعب قرظی سے مروی ہی وہ کہتے ہین کہ مجھے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ قوم شعیب کو بٹّہ لینے کے باعث عذاب دیا گیا پھر مجھے قرآن مجید مین یہ آیت ملی،

[1] تفسیر معالم التنزیل امام بغوی، سود، [2] تاریخ طبری ج ۱ ص ۳۷۰، یورپ،

اسکے بعد ارشاد ہے:

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا، ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ، (اعراف)	اصلاح کے بعد ملک مین فتنہ نہ برپا کرو، یہ تمھارے لیئے بہتر ہی اگر ایمان ہو،
وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (ہود)	ملک مین فتنہ و فساد نہ پھیلاؤ،

عموماً مفسرین تاآنکہ امام رازی بھی "فتنہ و فساد" سے "کفر" اور "اصلاح" سے "بعثتِ شعیبؑ" مراد لیتے ہین، حالانکہ اِس سے مقصود بعد صلح و امان، بنی اسرائیل کے ساتھ مخالفت و منازعت اور سازش و خونریزی ہی اسی لیئے اسکے بعد یہ الفاظ ہین:

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (ہود)	ملک مین فساد نہ پھیلاتے پھرو، خدانے جو باقی رکھا ہی وہی تمھارے لیئے بہتر ہی اگر ایمان والے ہو،

"بقیۃ" کا مطلب ہمارے مفسرین یہ بیان فرماتے ہین، کہ حرام کے بعد جو حلال چیزین باقی رہ گئی ہین وہ تمھارے لیئے کافی ہین، حرام کی کیون طلب کرتے ہو، لیکن اِس حالت مین اوّل آیت کو آخر آیت سے تعلق کیا رہیگا؟ "ملک مین فساد نہ کرو کہ باقی حلال چیزین کافی ہین" ملک مین فساد اور حلال چیزون پر قناعت، دونون بے ربط باتین ہوجاتی ہین،

ہمارے نزدیک مدین کی تاریخ کو پیش نظر رکھنے سے مطلب نہایت واضح ہوجاتا ہی، مدین چاہتے تھے کہ بنی اسرائیل نے مصر سے آکر ملک کا جو حصّہ لے لیا ہی، واپس لے لین، حضرت شعیبؑ فرماتے ہین کہ فتنہ و فساد سے فائدہ نہین، خدانے جو کچھ باقی رکھا ہی اُس پر قناعت کرو، اہل مدین اسکے جواب مین کہتے ہین،

قَالُوا يٰشُعَيْبُ أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَّتْرُكَ	شعیبؑ کیا یہ تمھاری نماز کہتی ہی کہ اسلاف کے طریقہ پرستش

مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ (هود)	کو چھوڑ دین یا ہم اپنے مال مین جو چاہین وہ کرنا چھوڑ دین، تم بھی بڑے عقلمند (یا بردبار) اور نیک ہو،

اِس جنگ کی غرض صرف دو تھی، ایک یہ کہ اپنے دیوتا بعل فغور کی اہانت کا انتقام اسرائیل کے خدا کا مقابلہ، اور دوسرے یہ کہ جن طرق ممنوعہ کے ذریعہ سے بھی ہو بنی اسرائیل سے ملک و دولت کی واپسی، اہل مدین کہتے ہین کہ کیا ہم اِن دونون چیزون سے باز آجائین؟ اور طعنًا کہتے ہین کہ تم بھی بڑے نیک اور بڑے عقلمند ہو، یا یہ کہ بنی اسرائیل کے ہاتھ سے ملک و قوم کی مذہبی و مالی بربادی پر غصہ نہین آتا، تم حقیقت مین بہت بُردبار اور نیک آدمی ہو! حضرت شعیبؑ جواب مین فرماتے ہین:

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ وَرَزَقَنِىْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۚ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيْقِىْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ (هود)	بھائیو! بتاؤ تو اگر مین اپنے رب کی دی ہوئی روشنی پر رہون اور جو حلال روزی اُس نے دے رکھی ہے اُسی پر قانع رہون، مین نہین چاہتا کہ تم سے مخالفت کرکے مین وہ کرون جس سے تم کو روکتا ہون، مین تو تاحدّ امکان صرف اصلاح چاہتا ہون! اور اُسکی توفیق خدا کے وسیلہ ہے،

صلاح سے مقصود صلاح روحانی بھی ہو لیکن، مدین و بنی اسرائیل کے مابین اصلاح کی کوشش کی طرف :

لیکن بااین ہمہ ارشاد و ہدایت، مفسدین اپنے فساد و تباہ کاری سے باز نہ آئے، حضرت موسیٰؑ کے حکم سے قوم مدین کے تمام مرد بچے اور منکوحہ عورتین قتل کی گئین، اور ۳۲ ہزار کواری لڑکیان لونڈی بنائی گئین[1]، قوم مدین کی زندگی کی یہ آخری تاریخ تھی،

[1] عدد ۲۱ - ۱۵/۱۶، ۱۷، ۳۵، ۴۰، ۴۶،

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (اعراف)	تمکو ایک کپکپی نے آلیا پس وہ اپنے قیامگاہ مین پڑے رہ گئے (اعراف)
وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (هود)	جنھون نے ظلم کیا اُن کو چیخ نے آلیا، بس اپنے قیامگاہون مین پڑے رہ گئے، (ہود)
فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (عنکبوت)	انکو ایک کپکپی نے آلیا، پس وہ اپنی قیامگاہ مین پڑے رہ گئے (عنکبوت)

کپکپی اور چیخ سے مطلق عذاب مراد ہے،

اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ (هود)	ہان ہلاکت ہو، مدین کے لیئے جسطرح ہلاک ہوئے ثمود،

ثمود کی خصوصیت اسلیئے ہی کہ پہلے اِس مقام پر وہ آباد تھے،

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ، وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ (اعراف)	شعیبؑ اہل مدین سے علیحدہ ہوئے اور کہا، لوگو مین اپنے خدا کے پیغام تمکو پہونچا چکا تھا، اور تمھاری خیر خواہی بھی کر چکا تھا، پھر کسطرح مین کافر قوم پر غم کرون (اعراف)
وَلَمَّا جَاۤءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا (هود)	جب ہمارا حکم آیا تو ہمنے شعیبؑ کو اور جو اُنکے ساتھ ایمان لائے تھے اُنکو اپنی رحمت سے نجات بخشی، (ہود)

حضرت شعیبؑ کے متبع کون تھے؟ صرف اُن کے اعزہ اور ہم خاندان، اسلیئے کافرون نے کہا:۔

لَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ، (هود)	اگر تمھارا خاندان نہوتا ہم تجکو سنگسار کر دیتے،

حضرت شعیبؑ نے فرمایا:

اَرَهْطِيْۤ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ (هود)	کیا میرا خاندان خدا سے زیادہ تمھارے نزدیک قوی ہی،

اِن آیات سے ثابت ہوتا ہی کہ حضرت شعیبؑ کا خاندان حضرت شعیبؑ کا متبع تھا، اسلیئے حضرت شعیبؑ کے ساتھ جن لوگون نے نجات پائی وہ یہی لوگ تھے،

مطابقت توراۃ و قرآن مذکورۂ بالا سطرون مین چند باتون کا دعویٰ ہی، حضرت شعیبؑ اور اُن کا خاندان اہل مدین سے الگ ہو گیا، اُنھون نے عذاب سے نجات پائی،

حضرت موسیٰؑ نے مدین کی پہلی جنگ کے بعد جب کنعان کی طرف کوچ کا ارادہ کیا اُس موقع کی گفتگو ہے:

"موسیٰ نے حوباب بن راعویل مدیانی اپنے خسر سے کہا: ہم یہان سے اُس مقام کو کوچ کرنے والے ہین جو خداوند ہمکو دینے والا ہی، ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم تمھارے ساتھ بھلائی کرین کیونکہ خداوند نے اسرائیل سے نیکی کا وعدہ کیا ہی، حوباب نے جواب دیا کہ تمھارے ساتھ نہین جا سکتا بلکہ اپنے ملک و مولد کو واپس جاؤن گا، موسیٰؑ نے کہا کہ ہمکو نہ چھوڑ جاؤ، تم سے التجا کرتا ہون، کیونکہ جیسا تم جانتے ہو کس ویرانہ مین خیمہ زن ہم ہین، تم ہمارے لیئے بجائے آنکھ کے ہو" (عدد ۱۰-۳۰)

دوسری جگہ ہی:

موسیٰ کے سُسر قین کے بیٹے بنی یہودا کے ساتھ قریہ نخل سے چلے اور یہودا کے ساتھ جو تیمن کا تھا اُسکے حصہ کے میدان مین سکونت کی"، (قضاۃ ۱-۱۶)

مدین کی جنگ سے ایک باب پہلے مذکور ہے:۔

"حابر قینی اپنے دوسرے قینی بھائیون سے جو موسیٰؑ کے سُسر حوباب کے بیٹے تھے، پہلے ہی علیحدہ ہو گیا تھا، اُسنے اپنا خیمہ اُس وادی مین کھڑا کیا جسکا نام ضعینم ہی، قادس کے پاس" (قضاۃ ۴-۱۱)

تالمود بابل مین ہے:

"یثرو (شعیب) نے اُسکی مخالفت کی اور جب اُسکی نصیحت رد کر دی گئی،

تو اپنا عہدہ چھوڑ دیا اور چلدیا، اِسی لیئے اُسکی اولاد سنہڈرم[۱] کی رُکن مقرر ہوئی[۲]،

یوسیفوس یہودی جس نے پہلی صدی مسیحی مین تاریخ یہود لکھی ہے، لکھتا ہے:۔

"اُنھون نے موسیٰ کے خسر یثرو مدیانی کے خاندان کو بھی دین دی، جس نے

اپنا ملک چھوڑ دیا تھا اور صحرا مین ان لوگون کے ساتھ رہا[۳]"

قومِ مدین کی تباہی عام جسکی قرآن نے خبر دی ہے، توراۃ سے اسکا ثبوت متعدد طور پر بہم پہونچ سکتا ہے، اوّلاً یہ کہ قوم مدین کی تباہی کے موقع کے توراۃ مین حسب ذیل الفاظ ہین:

"بنی اسرائیل نے مدین سے جنگ کی اور اُن پر غالب آئے اور تمام

مردون کو قتل کیا"... تمام مرد، بچے، اور عورتین قتل[۴] ہوئین،

ثانیاً یہ کہ اسکے بعد مدین کی تباہی عبرانی صحیفون مین ہمیشہ ضرب المثل رہی ہے، زبور داود مین[۵] ہے:

"باشندگان (شہر) مدین، اسماعیلی، اہل مواب، ہاجری، عمون، اور عمالیق

... خدایا ان کو (قوم) مدین کی طرح کردے"

اشعیا نبی کہتے ہین:۔

خدائے افواج اُس پر ایک کوڑا بھیجے گا، مدین کی مار کی طرح، عوریب کی

چٹان پر، (۱۰-۲۶)

---

[۱] یہودیون کی اعلیٰ مذہبی عدالت جسکا رئیس اُنکا کاہن اعلیٰ ہوتا تھا، اور اسکے علاوہ اور ۷۰ ممبر ہوتے تھے،

[۲] برٹن کی گولڈ مائنس آف مدین ص ۱۸۱، [۳] قدامتہ الیہود، کتاب ۵ باب ۲

[۴] سفر العدد ۳۱، ۷، ۱۷، [۵] ۸۳ — ۶،

شہر مدین کی پچھلی تاریخ — لیکن باایں ہمہ شہر مدین کا وجود باقی تھا، جسکا نشان تاریخی زمانہ اسلام تک ملتا ہی، حضرت داؤدؑ جن کا زمانہ تقریباً ۱۰۰۰ ق م ہی، زبور (۳-۸۳-۶) مین باشندگان مدین کا ذکر کرتے ہین، حضرت سلیمانؑ کے عہد مین ایک ادومی شہزادہ ہداد بھاگ کر مدین آیا تھا، (سلاطین اوّل ۱۱-۱۸) اشعیا بنی جو تقریباً ۸۰۰ ق م مین تھے مدین کی اُٹنیون کا ذکر کرتے ہین، جو یروسلیم تجارت کا مال لائین گی (۶۰-۶) حبقوق بنی ایک پُرجلال پیغمبر کی آمد آمد کی خبر سناتے ہوئے کہتے ہین، کہ "زمین مدین کی کھال مین رعشہ پڑ جائیگا" (۳-۷)

یونانی و رومی مصنفین نے مدین کا ذکر نہین کیا ہی، بلکہ اس مقام کا نام وہ نباطیا Nabatia بتاتے ہین، سبب یہ ہی اس عہد مین اس ملک مین نبط آباد تھے[1]، اور یہ بالکل ہماری تھیوری کے مطابق ہی، حضرت اسماعیل کی ایک اولاد کا نام نبط تھا اور توراۃ کے حوالہ سے ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ قوم مدین کی تباہی کے بعد اسماعیلی عرب مدین کے مالک تھے، بطلیموس نے البتہ عرب کے ایک مقام کا نام موڈیانا ... Modyana لکھا ہی، جس کو بعض لوگ مدین سمجھتے ہین[2]،

مسلمان جغرافیہ نویسون نے عموماً مدین کا ذکر کیا ہی، ابو الفدا نے جغرافیہ مین لکھا ہی کہ یہان قدیم آثار پائے جاتے ہین، حاجی خلیفہ نے اپنے ترکی جغرافیہ جہان نما مین بیان کیا ہی کہ یہان جو آثار و عمارات ہین اُن پر کتبات ہین جن پر بادشاہون کے نام مرقوم ہین،

---

[1] فارسٹر ج ۲ ص ۳۲۳،

[2] برٹن کی گولڈ مائنس آف مدین ص ۱۷۹،

مکتشفین یورپ مین سے متعدد اشخاص نے خاص مدین کے آثار کا مشاہدہ کیا ہی، جن مین ایک شخص Burton برٹن خاص طور پر قابل ذکر ہی، جسنے ایک بار مکۂ معظمہ و مدینہ منورہ تک سفر کیا، اور دوسری بار خدیو مصر اسماعیل پاشا کے حکم سے ۱۸۷۷ء مین سونے کی کان کی تلاش مین مدین تک گیا، یہان بہت سے کتبات بھی ملے ہین جن پر نبطی خط منقوش ہی، رومیون کے عہد مین یہان کے باشندون نے عیسائیت قبول کر لی تھی، مسلمان شعرا کے قول سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہی، کثیر کہتا ہی:[۱]

رهبان مدين والذين عهدتهم يبكون من حذر العذاب قعودا

رهبان مدين لو رأوك تنزلوا والعصم فى شعف الجبال الفادر

---

[۱] دیکھو معجم البلدان یاقوت،

ددان

اصحابُ الایکہ

قرآن مجید مین عرب کی ایک قوم کا "اصحاب لایکہ" کے نام سے ذکر ہی، "ایکہ" کے لغوی معنی جنگل کے ہین، اِس قوم کے پیغمبر بھی حضرت شعیبؑ ہی تھے، جنکا ذکر مدین مین گذر چکا ہی، اِس اتحاد سے بعض مفسرین نے یہ نتیجہ نکالا ہی کہ مدین اور اصحاب الایکہ ایک ہی چیز ہین، اُن کا قیاس ہی کہ ملک مدین کے پاس جنگل تھا جہان مدین کی قوم کبھی کبھی قیام کرتی تھی، اس لیئے اُسکو "اصحاب الایکہ" یعنی "جنگل والون" کے نام سے[1] خطاب کیا گیا،

مسلمان جغرافیہ نویس اِن اطراف مین کسی جنگل کے ذکر سے خاموش ہین، اُن کی رائے ہی کہ شہر تبوک جو مدین کے مقابل، مدین سے ۶ مرحلہ پر واقع ہی، اُسی کا قدیم نام "ایکہ" تھا، اور خود اہل تبوک کو بھی اعتراف ہی کہ اس کا پہلا نام "ایکہ" ہے[2]،

قرآن کے رو سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مدین اور ایکہ دو چیزین ہین، کیونکہ ان دونون قومون کا حضرت شعیبؑ سے سوال وجواب طرزِ خطاب، اور پھر آخر بربادی

---

[1] معالم التنزیل بغوی، سورۂ حجر، شعراء، ق، ص،

[2] معجم البلدان "ایکہ"

اور طریقۂ بربادی بالکل مختلف ہی، اس بناپر کون دعویٰ کر سکتا ہی کہ مدین اور اصحاب الایکہ ایک ہی قوم کے دو نام ہین؟

سب سے بڑی اشتباہ کی صورت یہ ہی کہ عام معلومات کے لحاظ سے ان اطراف مین جنگل کا نشان نہین، ورنہ اہل تفسیر و روایت اور اہل جغرافیۂ عرب سکا ذکر کرتے،

اس دشوار گذار راہ کو اب ہم اپنی اپنی کوشش سے طے کرنا چاہتے ہین،

اتنا تو ظاہر ہی کہ مدین اور ایکہ مین کوئی شدید تعلق تھا، اور ان کا زمانہ بھی باہم ایک تھا، جسکی بناپر دونون آبادیون کے لیۓ ایک ہی پیغمبر کی بعثت ہوئی، نیز قرآن نے دونون کے اخلاق کا نقشہ بھی ایک ہی کھینچا ہے،

یہ معلوم ہو چکا ہی کہ مدین جو حضرت ابراہیم کی بیوی قطورا کے بطن سے تھا، اُسکے کئی اور بھائی تھے، اور ان بھائیون کی اولادین تھین، توراۃ مین ان کا ذکر ان الفاظ مین ہے:

ابراہیم نے قطورہ نام ایک دوسری بیوی کی، جو زمران، یقشان، مدان، مدیان یشبوق اور شوح کو جنی، یقشان نے شبا اور ددان کو پیدا کیا، اور بنو ددان اشوریم الطوشیم اور لادیم تھے، مدیان کے بیٹے عافا، عوفیر، حنوخ، ابی داع اور دعا تھے، یہ لوگ بنو قطورہ ہین، ابراہیم نے جو کچھ تھا وہ اسحاق کو دیا، اور ان کنیز زادون کو بھی کچھ دیا، اور انکو اپنے بیٹے اسحاق سے الگ کر دیا، اور ابراہیم اس وقت پورب کی طرف پورب کے ملک مین[1] تھا، (یعنی عرب)

توراۃ نے قطورا کی متعدد اولاد در اولاد مین سے صرف دو کی تفصیل کی ہی،

[1] سفر خروج باب ۲۵،

بنو مدین اور بنو ددان، بنو مدین کے متعلق بہ تحقیق معلوم ہی کہ بحر احمر پر خلیج عقبہ کے سامنے شہر مدین مین آباد تھے، اسلیے تسلیم کرنا چاہیے کہ بنو ددان بھی انھین سواحل پر مدین کے قریب آباد ہونگے توراۃ سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہی کہ وہ انھین اطراف مین آباد تھے،

"تیما، ددان، بوض، جو سر کے بال منڈاتے ہین، اور تمام عرب کے بادشاہ"[1]

تیما، شمالی عرب مین حجاز سے شام کے راستہ پر واقع ہی، اسی کے قریب ددان کو ہونا چاہیے، یمن سے سواحل بحر احمر کے کنارہ کنارہ حجاز و مدین سے گذر کر خلیج عقبہ کے کنارہ سے نکلکر تیما، وغیرہ کو قطع کرتی ہوئی ایک نہایت قدیم و مشہور تجارتی سڑک واقع ہی، جو قدیم زمانہ مین ہندوستان، یمن اور مصر و شام کے کاروانون کا تنہا راستہ تھا، اس راستہ کا ذکر تمام قدیم جغرافیون مین موجود ہی، وادی القریٰ ثمود کا مسکن، مدین قوم شعیبؑ کی آبادی، سدوم قوم لوط کا مقام اور نیز تبوک، تیما، اور رقیم (یونانی پٹرا) اسی سڑک پر مابین حجاز و شام واقع ہین، توراۃ کے لحاظ ددان بھی یہین تھا، اور قرآن کہتا ہی کہ "اصحاب لایکہ" بھی اسی سڑک پر ہین،

قوم لوط جو سدوم مین آباد تھی اُسکے ذکر کے بعد ارشاد ہے،

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ (الحجر)	اور جنگل والے یقیناً حد سے گذر جانے والے تھے، ہمنے ان سے انتقام لیا، اور یہ (سدوم و ایکہ والے) دونون کھلے رستہ پر ہین،

یہ وہی راستہ ہی جسکا ہم نے ذکر کیا، اور جس کو تاریخ قدیم مین نہایت اہمیت حاصل ہے،

اس بیان سے قرآن و توراۃ دونون کے روسے ددان یا اصحاب لایکہ کا

---

[1] ارمیاہ ۲۵ - ۲۳ -

مسکن متعین ہوگیا، اب دوسرے مباحث کی طرف رُخ کرنا چاہیئے،
قرآن نے اُن کو اصحاب الایکہ "جنگل والے"، کیون کہا؟ کیا اُن کا وطن جنگل مین تھا؟ ہان جنگل مین تھا! اور ۸۰۰ برس کے بعد بھی جنگل مین تھا، اشعیا نبی، بنوخذ نصر (بخت نصر) کے خروج سے تمام اقوام کو متنبہ کر رہے ہین، اس ضمن مین عرب کی طرف خطاب ہے:

"عرب پر بار (مصیبت) ہی، جبکہ جنگل مین ددان والونکی راہ مین، تم شام بسر کرو، اے تیمن کے باشندو! پیاسون سے پانی لیکر ملو، اور شکست کھانے والون کے لیئے روٹی لیکر نکلو" (۲۱-۱۳)"

مسیح سے ۱۰۰ برس اور اسلام سے ۷۰۰ برس پہلے بھی یہان جنگل موجود تھا، ایک یونانی جغرافیہ نویس مدین اور خلیج عقبہ کے آس پاس کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے[۱]:

اِس جگہہ سے متصل وہ جگہہ ہی جس کو لوگ نسا کہتے ہین، یا ناقتہ البحر، کہ یہ جانور وہان پائے جاتے ہین، یہ نسا قریب ایک راس (راس محمد خلیج عقبہ؟) کے واقع ہے، جو بغایت پر از اشجار ہی، یہین سے ایک سیدھی سڑک (شاید شمال کو) اُس شہر کو جاتی ہی جسکا نام پٹرا (رقیم) ہی اور فلسطین (شام) کو جاتی ہی جہان اہل قریہ (یمامہ و بحرین) معین اور تمام عرب قریب مین رہتے ہین اور بالائی ملک سے بخورات اور کہا گیا ہی کہ خوشبودار چیزون کے بنڈل لاتے ہین،

۸۸ باب مین دوسری جگہہ کہتا ہے:

خلیج عیلانہ (عقبہ) کے پیچھے جس کے چارون طرف نبطی عرب رہتے ہین (ارض

[۱] برٹن کی گولڈ مائنس آف مدین، ص ۱۷۹-۱۸۰-

مدین یہ ہی) بو تھیمانوس (بنو تمین) کا ملک ہی، جو وسیع اور مسطح ہی، اور سیراب اور عمیق ہی، وہان نباتات و اشجار کے سوا اور کچھ نہین ہوتا، جو تا بقدِ آدم ہوتے ہین، اور جنکی وجہ سے جنگلی اونٹ (؟) ہرنون کے گلے، بارہ سنگھے رہتے ہین، اور نیز مویشی اور بھیڑ کے گلے، لیکن اِن مواہب قسمت کے ساتھ شیر اور بھیڑیونکا وجود بھی ہی، جن سے یہان کے باشندون کی خوش قسمتی مبدل بہ بد قسمتی ہے،

جس تمین کا اس جنگل کے پاس ذکر ہی بعینہٖ اُسی کا جغرافیۂ یونانی مین بھی ہے، اِس سے بڑھکر توافق یہ ہی کہ اُصحاب الایکہ (جنگل والون) کے ملک کا ایک مشہور واضح شاہراہ (امام مبین) پر ہونا قرآن مجید نے بیان کیا ہی بعینہٖ بھی بیان ایک یونانی جغرافیہ مین بھی ہی،

"اِس جگہ (خلیج عقبہ) سے متصل وہ مقام ہی جس کو لوگ نسا کہتے ہین ... یہ ایک راس کے قریب ہی جو نہایت پُر از اشجار ہی، یہین سے ایک سیدھی سڑک رقیم اور فلسطین کو جاتی ہے[۱]،

یہ جغرافیہ قرآن سے ...، برس پہلے لکھا گیا تھا، کیا اس سے بھی زیادہ قرآن کی صداقت کی کوئی دلیل مطلوب ہی؟ قرآن مجید مین اصحاب الایکہ کا ذکر چار سورون مین ہی، حجر، شعرا، صٓ، قٓ، سب سے مفصل ذکر شعراء مین ہی:

كَذَّبَ اَصْحَابُ الْاَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ، اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ، اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ، وَمَا	جنگل والون نے پیغمبرون کی تکذیب کی، جبکہ اُنسے شعیب نے کہا کہ کیا تم نہین ڈرتے؟ مین تمھارا پیغمبر امین ہون، خدا سے ڈرو، اور میری بات مانو! اور

[۱] حوالہ اوپر گذر چکا ہے،

اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ، اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا
عَلَی اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، اَوْفُوا الْکَیْلَ وَ
الْمِیْزَانَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِیْنَ، وَزِنُوْا
بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ، وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ
اَشْیَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ،
وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ،

مین تم سے اسکی اُجرت نہین مانگتا، میری اُجرت
صرف خداے پروردگار عالم پر ہی، ناپ اور تول پورا
کرو، اور ٹوٹا دینے والون مین سے نہو، اور ٹھیک ترازو
سے تولو، لوگون کے حق کو کم نہ کیا کرو، اور نہ زمین
مین فساد نہ پھیلاؤ، اور اُس سے ڈرو جسنے تمکو اور
پہلی قومون کو پیدا کیا،

قَالُوْا اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ، وَمَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ
مِّثْلُنَا، وَاِنْ نَّظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ،
فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا کِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ اِنْ کُنْتَ
مِنَ الصّٰدِقِیْنَ،

اُنھون نے کہا تم پر تو جادو کیا گیا ہی، تم تو ہماری
ہی طرح آدمی ہو، ہم تو تمکو جھوٹا سمجھتے ہین، اگر
سچّے ہو تو آسمان سے ہم پر بادل کا ایک ٹکڑا تو
گرا دو،

قَالَ رَبِّیْ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ، فَکَذَّبُوْهُ،
فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ، اِنَّهٗ
کَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ، اِنَّ فِیْ
ذٰلِکَ لَاٰیَةً، وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ
مُّؤْمِنِیْنَ،

شعیب نے کہا میرا پروردگار تمھارے اعمال سے واقف
ہی، لوگون نے اُسکو جھٹلایا، پس سایہ کے دن کے
عذاب نے اُن کو آلیا، بیشک وہ ایک بڑے دن کا
عذاب تھا، اس مین عبرت کی نشانی ہی، اُن لوگون
مین اکثر مومن نہ تھے،

ددان بھی مدین کی طرح ایک تاجر قوم تھی، حزقیال نبی یروسلیم کو خطاب
کرتے ہین، ۲۷-۲۰، ۲۱،

"ددان تیرے تاجر ہین، بیٹھنے کے فرش لاتے ہین، اور عرب اور تمام رؤسا،
قیدار تیرے تاجر ہین، بھیڑ، بکری . . ."

یہ بہت پیچھے کا ذکر ہی، اسی پر ددان اوّل کو بھی قیاس کرنا چاہیئے، اس لیئے ناپ تول کے درست رکھنے کا حکم ہوا،

ہمارے مفسرین کا بیان ہی کہ بلا استثنا تمام اصحاب لایکہ ہلاک ہوگئے لیکن قرآن مجید مین اس قسم کا کوئی لفظ نہین ہی، اور نہ کوئی حدیث مرفوع وصحیح اسکی مثبت ہی، اور نہ یہ تفصیل ہی کہ یہ عذاب مہلک تھا یا مکلّف، اس بنا پر مفسرین کی زیادت قابل تسلیم نہین، اگر یہ صحیح ہوتا تو مدین وغیرہ کے ذکر مین جسطرح اسکی تشریح قرآن مجید نے کردی ہی یہان بھی ضرور ہوتی،

یہان ایک نکتہ لحاظ کے قابل ہی، مدین کے موقع پر خدانے فرمایا وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا اور یہان فرمایا اِذْ قَالَ لَھُمْ شُعَیْبُ اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت شعیبؑ مدین کے خاندان سے تھے، دوسرے بھائی وواں کے خاندان سے نہ تھے،

زیادت تبصرہ کے لیئے اصحاب لایکہ کی تین اور آیتین بھی پڑھو:

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ، فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ، (الحجر)	اور جنگل والے یقیناً حد سے گذرجانے والے تھے، اور یہ دونون مقام (سدوم وایکہ) کھلے راستہ پر ہین،

یہ سورۂ الحجر کی آیت ہی، ص اور ق مین اقوام ظالمین کے ضمن مین صرف نام ہے:

وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ، اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ، (ص)	ثمود، قوم لوط، جنگل والے، یہ بڑی جماعتین ہین، ان مین سے ہر ایک نے انبیا کی تکذیب کی، پس مرا عذاب حق ہوا،
وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ، وَّاَصْحٰبُ	اور عاد اور فرعون، اور برادران لوط، اور جنگل

اَلْاَیْکَۃِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ، کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ (ق)	والے اور قوم لوط، ہر ایک نے انبیا کی تکذیب کی پس میری وعید سچ ہوئی،

اِن آیات سے بھی عذابِ ہلاک یا ہلاکِ کُلّی کا ثبوت نہین ہوتا، اسی لیے ہم اِس قوم کا ذکر ۶۰۰ برس ق م مین بنوخذنضر (بخت نصر) کے عہد تک پاتے ہین، تا آنکہ اُسکی تلوار نے دیگر اقوام کی طرح اُن کو بھی محو کر دیا، جیسا کہ حزقیال نبی نے پیشینگوئی کی تھی:

اِسی لیے خداوند خدا کہتا ہے کہ مین اپنا ہاتھ ادوم پر دراز کرون گا، اور اُس سے انسان وحیوان چھین لون گا، اور اُسکو جنوب (تیمن) سے ویران کردون گا، اور اہل ددان تلوار سے گرینگے، ۲۵ - ۱۴،

بنو سارہ

بنوادوم

حضرت ایوب علیہ السّلام

ادوم جس خطۂ ملک مین آباد ہوئے، یونانی مین اب تک اُسکو "ایدومیا" Idumia[1] کہتے ہین بحرمیت (بحرالملح) اور خلیج عقبہ (عیلانہ) کے بیچ مین واقع ہے، اسکے شمال مین بحرمیت و فلسطین، جنوب مین شمالی خلیج عقبہ و مدین، مغرب مین جزیرہ نمائے سینا، اور مشرق مین ارض مواب اور جوف عرب شمال ہی، شام و فلسطین کیجانب جنوبی و مغربی گوشہ مین مملکت عرب کی یہ آخری حد ہی، ملک مین کوہ سعیر یا کوہ سراۃ طولاً شمال سے جنوب تک وسیع ہی، اِسی لئے توراۃ مین ادوم کا مقام سعیر بتایا گیا ہی،

عیسو معروف بہ ادوم | یہ پہلے بیان کیا جاچکا ہی کہ حضرت یعقوب اور عیسو دونون سگے بھائی تھے، اور حضرت اسحاقؑ کے بیٹے تھے، عیسو گو فرزند اوّل تھے لیکن پہلوٹے ہونیکی برکت حضرت یعقوب نے بلطائف الحیل حاصل[3] کی، عیسو روٹھکر اپنے عم مکرم حضرت اسماعیل

[1] انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا طبع یازدہم ج ۱۴ ص ۲۹۰ و ج ۸ ص ۹۰۷۹، [2] تکوین ۲۵ - ۲۵-

[3] تکوین ۲۷-

کے پاس چلے گئے[1] اور اُنکی صاحبزادی سے جنکا نام باسمہ[2] یا محلات[3] تھا شادی کر لی، پھر اور چند شادیان کین، جن سے متعدد اولادین اور اولادون کی اولادین (جن مین عمالق اور عوض مشہور ہین) ہوئین، اور ان سب کو لیکر کوہ سعیر[4] (سراۃ) مین اپنا مسکن بنایا، جو ملک شام سے انتہائے یمن تک طولاً وسیع ہی، علیسو کا نام عرف عام ادوم (سرخ) تھا[5] اسی لئے اس خاندان اور اس ملک کا نام "ادوم" پڑگیا، جدید تحقیق جو یقینی نہین ہی یہ ہی کہ ادوم کا نام ملک کی زمین کے سرخ رنگ ہونیکی وجہ سے رکھا گیا ہی[6]،

مملکت ادوم | چند صدیون کے بعد یہ خاندان ایک کثیر التعداد قوم بنگئی، جس نے ۲۰۰۰ ق م سے پہلے ایک عظیم الشان حکومت قائم کی، اسی عہد مین بنی اسرائیل جب مصر سے آئے ہین تو ادوم کی حکومت سعیر مین قائم تھی[7]، ساؤل (طاوت) جو بنی اسرائیل کے پہلے بادشاہ تھے اور جنکا زمانہ ۱۱۰۰ ق م ہی ان سے پہلے ادوم مین متعدد بادشاہ یا شیخ گذر چکے تھے[8]، ان شیوخ یا بادشاہون کی حکومت موروثی نہ تھی بلکہ انتخابی تھی، اُن کا انتخاب ملک کی مختلف آبادیون سے ہوتا تھا،

توراۃ مین ادوم کی حسب ذیل مختلف آبادیون کے نام مذکور ہین، دنہابہ، بُصریٰ، تیمان، عویت، شریقا، رحبوت، اور فاعو، (تکوین ۳۶ - ۳۱) ادوم کی دار الحکومت کا نام بعد کو عبری مین سلاع ہی، اس کو یونانی پٹرا کہتے ہین، (ان دونون کے معنی پتھر کے ہین) لیکن عرب اُسکو رقیم کہتے ہین، یہ اصل مین مدیانی شہر تھا، مدین کے بعد ادوم نے

---

۱ تکوین ۲۸ - ۹، ۲ تکوین ۳۶ - ۳، ۳ تکوین ۲۸ - ۹،
۴ تکوین ۳۶ - ۹، ۵ تکوین ۳۶ - ۱، ۶ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا طبع یازدہم ج ۱۴ ص ۲۹۰،
۷ عدد ۲۰ - ۱۴، ۸ تکوین ۳۶ - ۳۱،

اس پر قبضہ کر لیا تھا، سلاطین ادوم کے نام یہ ہین جو شاید پچھلے زمانہ کے ہین اور غیر مرتب ہین، لیکن توراۃ نے انکو بہ ترتیب و تسلسل ایک کے مرنے کے بعد دوسرے کو بادشاہ ظاہر کیا ہی، (تکوین ۳۶-۳۱)

نمبر شمار	نام	مقام
۱	بالع بن باعور	دنہابہ
۲	یوباب بن زارح	بُصری
۳	حوشام	تیمان
۴	ہداد بن بداد	عویث
۵	کلا	مشریقا
۶	شاؤل	رحبوت
۷	بعل حنان بن عکبور	.
۸	ہدار	فاعو

ادوم کی تاریخ ادوم کی سب سے پہلی تاریخ یہ ہی کہ ہداد۔ شاہ ادوم نے باشندگان مدین سے جنگ کی اور اُنکو شکست دی، تیرھوین صدی ق م مین منیفیط اور رعمسیس سوم فراعنۂ مصر نے ادوم پر حملہ کیا، مصری کتبہ مین اس ملک کا نام ادومہ بنایا گیا ہی اور ادوم کو شاسو کا ہم قبیلہ کہا گیا ہی[1]، شاؤل شاہ اول اسرائیل نے جن کو قرآن مجید نے بر عایت جالوت طالوت کہا ہی، سب سے پہلے ادوم پر حملہ کیا (اسموال ۱۴-۴۷) حضرت داؤد بادشاہ ثانی اسرائیل نے ادوم کو فتح کرکے مملکت اسرائیل مین شامل کر لیا، (۲ سموال ۸-۱۴) ہداد

[1] برٹانیکا، ج ۸ ص ۹۴۹ و ج ۱۴ اص ۲۹۰

جو ادوم کا شہزادہ تھا بھاگ کر مدین آیا اور یہان سے مصر چلا گیا' (۱سلاطین ۱۱-۱۶) حضرت داؤد کے مرنے کے بعد وہ اپنے ملک کو واپس آیا (۱سلاطین ۱۱-۲۲) اس کے بعد مختلف سلاطینِ بنی اسرائیل کے عہد مین بنو ادوم نے پُرزور بغاوتین کین' (۲سلاطین ۸-۲۲، ۲۳) نوین صدی ق م کے نصف اوّل مین وہ یہودیہ کے ماتحت تھے (سلاطین ۸-۲۰، ۲۲) اموصیا شاہ یہودیہ نے بحر میّت کے ساحلی میدان مین ادوم پر ایک زبردست حملہ کیا، دس ہزار ادومی مارے گئے' ادومیون کے پایہ تخت سلاع (پٹرا) پر شاہ یہودیہ نے قبضہ کر لیا، اور اُسکا نام بدلکر یقتائیل رکھا (۲-سلاطین ۱۴-۷)

اسکے بعد اسیریا کا دور شروع ہوتا ہی تغلات پلاسر رابع' شاہ اسیریا کے عہد مین (۷۴۵ق م) اسیری کتبات مین ادومی حکومت کا بحثیت خراجگذار ریاست کے ذکر ہی' اس وقت اسکے بادشاہ کا نام "کوزملک" تھا، ساتوین صدی ق م مین جو بادشاہ تھا اُسکا نام کوزگیری تھا، ساتوین صدی ق م کے وسط مین مواب اور ادوم دونون، قبائل بادیہ کے نشانہ تھے، آخری تاریخ یہ ہی کہ بنوخذ نضر شاہ اسیریا کے مقابلہ بغاوت کی (یرمیاہ ۲۷-۳) اور ناکام رہے' بنوخذ نضر نے دیگر اقوام کے ساتھ اُنکو بھی پامال کر دیا'

چھٹی صدی ق م مین اسیریا، میڈیا کے ہاتھ سے تباہ ہوا' اسی عہد مین موقع پاکر بدوی اسماعیلی عربون نے اسپر قبضہ کر لیا، جنکا نام تاریخ مین نبط ہے ادومی مجبور ہوکر بحرمیت کے پار چلے گئے' یہی سبب ہے کہ یوسیفوس اور بطلیموس کی تصنیفات اور نیز تالمود مین "ادومیا" اُسی قطعہ کا نام بتایا گیا ہے'

یوباب اور ایوب ہم نے اوپر بیان کیا ہی کہ ادوم کی ایک نسل کا نام "عوض" تھا، حضرت ایوب علیہ السّلام جنکا قرآن مجید اور اسفارِ یہود دونون مین ذکر ہی، اور جنکے نام سے

"سفر ایوب" مجموعۂ تورات کا ایک جز ہی، اسی عوض ادوم کی نسل سے تھے، (سفر ایوب ۱-۱)
سفر ایوب عبری مین حضرت ایوب کا نام "ادب" ہے، لیکن عرب اُنکو ایوب کہتے ہین،
ادوم کے شیوخ یا سلاطین کی جو فہرست اس سے پہلے نقل کی گئی ہی اُسکا تیسرا
نام "یوباب بن زارح" ہے، قدیم و جدید مُسلم و غیر مُسلم دونون تحقیقات کا نتیجہ یہ ہی کہ "یوباب" اور
"اوب" "یا" "ایوب" ایک ہی نام ہے، اور یہ اختلاف محض تغیر لہجہ کا نتیجہ ہے،
ایک قدیم مذہبی کتاب جسکی اصل زبان، عبری عربی ہی، جو ادوم کی زبان ہونی چاہیے
کیونکہ وہ عبری عربی ممالک کے وسط مین واقع تھے، اس کتاب کا ایک جرمن فاضل میخائیل
Michaeli نے لاطینی مین ترجمہ کیا ہی، اسکا عنوان یہ ہی Colloquia [1] لیکن اس
کتاب کا ایک قدیم عربی ترجمہ بھی ہی، جس مین حسب ذیل عبارت ہے قواعد عربی کے رو سے
جا بجا غلط ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ کسی غیر عرب نے اسکا ترجمہ کیا ہی،

وایوب کان ساکنًا فی ارض عوض فی اتخم ادوم وعربیًا ومن قبل اسمہ یوباب .... وایوب کان ابن ذارا ابن بنی عیسو.... وھو کان السادس من ابراھیم والملوک الذی ملکوا فی ادوم الذی کان ملک علی تلک الارض من قبل بالق بن باعور، واسم مدینتہ دنابا ومن بعدہٖ یوباب ھذا الذی یسمی ایوب،	ایوب، عوض کی سرزمین مین ادوم کی سرحد مین رہتے تھے، قومًا عرب تھے اور پہلے یوباب نام تھا، ایوب زارا کے بیٹے اور خاندان عیسو سے تھے، اور حضرت ابراہیم کی چھٹی پشت مین تھے، اور جو سلاطین پہلے ادوم پر حکمران ہوئے تھے، وہ بالق بن باعور تھے، اور اُن کے پایہ تخت کا نام دنابہ تھا ان کے بعد ایوباب بادشاہ ہوے جو ایوب ہین

ریورنڈ فارسٹر نے اس بحث پر کئی صفحے سیاہ کیے ہین کہ ایوبؑ عرب تھے، اور نسل

[1] حواشی بر تاریخ روم گبن شائع کردہ ایوری مینس لائبریری ج ۵ ص ۲۴۰۔

ادوم سے تھے، یہان تک تو صحیح ہی آگے وہ ثابت کرتے ہین کہ ایوبؑ کا شہر دنا با تھا اور یہ غلطی اسلیئے اُن کو ہوئی کہ عربی عبارت مذکورہ مین واسم مدینتہ دنا با مین مدینتہ کی ضمیر یوباب کی طرف راجع کی ہی، حالانکہ اولاً تو یہ صریحاً غلط ہی جس کو ہر عربی دان سمجھ سکتا ہی ثانیاً یہ خود تورات کے مخالف ہی (تکوین ۳۶-۲۳) ایک دوسرے یورپین فاضل (شاید انگریز) Calmet نے ثابت کیا ہی کہ یوباب اور ایوب ایک ہی شخص ہین[۱]،

مسٹر گبن Gibbon مصنف ڈکلائن اینڈ فال آف رومن ایمپائر عرب و اسلام کی فصل مین جو اُنکی کتاب کا چالیسوان باب ہی، قرآن مجید پر ایک غیر واقفانہ نقد کرتے ہوئے لکھتے ہین[۲]:

"اُس عرب مبشر (قرآن یا محمد صلعم) کے خیالات خدا کے متعلق گو اعلیٰ ولطیف ہین تاہم اسکا بلند سے بلند خیال سفر ایوب کے پرجلال سادگی کے مقابلہ مین کم ہی جو عہد قدیم مین اسی ملک اور اسی زبان مین لکھی گئی ہے"

ہمارے ہان تفسیرون مین جو روایات اسرائیلیہ ہین وہ بھی اسی کی تصدیق کرتی ہین کہ یوباب اور ایوب ایک شخص ہین،

کان ایوب رجل من الروم (ادوم) وھو ایوب بن امرص (خطأ) بن زارح بن روم (ادوم) بن عیص (عیسو) بن اسحاق بن ابراھیم... وکانت له البثنیة من ارض الشام کلها سھلها وجبلها وکان له فیها من اصناف المال کله من	ایوب روم کا ایک آدمی تھا، ایوب بن اموص بن زارح بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم.... اسکے قبضہ مین شام کے تمام میدان اور کوہستان تھے اور ان مین ہر قسم کی دولت تھی، یعنی گاے بیل اونٹ، بھیڑ، بکری، گھوڑے، گدہے،

[۱] عربی عبارت اور اِن اقوال کے لیئے دیکھو فارسٹر ج ۲ ص ۶۳، [۲] گبن ج ۵، ص ۲۴۰،

البقر والابل والغنم والخیل والحمر....

اِن تمام روایات مین ایک عجیب تصحیف لفظی ہی "ادوم" کی جگہ "روم" بیان کیا گیا ادوم چونکہ غیر معروف اور روم مشہور لفظ تھا اور تشابہ خط ولفظ بھی ہی اِس سبب سے راوی یا ناسخ نے "ادوم" کی جگہ "روم" کردیا ہی دوسری غلطی اِس مین ایوب اور زارح کے درمیان "موص" کے نام کی زیادت ہی، مورخ ابن واضح یعقوبی المتوفی ۲۸۰ھ کا بیان زیادہ صحیح ہی، ملوک شام کے ذکر مین لکھتا ہے:

یو باب هو ایوب بن زارح الصدیق — یوباب وہی ایوب صدیق بن زارح ہین،

سفر ایوبؑ اور ایوب | یہ مسئلہ کہ حضرت ایوبؑ ایک ادومی عرب تھے، خود سفر ایوب سے ثابت ہی:

"عوض کی زمین مین ایک مرد صالح، راست گو، خدا سے ڈرنے والا اور بدی سے دور تھا" (۱-۱)

عوض توراۃ مین دو آدمیون کا نام ہی ایک تو نہایت قدیم عوض بن ارم بن سام بن نوح (تکوین ۱۰-۲۴) دوسرا عوض بن دیسان بن عیسو بن اسحاق بن ابراہیم (تکوین ۳۶-۲۹) باتفاق اہل کتاب اِس سے عوض ثانی مراد ہی، عوض کے بنی ادومی عرب ہونے پر ایک بڑی دلیل یہ ہی کہ سفر ایوبؑ مین رفقائے ایوبؑ کے جو مسکن بتائے ہین، وہ تیمن، نعمتان اور شوحان ہین (۲-۱۱) اوّل کے متعلق تو اچھی طرح معلوم ہی کہ وہ مملکت ادوم کا ایک مشہور شہر تھا (تکوین ۳۶-۳۵) اِس سے پہلے حضرت ایوب کی تعریف مین ہے:

"اسلیئے وہ تمام فرزندان مشرق مین سب سے زیادہ بڑا تھا (ایوب ۱-۳)

اس کتاب کے جغرافیہ عرب مین معلوم ہوچکا ہی کہ اصطلاح یہود مین مشرق سے کیا مراد ہی؟

حضرتِ ایوبؑ کا بادشاہ یا شیخ قبیلہ ہونا بھی خود سفر ایوبؑ سے ثابت ہے:

"اے وہ جیسا کہ مین گذشتہ مہینون مین تھا، اُن دنون مین جبکہ خدا میری حفاظت کرتا تھا جبکہ اُسکا چراغ میرے سر پر تھا، اور مین تاریکی مین اُسکی روشنی مین چلتا تھا، مین اپنی نوجوانی کے دنون مین، جبکہ اسوقت تک خدا کا راز میرے مسکن مین تھا جبکہ قادرِ مطلق (خدا) میرے ساتھ تھا اور میرے بچے میرے قریب تھے"

"جب مین اپنے پاؤن مکھن سے دھوتا تھا، اور جب چٹان میرے لیئے تیل کے چشمے بہاتی تھی جب مین شہر کے دروازہ پر جاتا، یا جب بازار مین اپنی نشست طیار کرتا، نوجوان مجکو دیکھکر ٹل جاتے، اور بوڑھے میرے لیئے کھڑے ہو جاتے، بڑے بڑے لوگ مجھ سے بات کرنے مین جھجھکتے، اور ہاتھ سے اپنا منھ بند کر لیتے، اُمرا اپنی آواز بند کر لیتے اور زبان تالو مین لگا لیتے"

"کیونکہ جس کان نے مجکو سنا میری تعریف کی، اور جس آنکھ نے مجکو دیکھا میری گواہی دی، کیونکہ جس مسکین نے بھی فریاد کی اور جو بھی بے یار و مددگار یتیم تھا مین نے اُسکی مدد کی، ہر قریبِ مرگ کی دعا مجکو ملی اور ہر بیوہ کے دل کو خوشی کا گانا مجھ سے نصیب ہوا"

"راستی میری پوشاک تھی، جو مجکو پہنائی گئی، میرا فیصلہ خلعت اور تاج ہوتا تھا، مین اندھون کی آنکھ تھا، لنگڑون کا پاؤن، اور غریبون کا باپ تھا اور وہ دلیل جس کو مین نہین جانتا تھا، لیکن مین جسکی تلاش مین تھا، مین نے شریرون کے دانت توڑ دیئے، اور اُن کے دانتون کے اندر سے غصب کی چیز چھینی"

. . . .

"میری عظمت مجھ مین تازہ تھی، اور میری کمان میرے ہاتھ مین نئی کی گئی تھی،"

میری بات کو لوگون نے سنا، اور خاموشی سے میری نصیحت کا انتظار کیا، میری گفتگو کے بعد وہ کچھ نہ بولے، میرے الفاظ کے قطرے اُن پر ٹپکتے تھے، اور وہ اُنکا اس طرح انتظار کرتے تھے، جیسے بارش کا، اور وہ اُن کے لیے اسطرح مُنھ کھولتے تھے جیسے پچھلے مینھ کے لیے"

"مین اُن پر ہنسا، لیکن اُنھون نے یقین نہ کیا، اور نہ میرے چہرے کی چمک زمین پر گری، مین نے اُن کے لیے راستہ چُن دیا، اور مین سردار بنکر بیٹھا، اور اسطرح رہا جس طرح بادشاہ اپنی فوج مین، اور اُس آدمی کی طرح جو غمزدون کو تسلی دیتا ہے" (سفر ایوب ۲۹)

اس پُر جلال روحانی بیان کو سُنکر کون انکار کرسکتا ہے کہ یہ کسی شاہانہ پیغمبر کی زبان نہین!

حضرت ایوب کا زمانہ اور وطن جب کہ ہم نے تسلیم کرلیا ہے کہ "ایوب" اور "یوباب" ایک ہی شخص ہین، تو ہم کو حضرت ایوب کے مکان و مسکن کے متعلق زیادہ کاوش کی حاجت نہین رہی، یوباب کا مسکن توراۃ مین مذکور ہے کہ وہ بُصریٰ تھا جو اب تک شمال عرب مین فلسطین کے قریب ایک معروف شہر ہے، آنحضرت صلعم نے بھی سفر شام مین وہان قیام کیا تھا، وہی شہر حضرت ایوب کا بھی مسکن ہوگا، بُصریٰ قدیم زمانہ مین ایک تجارتی شہر تھا، توراۃ مین اسکا ذکر متعدد مقامات مین آیا ہے، اشعیا نبی بنوخذنصر کے خروج کی خبر دیتے ہین "خداوند کی تلوار خون آلود ہے . . خداوند نے بُصریٰ مین قربانی کی اور ادوم کے ملک مین قتل عام (۳۴-۶)" "وہ ادوم سے آرہا ہے، رنگے کپڑے کے ساتھ بُصریٰ سے (۶۳-۱) اس ورس مین بُصریٰ سے کسی آنے والے کی بشارت ہے،

زمانہ کے متعلق بھی فیصلہ اسلیئے آسان ہو کہ "کلدان" (ایوب ۱-۱۷) اور "سبا" (ایوب ۱-۱۵) کا اسمین ذکرِ معاصرت ہی، سبا کا عروج ۱۱۰۰ق م مین ہوا ہی، اور کلدانیہ کا اختتام ۷۰۰ق م مین، ان دونون کا مشترک عہد ۱۱۰۰ق م سے ۷۰۰ق م تک ہی، اسلیئے ان دونون زمانون کے حدود مین کہین حضرتِ ایوبؑ کا عہد قرار دینا چاہیے،

حضرت ایوب کا قصہ

قرآن مجید مین حضرت ایوب کا ذکر ہی لیکن چند مجمل اشارات کے سوا کوئی تفصیل نہین ہی، مفسرین نے جو تفصیل نقل کی ہی، وہ وہب ابن منبہ اور دیگر اسرائیلی مسلمانون سے جو قرن اول مین موجود تھے منقول ہی، اور یہ اسرائیلی روایت بتغیر و اضافہ قلیل تمامتر سفر ایوب سے ماخود ہی جس کا خلاصہ یہ ہے،

حضرتِ ایوبؑ ایک مالدار، کثیر الاولاد صاحبِ عزت اور تندرست آدمی تھے، خدا کی رضا کے ہمیشہ طالب، اور ہر مصیبت کے وقت صابر تھے، مساکین و فقرا کی اعانت، یتیمون اور بیوؤنکی امداد، اور مظلومون کی فریادرسی عادت تھی،

آخر خدا نے ان کو ابتلا مین ڈالا، اور بروایت سفر، شیطان کو انکی جان و مال پر استیلا دیا گیا، دولت جو اُس عہد مین اونٹ، بھیڑ، بکری اور گدھون سے عبارت تھی، کلدانی لوٹکر لے گئے، غلامون کے دستہ پر سبائی قابض ہو گئے، اولاد مین ایک چھت کے نیچے دبکر رہ گئین، لیکن اِن مصائب مین بھی کلمۂ شکر و رضا کے سوا زبان مبارک سے کچھ نہ نکلا، آخر تندرستی بھی زائل ہو گئی، اور تمام بدن فاسد ہو گیا، عزیز و اقارب نے کنارہ کشی کر لی، ایک بیوی رفیق حال تھی، اُسنے بھی بالآخر صلاح دی کہ غیر خدا کے سامنے جھکو، اور خدا کو بُرا کہو،

اس حالت کی خبر حضرت کے تین دوستون کو ہوئی، اور یہ تینون حضرت ایوبؑ کی

تعزیت کو آئے، پورا صحیفہ حضرت ایوبؑ اور اِن تین مومنین صادقین کے باہم مناظرہ ومکالمہ پر مشتمل ہی، یہ تمام مناظرہ لطیف تمثیلات مین نہایت اعلیٰ، فلسفیانہ اور شاعرانہ جذبات روحانی سے پُر ہے، جن کا ماحصل یہ ہی کہ اِن مومنین ثلاثہ کا دعویٰ ہی کہ "انسان پر کوئی مصیبت بغیر گناہ کے نہین آتی، اسلیئے جو مبتلائے مصیبت ہی وہ گنہگار ہی، اور اُسکو اعتراف وتوبہ کرنا چاہیئے" حضرت ایوبؑ فرماتے ہین کہ "مین نے کوئی معصیت نہین کی ہی، جسکی یہ خدا کی طرف سے جزا ہی، بلکہ یہ عالم قدر وقضا ہی جس کے لیئے کوئی سبب درکار نہین، خدا کے اسرار ومصالح لامحدود ہین اور اُنکی معرفت سے انسان عاجز ہی" آخر وحی الٰہی نے فیصلہ کیا کہ ایوب اگو تو حق پر ہی تاہم بندہ کو کسی حال مین اپنے اعتراف وندامت مین قصور نہ کرنا چاہیئے" یہ سُنتے ہی حضرت ایوبؑ نے قربانی کی، اور تندرست ہو گئے، تمام اعزہ واقارب بھی جمع ہو گئے، خدا نے از سر نو دوسری دوچند دولت اور اولاد عطا کی،

قرآن مجید اور حضرت ایوب

قرآن مجید مین حضرت ایوبؑ کا نام چار سورتون مین آیا ہی؛ "نساء" "انعام" "انبیاء" اور "ص" "نساء اور انعام مین صرف نام ہی وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ (نساء) وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ (انعام) سورۂ انبیا اور سورۂ ص مین کسی قدر تفصیل ہے:

وَاذْکُرْ عَبْدَنَا اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ، اِنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطَانُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ، اُرْکُضْ بِرِجْلِكَ، هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ، وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ، رَحْمَةً مِّنَّا، وَذِكْرٰی لِاُولِی	ہمارے بندہ ایوب کو یاد کر وجب اُسنے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجکو شیطان نے تکلیف اور عذاب کے ساتھ چھوا (اے ایوب) اپنا پاؤن مار یہ غسل کرنیکی ٹھنڈی جگہ ہی اور پینے کا پانی ہی، اور ہمنے اسکو اسکے اہل وعیال دے اور اُنھین کے برابر اور اپنی رحمت سے اور عقلمندون کی یادگاری کے لیئے (ایوب)

اُلاَلبَابِ، وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ، اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا، نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ (ص)	اپنے ہاتھ مین تنکون کا مٹھا لو اور اُس سے مارو اور اپنی قسم نہ توڑو، ہم نے ایوب کو صابر پایا اچھا بندہ تو بہ کرنیوالا ہے، (سورہ ص)

اِس موقع پر شیطان سے کیا مراد؟ دوسری آیت کریمہ نے اسکی تفصیل کردی ہی:

وَاَيُّوْبَ، اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ، اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ، فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ (الانبیاء)	اور ایوب کو جب اُسنے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجکو بیماری نے چھوا اور تو مہربانون مین سے بڑا مہربان ہی، ہمنے اُسکی دعا قبول کی اور اُسکی بیماری دور کی اور اُسکو اُسکے اہل وعیال دے اور اُنکے برابر انکے ساتھ اور اپنی رحمت سے عبادت گذارونکی یادگاری کیلیٔے

اِن آیات پاک کے متعلق تین اُمور قابل ذکر و بحث ہین:

اوّل خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ،	اپنے ہاتھ مین جھاڑو لو، اور اُس سے مارو، اور قسم نہ توڑو،

اِس آیت مین اسکا ذکر نہین کہ کس کو مارو؟ اہل تفسیر بیان کرتے ہین کہ حضرت ایوبؑ کی بیوی نے جب خدا کی شان مین گستاخی کی تو اُنھون نے غضبناک ہوکر قسم کھائی تھی کہ اگر اچھا ہوا تو تمکو سو لکڑی مارونگا، بیوی صادق الایمان تھی، اور یہ لغزش ایک وسوسۂ شیطانی تھا، اسلیئے معاف کیا گیا، اور قسم پوری کرنے کے لیٔے سو تنکون یا تیلیون کی جھاڑو سے اُن کو ایک بار مار لیا،

سفر ایوبؑ مین اس گستاخی اور کلمۂ کفر کا ذکر ہی (سفر ایوب ۲-۹) لیکن اس سزا اور اِس سزا کی نوعیت کا بیان رہ گیا ہی، اور یہ بالکل ظاہر ہی کہ خدا کے نیک وصالح بندے اپنے اعزہ سے کلمات کفر سنکر بیتاب کیونکر نہو جائین اور کیونکر سزا نہ دین؟ اس

نقص کی تکمیل قرآن نے کردی جو دُنیا مین صرف تکمیل ہی کے لیئے آیا ہی،

دوم اُرۡكُضۡ بِرِجۡلِكَ هٰذَا مُغۡتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ، اپنے پاؤن سے مارو، یہ نہانیکی ٹھنڈی جگہ ہے اور پینے کا پانی ہے،

سفر ایوبؑ مین یہ مذکور نہین، کہ حضرت ایوبؑ کسطرح اور کس علاج سے صحتیاب ہوئے، قرآن بتاتا ہی کہ خدا نے اُن کو ایک چشمہ کا نشان بتایا، جس مین نہانے سے اور اُسکے پانی کے پینے سے بیماری جاتی رہی، یہ طریقۂ علاج بالکل مطابق فطرت ہی، طبعی چشمے جو طبقات ارضی یا پہاڑون سے بعض اجزائے کیمیاوی کے مخزن سے گذر کر اُبلتے ہین، مخصوص خواص رکھتے ہین، اور دُنیا کے اکثر ممالک و اکناف مین اب بھی خدا نے اپنا یہ چشمۂ فیض جاری کر رکھا ہی، جس سے اُسکی ہزارون مخلوق ہر موسم مین مستفید ہوتی ہے،

بنو ہاجرہ

حضرت اسماعیل علیہ السّلام

اصحاب الرس، اصحاب الحجر، اصحاب الایکہ انصار اور قریش،

ہاجرہ، اصل مین عبرانی لفظ "ہاغار" ہی، جسکے معنی بیگانہ اور اجنبی کے ہین، اصل مین ان کا وطن مصر تھا، حضرت ابراہیم اور سارہ جب مصر گئے تھے، تو فرعون نے دیگر انعام و اکرام کے ساتھ یہ لڑکی بھی اُن کے ساتھ کردی تھی، اسی ہاجرہ سے اسماعیلؑ پیدا ہوئے تھے، اور سارہ سے اسحاق جن سے بنی اسرائیل کی نسل قائم ہوئی،

ہاجرہ

بنی اسرائیل کہتے ہین کہ ہاجرہ سارہ کی لونڈی تھین، اسلیئے بنی اسماعیل، بنی اسرائیل کے برابر نہین، اولاً تو اُصول یہ خود غلط ہی، ثانیاً ہاجرہ کا لونڈی ہونا زیر بحث ہی، ناظرین کو اسوقت عرب سامیہ اولیٰ کی تاریخ کا پھر اعادہ کرنا چاہیئے، اِس سے معلوم ہوگا کہ اُسوقت مصر مین حکمران قوت، عرب کی ایک سامی قوم تھی، جس سے حضرت ابراہیمؑ کے نہایت قریب نسبی تعلقات تھے، لفظ "ہاجرہ" کا عبرانی ہونا بھی اس دعوے کی ایک مستحکم دلیل ہی، اس بنا پر فرعون کا ہاجرہ کو حضرت ابراہیم کی خدمت مین دینا، خود اِس بات کی قوی شہادت ہی، کہ درحقیقت اِس ازدواج سے نسبی تعلق کا استحکام

مقصود تھا، اِس تاریخی قیاس کی یہودی روایات سے کماحقہ تصدیق ہوتی ہی، سفر الیشار
مین جو یہودیونکی ایک معتبر تاریخ ہی، مذکور ہی کہ حضرت ابراہیم کے زمانہ مین مصر کا بادشاہ
حضرت کا ہم وطن تھا، ربی شلوم، توراۃ کا ایک مفسر، تکوین (۱۶-۱) کی تفسیر مین لکھتا ہی!

"ہاجرہ، فرعون کی بیٹی تھی، فرعون نے جب سارہ کی کرامات دیکھی، تو کہا کہ اسکے
گھر مین لونڈی بنکر رہنا، دوسرے کے گھر مین بی بی بنکر رہنے سے بہتر ہے،

اِس سے ظاہر ہوتا ہی کہ بڑی بیوی ہونیکی حیثیت سے وہ سارہ کی خدمتگذار تھین،
اور یہ خود ہماری حدیث کی کتابون مین بھی مذکور ہی[۵۲]،

سارہ حضرت ابراہیم کی پہلی بیوی تھین، مگر ان سے کوئی اولاد نہین ہوتی تھی،
الیعزر نام ایک دمشقی خانہ زاد گھر کا مالک تھا، حضرتِ ابراہیم نے فرزند کے لیئے خدا
سے دعا مانگی، دعا مقبول ہوئی، اور حضرت ہاجرہ حاملہ ہوئین، سارہ کو یہ دیکھکر رشک ہوا
اور وہ ہاجرہ کو ستانے لگین، ہاجرہ نے گھر چھوڑ کر کہین اور جانے کا ارادہ کیا، وہ ایک چشمہ
تک جو شور کی راہ مین واقع ہی، آکر ٹھہر گئین، اسوقت ایک فرشتہ نے ہاجرہ کے سامنے
آکر کہا:

ہاجرہ اپنی "بی بی"[۵۳] کے گھر واپس جا، مین تیری نسل کو اتنا بڑھاؤن گا کہ وہ کثرت سے
گنی نجائیگی، تو حاملہ ہی، تو ایک بیٹا جنے گی، تو اسکا نام اسماعیل رکھنا، کہ خدا نے تیرا
دُکھ سنا، وہ ایک وحشی (بدوی) آدمی ہوگا، اُسکا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کا
ہاتھ اُسکے خلاف ہوگا، وہ اپنے سب بھائیون کے سامنے سکونت کریگا (تکوین ۱۶)

---

۵۱ اس موضوع پر مولانا عنایت رسول صاحب چڑیا کوٹی کا رسالہ "النصوص الباہرہ فی حریۃ ہاجرہ" دیکھنا
چاہیئے،، ۵۲ صحیح بخاری مین آنحضرت صلعم سے مروی ہے واخدمہا ہاجرہ ۵۳ یہ یہودیون کا ترجمہ ہے۔

یہ مقام جہان کوان واقع تھا، قادش اور بیر کے درمیان ہی، ہاجرہ نے اِس کوئین کانام "زندہ نظر آنے والا کا کوان" رکھا، گھر واپس آکر، ہاجرہ کی بیٹا ہوا، اور حسب تعلیم الٰہی اُسکا نام اسماعیل رکھا گیا، اسوقت حضرت ابراہیم کی عمر ۸۶ برس تھی،

اِسمَاعیل

اسماعیل عبرانی مین "شماع ایل" ہی، شماع (سماع) سننا، اور ایل (اللہ) لفظی معنی خدا کا سُننا، خدا نے چونکہ ابراہیم کی دعا اور ہاجرہ کی فریاد سُنی، اسلیئے بچہ کا نام شماعیل پڑا، ۹۹ برس کی عمر مین حضرت ابراہیم کو سارہ کے بطن سے بھی ایک فرزند کے تولّد کی بشارت ملی، لیکن حضرت ابراہیم کو اِس بشارت سے کوئی خوشی نہوئی، اِس بشارت کے جواب مین اُنھون نے خدا سے یہ دعا کی:

اے کاش اسماعیل تیرے حضور زندہ رہے، (تکوین ۱۸-۱۸)

خدا نے فرمایا:

اسماعیل کے حق مین مین نے تیری سُنی، دیکھ مین اُسے برکت دون گا، اور اُسے برومند کردن گا، اور اُسکو بہت بڑھاؤن گا، اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہون گے اور مین اُسکو بڑی قوم بناؤن گا، (۱۸-۲۰)

تیرہ برس کے سن مین باپ نے بیٹے کا ختنہ کردیا، اِسی سال اسحاق بھی پیدا ہوئے، آٹھوین دن اُن کا ختنہ ہوا، اسحاق جب کچھ بڑے ہوئے (۲۱-۸) تو سارہ نے اِس ڈر سے کہ باپ کی جائداد کا اسماعیل وارث نہو، (۲۱-۱۰) ابراہیم کو مجبور کیا کہ وہ اسماعیل اور ہاجرہ کو علیحدہ کردین، حضرت ابراہیم کو اِس بات سے نہایت رنج ہوا (۲۱-۱۱) لیکن خدا نے فرمایا:

ابراہیم! غم نہ کر، سارہ کی بات مان لے، تیری نسل اسحاق سے کہی جائیگی، تیرے بیٹے خادمہ زادہ (اسماعیل) کو بھی مین ایک قوم بناؤنگا، کہ یہ بھی تیری ہی نسل ہے" (۲۱-۱۳)

صبح اُٹھکر حضرت ابراہیم نے روٹی اور پانی کا ایک مشکیزہ دیکر اور لڑکے کو حوالہ کرکے، ہاجرہ کو رخصت کردیا، اِس سیاق عبارت سے ظاہر ہوگا کہ اسماعیل کی اسوقت عمر ۱۵-۱۶ برس سے کم نہوگی، لیکن مسلمانون مین عام طور سے مشہور ہی اور بخاری مین ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ وہ اسوقت شیر خوار بچہ تھے، اصل یہ ہی کہ خود توراۃ مین اس موقع پر جو فقرہ ہی وہ نہایت مشتبہ ہی، اصل فقرہ یہ ہی،

"ابراہیم صبح کو اُٹھا، اور روٹی لی اور پانی کا مشکیزہ اور ہاجرہ کو دیا، اُس کے کندھے پر رکھکر اور اسماعیل کو" (تکوین ۲۱-۱۴)

"کندھے پر رکھ دینے" کا لفظ "مشکیزہ" اور "اسماعیل" دونون سے متعلق ہوسکتا ہی، مترجمین نے مختلف معنی سمجھے ہین، اگر اسماعیل سے متعلق سمجھا جائے تو اُن کا شیر خوار ہونا لازم آئیگا، لیکن توراۃ کے نصّ اور تمام گذشتہ سیاق کے خلاف ہوگا قرآن مجید سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ حضرت اسماعیل علیحدگی سے پہلے، سن تیز کو پہونچ چکے تھے، حضرت ابراہیم نے دُعا کی کہ،

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ، فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلٰمٍ حَلِيمٍ، فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَابُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ إِنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ

پروردگار! مجکو نیک فرزند عطا کر، ہمنے اُسکو ایک متحمل المزاج فرزند کے تولد کی بشارت دی، لڑکا جب اِس سن کو پہونچا کہ باپ کے ساتھ دوڑے، باپ نے کہا، فرزندِ من! مین نے خواب دیکھا ہی کہ مین تمکو ذبح کر رہا ہون

اِنْ شَاءَ اللهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ .... وَبَشَّرْنَاهُ بِاِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِيْنَ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰى اِسْحَاقَ (صافات)	دیکھو تم کیا سمجھتے ہو، بیٹے نے کہا اے باپ! جو حکم کیا گیا ہی کر گذرو، مجھے صابر پاؤگے .... اور ابراہیم کو اسحاق کی بشارت دی کہ پیغمبر ہوگا اور نیکون مین سے،

اِن آیات مین حضرت ابراہیم کو دو بیٹونکی بشارت دی گئی ہی، پہلے بیٹے کا نام مذکور نہین، دوسرے کا نام اسحاق مذکور ہی، اسلیئے پہلی بشارت مین لا محالہ اسماعیل مراد ہونگے، اِس بنا پر نص آیت سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ اسماعیل باپ ہی کے زیر سایہ اسحاق سے بہت پہلے سن رشد کو پہونچ چکے تھے، دوسری جگہ قرآن مین (سورۂ ابراہیم مین) جہان وہ دعا مذکور ہی جو اسماعیلؑ کو مکہ مین آباد کرتے ہوئے اُنھون نے کی تھی، رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ اُس کے آخر مین ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ،	شکر ہی اُس خدا کا جس نے بوڑھاپے مین اسماعیل و اسحاق مجکو بخشا،

اِس سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ اسماعیل کے مکہ آنے کے وقت اسحاق پیدا ہو چکے تھے، توراۃ سے ثابت ہی کہ اسماعیل، اسحاق سے تیرہ برس بڑے تھے بخاری کی کتاب الرؤیا اور کتاب الانبیاء مین حضرت ابن عباس کی جو حدیث اسماعیلؑ کی شیر خوارگی کے متعلق ہی وہ مرفوع نہین ہی یعنی اُسکا سلسلہ آنحضرت صلعم تک نہین پہونچتا، (بجز چند خاص ضمنی فقرون کے) اسلیئے وہ حضرت ابن عباس کی اسرائیلیات مین سے ہی اور اُسکا ثبوت آج بھی موجود ہی، بخاری مین اسکے متعلق جو طویل حدیث ہی، وہ بجز جرہم اور مکہ کے ذکر کے، مدراش اور تالمود مین بعینہ حرف بحرف مذکور ہی، اصل عبارت آگے آتی ہے،

صبح کا وقت تھا کہ "ایک بوڑھے باپ نے جو تقدس اور نیکی سے بھرا ہوا تھا' اپنے ایک معصوم کم سن بچہ اور عزیز بیوی کو چند روٹی اور پانی کا مشکیزہ دیکر گھر سے نکالکر فاران کے بے آب و گیاہ بیابان مین چھوڑ دیا' اور پھر کبھی اُس کے دیکھنے کیلیئے مضطرب نہوا"، یہ بظاہر موجودہ توراۃ کی تصویر ہی' اسلام کا بیان یہ ہی کہ "ابراہیم نے خدا کے حکم سے اپنے عزیز بیٹے کو خدا کے نام کے اولین عبادت گاہ کعبہ کی خدمتگذاری کیلیئے شہر مکہ مین آکر بسایا جو عربہ (بیابان) مین واقع تھا توراۃ کی عبارت یہ ہی:

"وہ روانہ ہوئی اور بیر شبع کے میدان مین بھٹکتی رہی، مشکیزہ کا پانی چک گیا، بچہ کو ایک جھاڑی مین ڈالدیا' اور بچہ سے تھوڑی دور ایک تیر کے برابر ہٹکر غمزدہ بیٹھ گئی، اور اُسنے کہا کہ بچہ کو اپنی آنکھ سے مرتے نہین دیکھونگی' اور الگ ہٹکر گریہ وزاری کرنے لگی خدا نے بچہ کی آواز سُنی' اور خدا کے فرشتہ نے آسمان سے ہاجرہ کو پکار کر کہا، ہاجرہ ڈر نہین، خدا نے بچہ کی آواز جہان وہ پڑا ہی سُن لی' اُٹھ اور بچے کو اُٹھا اور اپنے ہاتھ سے اُسکو سنبھال کہ مین اُسکو ایک بڑی قوم بناؤن گا، خدا نے ہاجرہ کی آنکھ کھولدی' اُس کو پانی کا ایک کنوان نظر آیا، وہ گئی، اور مشکیزہ کو پانی سے بھر لیا اور بچہ کو پانی پلایا'

خدا اُس بچہ کے ساتھ تھا، وہ بڑا ہوا، بیابان مین رہا' اور ایک تیر انداز ہوا' وہ فاران کے بیابان مین رہا' اُسکی ماں نے ملک مصر کی ایک بیوی اُسکے لیئے لی' (تکوین ۲۱)

روایات اسلام مین صحیح تر روایت اسکے متعلق حضرت ابن عباس کی ہی' جو غیر مرفوع طریقہ سے بخاری مین مذکور ہی:

ابراہیم اور اُنکی بیوی (سارہ) کے درمیان جو واقع ہوا، اُسکے بعد ابراہیم اسماعیل اور اسماعیل کی ماں کو لیکر نکلے، ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ تھا، ام اسماعیل مشکیزہ سے پانی پیتی تھین، اور اُس سے دودھ بچہ کیلیئے ہوتا تھا، یہان تک کہ ابراہیم مکہ پہونچے، اور ایک جھاڑی کے نیچے اُسکو رکھ دیا، پھر ابراہیم اپنے گھر واپس آنے لگے، ام اسماعیل اُن کے پیچھے پیچھے کدا، (مکہ کا ایک مقام) تک آئین، ام اسماعیل نے پکار کر کہا، ابراہیم تم مجھے اِس وادی مین جہان نہ کوئی آدمی ہی نہ اور کوئی چیز ہی چھوڑ کر کہان جاتے ہو؟ (اختلاف روایت) کیا تم خدا کے حکم سے مجھے یہان چھوڑتے ہو، ابراہیم نے کہا، ہان، ام اسماعیل نے کہا، تو پھر خدا ہمکو ضائع نہین کرے گا، لوٹکر آئین اور مشکیزہ سے پانی پیتی رہین، اور بچہ کیلیئے دودھ ہوتا رہا، یہان تک کہ پانی چک گیا، دلمین کہا جا کر دیکھون، شاید کوئی نظر آجائے، کوہ صفا پر چڑھین کوئی نظر نہ آیا، وادی مین پہونچین تو دوڑ کر کوہِ مروہ پر آئین، اسی طرح چند بار دوڑین، پھر بولین چلکر بچہ کو دیکھون، آکر دیکھا تو قریب الموت پایا، مضطرب ہو کر پھر صفا پر چڑھین کہ کوئی نظر آئے، کوئی نظر نہ آیا، یہان تک کہ سات پھیرے ہو گئے، پھر دلمین آیا کہ دیکھون کہ ناگاہ ایک آواز آئی، ام اسماعیل نے کہا، اگر نیکی تمھارے پاس ہو تو میری فریادرسی کرو، ناگاہ جبریل تھے، ابن عباس نے کہا کہ جبریل نے اپنی ایڑی کو زمین پر مارا، پانی بہنے لگا، ام اسماعیل متحیر ہو کر پانی جمع کرنے لگین، ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہو کہ ام اسماعیل اگر پانی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتین تو پانی کھلا ہوتا، ام اسماعیل نے پانی پیا پھر دودھ ہونے لگا،

اتفاقاً جرہم کے کچھ آدمیون کا اِدھر گذر ا ہوا، پرندون کو منڈلاتے دیکھکر بولے کہ

پانی یہان ہی ایک آدمی کو تحقیق کے لیے بھیجا، تو پانی پایا، آکر خبر کی، وہ لوگ بھی آئے، اورام اسماعیل سے یہان رہنے کی اجازت چاہی، ام اسماعیل نے کہا رہو، لیکن پانی مین تمھارا کوئی حق نہین، ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ام اسماعیل کو یہ بات پسند آئی کہ وہ آبادی اور معیت چاہتی تھین، وہ لوگ بھی رہنے لگے، اور چند گھرانے وہان ہو گئے، لڑکا جوان ہوا، اور اُن سے عربی زبان سیکھی، جب جوان ہوا تو اُن لوگون کو بہت پسند آیا، بالغ ہونے پر اپنی ایک لڑکی اُس کو بیاہ دی،

(بخاری: کتاب الانبیا)

توراۃ اور بخاری کی اس روایت مین صرف اجمال و تفصیل کا فرق ہی بخاری مین جو تفصیل ہی وہ بالکل فطری ہی، توراۃ مین یہ مذکور نہین کہ حضرت ابراہیمؑ بھی ساتھ آئے تھے، لیکن کون شقی ہوگا جو اپنے عزیز بچہ کو جسکی پیدائش کی اُسنے خود دعا کی ہو جسکے لیے زندگی اُسنے خدا سے مانگی ہو اُسکو تنہا بے آب و گیاہ مقام مین ہمیشہ کے لیئے جانے دے، اس کے بعد دوسری تفصیلین رخصت کے وقت ابراہیم کو بیتابی سے پکارنا، حضرت ابراہیمؑ کا تسکین دینا، ہاجرہ کا مضطربانہ پانی کے لیئے دوڑنا، یہ سب فطری باتین ہین اور ایسے وقت مین ہر شخص سے اسی طرح صادر ہونگی، حضرت اسماعیلؑ کی بیوی کا جرہمی یا مصری ہونا کوئی بڑا اختلاف نہین ہی، اس عہد مین یہی عرب مصر کے حکمران قبائل تھے، اس بنا پر وہ عورت جرہمی بھی ہو سکتی ہی اور مصری بھی، نیز مسلمانون (بخاری) اور یہودیون (تالمود) کی روایت مین مذکور رہی کہ اسماعیلؑ نے دو بیویان کی تھین، ممکن ہی کہ ایک مصری اور ایک جرہمی ہو،

ہاجرہ اور اسماعیلؑ نے جس مقام کو اپنا مسکن قرار دیا توراۃ مین اسکے متعلق یہ الفاظ ہین:

"خدا اُس بچہ کے ساتھ تھا، وہ بڑا ہوا، بیابان مین رہا، اور ایک تیر انداز ہوا، وہ فاران کے بیابان مین رہا" (تکوین ۲۱-۲۰-۲۱)

قرآن مجید مین بھی اُس مقام کا نام صرف واد غیر ذی زرع (بن کھیتی کی زمین) بتایا گیا ہی جو بیت اللہ (کعبہ) کے پاس واقع ہی، اِس بنا پر اس سے وہ بیابان مراد ہوگا جو سلسلۂ کوہ سعیر (یا سراۃ) کے ساتھ ساتھ بحر احمر کے کنارہ حدود شام سے حدود یمن تک وسیع ہی، جس کو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے زمانہ سے مدین کہتے ہین، اور عرب ایک مدت سے اُسکو حجاز کہتے ہین، فاران اور حجاز کے اتحاد پر مسلمان اور عیسائی مصنّفین مین معرکۃ الآرا بحثین ایک مدت سے جاری ہین، عیسائی مصنّفین کو حقیقی طور سے نہین معلوم ہی، کہ فاران کس مقام کا نام ہی، بعض مصنفین جزیرہ نمائے سینا کے مغرب مین مصر سے متصل فاران کا موقع قرار دیتے ہین، بعض کوہِ سینا کے دامن مین اُسکو جگہ دیتے ہین، بہر حال اجماعی طور سے ہمارے مخالفین کا منشا یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ سینا مین واقع ہی، اِس رائے کی غلطی اور دعوائے اسلام کی صحت متعدد طرق سے واضح ہوتی ہے،

۱- سب سے اوّل یہ سمجھنا چاہیئے کہ عرب، حجاز، مکہ، کعبہ، یہ جتنے الفاظ و اسما ہین اُسوقت تک پیدا ہی نہین ہوئے تھے، لفظِ عرب دسوین صدی ق م مین پیدا ہوا ہے، (دیکھو جغرافیہ) حجاز کا لفظ اس سے بھی زیادہ مستحدث ہی، مکہ کا نام دوسری صدی مسیحی مین بطلیموس کے ہان سب سے پہلے مکاربا کی شکل مین نظر آتا ہی، اسی لیے توراۃ نے اُس مقام کا نام اولاً صرف "مدبار" یعنی بادیہ بتایا ہی، اور قرآن نے اُسکو وادِ ذی زرع (بن کھیتی کی زمین) کہا کہ اِسکے سوا اُسکا اُسوقت کوئی دوسرا نام نہ تھا، مدت کے بعد

یہی لفظ بادیہ وصحرا اور وادی غیر ذی زرع اِس ملک کا نام قرار پاگیا، لفظ عرب کے لغوی معنی بادیہ اور صحرا کے ہین، مدبار (بادیہ) وادی غیر ذی زرع اور عرب ہم معنی لفظ ہین، اسلئے توراہ کا یہ کہنا کہ اسماعیل نے بادیہ مین سکونت کی اسکے بالکل یہ معنی ہین کہ اُسنے عرب مین سکونت کی،

ممالک عرب مین سے سب سے پہلا نام توراۃ مین مدیان (مدین) نظر آتا ہی (تکوین ۲۸-۳۷) فاران کی طرح مدین غیر معروف نہین ہی، شہر مدین تحقیقی اور یقینی طور سے حجاز مین ساحل بحر احمر و عقبہ کے سرے پر واقع تھا، اور اب تک اِسی نام سے وہین موجود ہی، قدیم تاریخ مین جہان کہین بھی مدیانی لوگون کا ذکر ہی، ساتھ ہی اتحادِ نام کے ساتھ اسماعیلیون کا ذکر ہی، بلکہ توراۃ نے اکثر دونون کو ایک سمجھا ہی (تکوین ۲۸-۳۷: ۳۶)

یہ اتحاد حضرت ابراہیم کی ایک ہی پشت کے بعد توراۃ مین نظر آتا ہی:

اُنھون نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا کہ اسماعیلیون کا ایک قافلہ جلعاد (شام) مین ایک پہاڑ کی طرف سے آیا جو اونٹون پر بخورات، بلسان، اور مسالہ لاد کر مصر کو لے جا رہا تھا،...

اُنھون نے کہا کہ یوسف کو اِن اسماعیلیون کے ہاتھ بیچ ڈالو... اتنے مین مدیانی تاجرون کا قافلہ گذرا، جنھون نے یوسف کو کوان سے نکال لیا، اور اسماعیلیون کے ہاتھ بیچ ڈالا،

... یہ اسماعیلی یوسف کو مصر لائے،.... مدیانیون نے یوسف کو مصر مین فروخت کیا،..

ایک مصری امیر نے یوسف کو اسماعیلیون کے ہاتھ سے جو یوسف کو مصر لائے تھے، لے لیا،

(تکوین، ۳۷ و ۳۹)

اِس عبارت مین اسماعیلی اور مدیانی نامون مین جو اختلاط اور تشابہ ہی کیا اُسکا حل بغیر اسکے ہو سکتا ہی کہ قافلہ کو نسلاً اسماعیلی، اور وطناً مدیانی یعنی حجازی فرض کیا جائے،

یہ واقعہ حضرت اسحاق کے بیٹے کے زمانہ کا ہے، اِس بنا پر یہ اسماعیلی کاروان بھی حضرت اسماعیل کے بیٹے اور پوتے ہون گے، جن کو ابھی تک باپ کے مسکن کے چھوڑنے کی ضرورت نہین ہوئی ہوگی، اِس واقعہ کے پانچ سو برس کے بعد حضرت موسیٰ کے زمانہ مین بھی یہی اختلاط نظر آتا ہے، حضرت موسیٰ خود مدت تک مدین مین رہے تھے، تاہم خلفائے موسیٰ اسماعیلیون مین اور اہل مدین مین کوئی فرق نہین کرتے، اہل مدین نے بنی اسرائیل کے مقابلہ مین جب شکست پائی (غالباً سنہ ۱۳۰۰ق م مین) اور بنی اسرائیل کو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا، تو بنی اسرائیل کا سردار جدعون کہتا ہے،

مین تمھارے مالِ غنیمت مین صرف یہ سونے کے بالے مانگتا ہون، کیونکہ یہ لوگ (مدیانی) اسماعیلی ہین، (قضاۃ ۸-۲۴)

ان آیات سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ فاران سے مراد ملک حجاز ہی ہے، انکے علاوہ اور بھی دلائل ہین جو ہندوستان کے مسلمان مناظرین کی کتابون مین موجود ہین، ہمنے انسے تعرض نہین کیا،

حضرت اسماعیل کی اولادین

حضرت اسماعیل کی تیرہ اولادین تھین، ۱۲ بیٹے اور ایک بیٹی، خدا نے حضرت ابراہیم کو بشارت دی تھی:

”اور اسماعیل کے حق مین مین نے تیری سُنی، دیکھ مین اُسے برکت دونگا، اور اُسے برومند کرون گا، اور اُسکو بہت بڑھاؤن گا، اُس سے بارہ سردار پیدا ہونگے، اور مین اُسکو بڑی قوم بناؤن گا، (تکوین ۱۷-۲۲)

آخر یہ بشارت، استجابت کو پہونچی، اور اسماعیل کا گھرانا آباد ہوا، بیٹی کا نام توراۃ مین ایک[1] جگہ باسمہ اور دوسری[2] جگہ محلاۃ لکھا ہے، خدا جانے اِن مین سے صحیح کون ہے؟

[1] تکوین ۳۶-۳۔
[2] تکوین ۲۸-۹۔

یہ صاحبزادی اپنے عمزاد بھائی ادوم بن اسحاق سے بیاہی گئی تھین، ادوم اپنے باپ (اسحاق) سے ناراض ہوکر اپنے چچا (اسماعیل) کے پاس چلے آئے تھے، اور اُنہین کے ساتھ یہین بادیہ مین رہتے تھے،

حضرت اسماعیل کے ۱۲ بیٹون کے نام یہ تھے، نبایوط، قیدار، ادبائیل، مبشام، شماع، دوما، مشا، حدر، تیما، یطور، نفیش، قیدماہ، یہ بارھون بیٹے حسب بشارت ربانی اپنے خاندان کے بارہ رئیس[لہ] تھے، ان مین سب سے بڑے نبایوط، اور ان ہی چھوٹے قیدار تھے، اور یہی دونون پچھلی تاریخ مین سب سے نمایان نظر آتے ہین، یہ تمام بھائی باپ کے زمانہ مین اور ایک عرصہ بعد تک حجاز ہی مین آباد ہے، اور چچازاد بھائی کے بیٹون یعنے فرزندان مدین، کے ساتھ ملکر یمن و حجاز سے شام و مصر تک تجارتی قافلون کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، اور دیگر عرب تاجرون کی طرح خوشبو چیزون کی تجارت کرتے تھے[۵۲]

خوشبو چیزین یمن سے حجاز کی راہ سے مصر اور شام کو جاتی تھین، شام اور یمن کے بیچ مین درمیانی منزل شہر مکہ تھا، اسلئے بنو اسماعیل، بہت جلد تجارت مین فروغ حاصل کرسکے ہونگے، بنو اسرائیل، اسماعیلیون کو کبھی اسماعیلی اور کبھی مان کی نسبت سے ہاجری کہتے ہین، اور توراۃ مین انھین نامون سے انکا ذکر ہی، بنو اسماعیل کا توراۃ مین سب سے پہلے، حضرت ابراہیم کے پوتے یعقوب کے زمانہ مین (تقریباً ۲۰۰۰ قم) تجارت کی حیثیت سے نام آتا ہی، حضرت یعقوب کے بیٹے حضرت یوسفؑ کو بھائیون نے ایک کوئین مین ڈالدیا تھا، اتفاقاً ایک کاروان کا گذر ہوا جس نے یوسفؑ کو کوئین سے نکالا، اور مصر مین ایک امیر کے ہاتھ بیچڈالا، یہ کاروان، اسماعیلی

لہ تکوین ۲۵-۱۴-۱۵، ۵۲ تکوین ۳۷-۲۶

اور مدیانی[۱] تھے، تاریخ مین تجارت کا یہ سب سے پہلا قافلہ نظر آتا ہے،

حضرت موسیٰ کے عہد مین (تقریبًا ۱۵۰۰ ق م) بنو اسماعیل تمام حجاز مین یمن (حویلہ) سے شام (شور) تک پھیل گئے تھے[۲]، حضرت موسیٰ کے بعد قضاۃ بنی اسرائیل کے زمانہ مین (تقریبًا ۱۳۰۰ ق م) وہ عمالیق و اہل مدین کے پہلو بہ پہلو، سپاہیانہ جوہر کے ساتھ بنی اسرائیل پر چھاپہ مارتے ہوئے نظر آتے ہین، سات برس تک متصل، بنی اسرائیل اسماعیلیون کے پنجہ مین گرفتار رہے، سال مین جب فصل طیار ہوتی، اسماعیلی، برق و باد کی طرح آتے اور سب کاٹ کر لیجاتے، آٹھوین برس بنی اسرائیل مین جدعون نامی ایک پہلوان پیدا ہوا، اُسنے اسماعیلیون کو شکست فاش دی[۳]، (تفصیل مدین مین گذر چکی)

اس زمانہ مین بنی اسماعیل کا نہایت دولتمند قومون مین شمار تھا، کانون مین مرد سونے کے زیور پہنتے تھے، اونٹون کے گلے مین سونے کے قلاوے ڈالتے تھے، اِس جنگ مین بنی اسرائیل کو جو مال غنیمت ہاتھ آیا اُسمین صرف کان کے زیور کے سونے کا وزن سترہ سو مثقال تھا[۴]،

شاؤل (طالوت) کے عہد مین (غالبًا ۱۰۵۰ ق م مین) بنو اسماعیل حجاز سے نکلکر بادیۂ شام اور بادیۂ عراق تک پھیل گئے تھے، عمومًا مورخین عرب کا بیان ہی کہ مکہ اور حجاز مین جب اسماعیل کی اولاد بہت زیادہ ہوگئی تو نجد و حدود عراق وغیرہ ممالک مین پھیل گئی[۵]، اسکی تائید روایات یہود سے بھی ہوتی ہی، اِسی زمانہ مین بنی اسرائیل کا ایک ٹکڑا ابھی

---

[۱] تکوین ۳۷۔ [۲] تکوین ۲۵-۱۸ [۳] قضاۃ ۶ و ۷ و ۸۔ [۴] قضاۃ ۸-۲۶

[۵] معارف ابن قتیبہ ص ۱۰ الاخبار الطوال دینوری ص ۱۱ مصر و سیرۃ ابن ہشام ذکر اصنام العرب۔

نہر فرات کے قریب بادیۂ عراق مین آکر آباد ہوگیا تھا، آخر بنو ہاجرہ سے سامنا ہوگیا، بنو اسرائیل نے لڑ کر بنو ہاجرہ کو نکالدیا، اور اُن کے خیمون مین جاکر خود آباد ہوئے[1]،

اِس واقعہ کے چالیس برس کے بعد بنو اسماعیل و بنو ہاجرہ، شمالی عرب و حدود شام کے قبائل سے متحد ہو کر حضرت داؤد کے عہد مین (غالبًا ۱۰۰۰ ق م مین) بنی اسرائیل پر حملہ کی طیاریان اور مشورے کر رہے ہین[2]، ۱۰۰۰ ق م مین، جلعاد اور دیگر حدود شام مین جنگ آزمودہ اسرائیلی، دوبارہ بنو ہاجرہ سے برسر مقابلہ ہوتے ہین، اور اُن کو شکست دیتے ہین، مال غنیمت مین اُن کو پچاس ہزار اونٹ، ڈہائی لاکھ بھیڑ، دو ہزار گدھے، اور ایک لاکھ قیدی ہاتھ آئے[3]، اسکے بعد ۶۰۰ ق م مین وہ زمانہ آتا ہی، جب بنو خذ نذر (بخت نصر) آندھی کیطرح اسیریا سے اُٹھتا ہی، اور تمام شام و عرب کی خاک اُڑا دیتا ہی،

اور پھر ہمیشہ کے لئے بنو اسرائیل اور آل اسماعیل کی مخاصمانہ حوصلہ مندیون پر پردہ پڑجاتا ہی، یہ بنو اسماعیل کی اجتماعی تاریخ تھی، اب تفرق و انتشار کے بعد ہر ایک کی اولاد اور نسل کی تاریخ کے متعلق ہم کو جو کچھ معلوم ہی، علیحدہ علیحدہ، بہ ترتیب اہمیت و امتیاز لکھتے ہین،

۱- مبشام

اس خاندان کے متعلق ہمکو کچھ نہین معلوم،

۲- ادبائیل

عرب مورخین کو اسکے متعلق کوئی واقفیت نہین ہی، توراۃ مین اسکا کہین،

---

[1] ۱- ایام ۵- ۱۰، [2] زبور ۸۳- ۵، ۶،

[3] ۱- ایام ۵- ۲۰، ۲۱،

ذکر نہین ہی، فارسٹر کا بیان ہی کہ یہودی مورخ یوسیفوس نے لکھا ہی کہ یتقین اسماعیلی آبادیون (یعنی نیل و فرات) کے درمیان یہ خاندان آباد تھا،[1]

۳- مشماع

عرب مورخین نے بنو مسما نام ایک خاندان کا نجد مین سکونت پذیر ہونا بیان کیا ہی، یوسیفوس نے مسماؤس اور بطلیموس نے مسی مانیس کے نام سے انھین اطراف مین ایک عرب قبیلہ کا ذکر کیا ہی،[2]

۴- مشا

یونانی اور عرب جغرافیہ نویسون کی شہادت کی بنا پر حدود عراق مین اس خاندان کے آثار نظر آتے ہین، پلینی نے مسیا Misaie اور بطلیموس نے حانی Masani کے نام سے ان اطراف مین بعض قبائل کا ذکر کیا ہی[3]، عرب جغرافیہ نویسون مین سے زکریا قزوینی، مشان نام ایک مختصر آبادی کا ہمین پتہ دیتا ہی[4]، یاقوت حموی اسی مقام پر واسط و بصرہ کے مابین، میسان نام ایک شہر کا ذکر کرتا ہی یہودی اس شہر کا نہایت احترام کرتے ہین، اور اسکو حضرتِ عزیر کا مدفن قرار دیتے ہین، عہد اسلام مین بھی زیادہ تر یہان یہودیون کی آبادی تھی[5]، سفر الایام نے جن بنو ہاجرہ کا بادیۂ عراق مین ذکر کیا ہی[6]، شاید وہ یہی خاندان ہو،

۵- حدر یا حدد

سِفر تکوین مین اسکا املا حدر، اور سفر ایام مین، حدد ہی، حدر کے آثار عرب مین

---

[1] فارسٹر ج ۱ ص ۲۸۰، [2] فارسٹر ج ۱ ص ۲۴۱، ۲۴۲، [3] فارسٹر ج ۱ ص ۲۴۳، [4] آثار البلاد قزوینی ص ۳۰۸، مطبوعۂ یورپ
[5] معجم البلدان ج ۸، ص ۲۲۴، مصر، [6] ۲- ایام ۵- ۱۲-

متعدد جگہ پاے جاتے ہین، تیماء کے پاس حدد نام ایک پہاڑی ہی، نجد مین بھی ایک قطعۂ زمین کا نام حدد ہی[٥١]، جوہری عرب کے ایک قبیلہ کا نام بھی حدد بتاتا ہی نیوبہر Niebuhr اُنیسوین صدی کا ایک[٥٢] یورپین سیاح عرب شہر حدیدہ واقع یمن کو اِسی حدد سے متعلق سمجھتا ہی[٥٣]، لیکن مشرقی نگاہ مین، حدد اور حدیدہ مین نہایت عظیم فرق ہی،

٦-یطور

یطور، ساول کے زمانہ مین (١٠٥٠ ق م مین) حدود شام کے صوبۂ حوران مین نظر آتے ہین، بنی اسرائیل کی ایک جماعت سے برسرپیکار ہوتے ہین اور شکست کھاتے[٥٤] ہین، لیکن یونانی جغرافیہ نویس اسٹرابو (٢٤ ق م) تک اُن کی آبادی قائم رہتی ہی، لکھتا ہے[٥٥]:

"وہ تمام سلسلۂ کوہ جو لبنان اور بصریٰ کے درمیان نظر آتا ہی، عربون سے اور ایطوریون سے آباد تھا،"

یونانی مین یطور جطور ہو گیا ہے، اس بنا پر برکھارڈ ایک یورپین سیاح شام کے شہر جدور کو اِسی جطور سے نسبت دیتا ہی[٥٦]، یہ شہر مشرقی جغرافیہ نویسون سے بھی مخفی نہین[٥٧]، لیکن اگر جدور ہی کو یطور کا مسکن قرار دینا ہی، تو یہی نام ہمکو حجاز مین مدینہ سے چھ میل کی مسافت پر نظر آتا ہی[٥٨]، لیکن ایک عام فہم مشرقی بھی جانتا ہی کہ یطور کی شکل کسی صورت مین بھی جدور نہین ہو سکتی،

٧-نافیش

سفر ایام ثانی (٥-١٢) سے ثابت ہوتا ہی، کہ یطور کے ساتھ یہ خاندان بھی حوران

---

٥١ معجم البلدان ج ٣ ص ٢٣٢، مصر ٥٢ فارسٹر ج ١ ص ٢٠٢ ٥٣ سفر ایام ٥-١٢ ٥٤ فارسٹر ج ١ ص ٢١٠ ٥٥ فارسٹر ج ١ ص ٢١٠

٥٦ معجم البلدان یاقوت ج ٣ ص ٦٦ مصر، ٥٧ معجم البلدان ج ٣ ص ٦٦ مصر

ہی مین آباد تھا، اور بنی اسرائیل کے مقابلہ مین اپنے بھائیون کے ساتھ شریک جنگ تھا،

۸-دوما

اِس خاندان کا مسکن اب تک اِسی نام سے مشہور ہی، دومتہ الجندل، شمالی عرب مین مدینہ وشام کے درمیان ایک مشہور مقام ہی عرب جغرافیہ نویسون نے تصریح کی ہی کہ دومتہ الجندل اِسی دوما کی طرف منسوب ہی، پچھلے زمانہ مین یہان نصاریٰ آباد تھے[۵۱]

۹-تیماء

حدود عرب وشام مین اِس خاندان کے انتساب سے ایک قدیم آبادی ہی، ایوب نبی کے زمانے مین اِس خاندان کو کسی قدر فوجی اہمیت بھی حاصل تھی، سفر ایوب (۶-۱۹) مین تیماء کے سوارون کا ذکر ہی، اشعیا نبی نے بھی (مشرق مین) سرزمین تیماء کا نام لیا ہی (۲۱-۱۴) زمانۂ اسلام مین یہان یہود آباد تھے[۵۲]

۱۰-قیدماہ

اصحابُ الرّس

فارسٹر صاحب نے قیدماہ کو، کاظمہ (واقع خلیج فارس) کا مرادف سمجھا ہی اور اسلیئے اوس کو خلیج فارس پر جگہ دیتے ہین، کاظمہ، یقیناً انگریزی لب ولہجہ مین "کیڈما" ہو جائے گا لیکن ہر مشرقی لب ولہجہ کا واقفکار اِس تحقیق پر ہنس دیگا کہ قیدماہ اور کاظمہ ایک چیز ہی، قرآن مجید مین ایک قبیلہ کا نام اصحاب الرّس مذکور ہی بعض مورخین کا بیان ہی کہ قیدماہی کا نام اصحاب الرس تھا، ہمارے ہان مفسرین اصحابُ الرّس کی تعیین مین نہایت مشکوک الرائے ہین، امام طبری نے ارباب روایت کی تین رائین، نقل کی ہین،

---

[۵۱] معجم البلدان ج ۴ ص ۱۰۶، مصر، [۵۲] معجم البلدان ج ۲ ص ۴۴۲، مصر،

(۱) رَس کوئین کو کہتے ہین، ایک اُمت نے اپنے پیغمبر کو کوئین مین ڈالدیا تھا، اس لیئے اُسکو اصحاب الرس کہتے ہین،

(۲) رس ملک آذربیجان کے پار ایک آبادی کا نام ہی (شاید روس سے مقصد ہو)

(۳) رس غار کو کہتے ہین اور اس سے مراد اصحاب الاخدود ہین،

لیکن مورخ مسعودی بلاتزلزلِ راے لکھتا ہی: اصحاب الرس، اسماعیل کی اولاد مین سے تھے، وہ دو قبیلے تھے، ایک کا نام قدمان، تھا اور دوسرے کا یامین اور کہا گیا ہی کہ رعویل تھا، اور یہ یمن مین تھے[۱]،

قیدمان، قیدماہ کی بگڑی ہوئی صورت ہی، اصحاب الرس کا اسکے علاوہ کوئی اور حال نہین معلوم،

قرآن مجید نے اصحاب الرس کا دو مقام پر ذکر کیا ہی، لیکن کوئی حال بیان نہین کیا، بلکہ صرف گنہگار قومون کی فہرست کے ضمن مین اُسکا نام لیا ہے،

وَعَادًا وَّثَمُودَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ، (فرقان) — عاد، ثمود، اور اصحاب الرس کو،

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ، — ان سے پہلے نوح کی قوم اصحاب الرس اور ثمود نے جھٹلایا،

---

[۱] مروج الذہب ص

۱۱- نبایوط یا نابت یا نبط

اصحاب الحجر

نبایوط کو اہل عرب عموماً نابت کہتے ہین، ان کی روایتون کے مطابق خانہ کعبہ کی تولیت حضرت اسماعیل کے بعد سب سے بڑے بیٹے نابت کے حصہ مین آئی[1] اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ نبایوط نے حجاز ہی مین قیام کیا، لیکن بعض حوالون سے ایسا ظاہر ہوتا ہی کہ فرزندان نبایوط، عراق مین موجود تھے، لیکن اصل یہ ہی کہ بدویانہ زندگی کے ساتھ وہ حجاز سے عراق تک خانہ بدوشانہ پھیلے ہوئے ہونگے،

تحریری حیثیت سے نبایوط کا نام ساتوین صدی ق م مین نظر آتا ہی، حزقیال بنی پیشنگوئی کرتے ہین کہ "نبایوط کی بھیڑین نذر لی جائینگی" (۶۰-۷) اشوربانیبال، اسیریا کا بادشاہ، جس کا بھی تقریباً یہی زمانہ ہی، اپنے مفتوحین کی فہرست مین نباطی قوم کا نام لیتا ہی، یوسیفوس یہودی، جو پہلی صدی مسیحی مین تھا، لکھتا ہے،

"ملک بحر احمر (حجاز) سے نہر فرات (عراق) تک اسماعیل کے ۱۲ بیٹون کے قبضہ مین ہی، جنکے سبب سے اسکا نام ملک نباطینہ پڑ گیا ہی" (حوالہ آتا ہی)

اسی زمانہ مین جب رومی، شام پر قبضہ کرنا چاہتے ہین، تو نبطی عربون سے اُنکی مڈبھیڑ ہوتی ہی، اور شام و عرب کے حدود پر اُنکی ایک عظیم الشان حکومت نظر آتی ہی، اہل عرب بھی ان نبطیون سے واقف تھے، اِسی لفظ "نبط"، کی جمع عربی مین انباط ہی-

انباط اور روایات عرب	مورخین عرب فرزندان نبایوط یا انباط سے زیادہ واقف نہین ہین

[1] اخبار الطوال ابو حنیفہ دینوری المتوفی سنہ ۲۸۱ھ ص ۱۱ مصر،

وہ صرف انباط کے نام اور اُن کے مسکن تخمینی سے البتہ واقف ہین، انکا نام کبھی نبط اور کبھی آرامی بتاتے ہین اور ان کا مسکن شام و عراق ظاہر کرتے ہین، ابن خلدون نے لکھا ہے:

واول ملك للعرب بالشام فيما علمناه للعمالقة ثم لبنى ادم بن سام ويعرفون بالاد ماثيين، (۲۷۸ ج ۲)

جہان تک ہمکو معلوم ہے عربون کی پہلی حکومت شام مین عمالقہ کی تھی پھر ارم بن سام کی جو ارمانی کے نام سے مشہور ہین،

اِس عبارت کے ساتھ حمزۂ اصفہانی کی عبارت ضم کرو:

الارمانيون نبط الشام والاردوانيون نبط العراق-

ارمانی شام کے نبطیون کا نام ہے، اور اردوانی عراق کے نبط کا،

انباط نے چونکہ ایک متمدن و غیر بدوی زندگی اختیار کرلی تھی، اسلیئے عربونکے محاورہ مین:

اما النبط فكل من لم يكن راعيا او جنديا عند العرب من ساكني الارضين- (یاقوت ۳ عربیہ)

نبط، عرب کے نزدیک ہر وہ شخص ہے جو چرواہا یا سپاہی نہو،

اہل عرب عموماً نبط کو قوماً و اصلاً غیر عرب سمجھتے ہین، اُنکے نزدیک عرب و عجم جسطرح دو متقابل نام ہین اسیطرح نبطی و عربی کو بھی باہم متقابل سمجھتے ہین اِسکا سبب صرف معاشرت طرز زندگی، اور زبان کا اختلاف ہے، ورنہ درحقیقت نبط بھی اسماعیلی عرب ہین، لیکن چونکہ اُنھون نے عموماً حدودِ عرب اور حدود عرب سے باہر غیر قومون مین اپنا مسکن بنایا اسلیئے وہ اپنا نسب محفوظ نہ رکھ سکے، حضرت عمر فرماتے ہین:

تعلموا النسب ولا تكونوا كنبط السواد اذا سئل احدهم عن اصله قال من قرية كذا (عقد الفريد ج ۳ ص ۳۷)

نسب نامہ سیکھو، عراق کے نبط کی طرح نہ بن جاؤ، کہ جب اُن مین سے کسی سے پوچھا جائے کہ تم کس خاندان سے ہو تو جواب دیتے ہین کہ ہم فلان شہر کے ہین،

ہمارے مورخین کے معلومات انباط کے متعلق صرف اسیقدر ہین، لیکن انباط کی خود معاصر قومون نے اِن کے حالات کو سیاسی تعلقات کی بنا پر بہت کچھ محفوظ رکھا ہی، اور اب اکتشافات اثریہ نے بھی اِن معلومات مین کسی قدر اضافہ کردیا ہی،

انباط اور نبایوط و نابت کا ترادف

سب سے پہلا سوال یہ ہی کہ انباط جنکی تاریخ کا مفصل تذکرہ یونانی و رومی مورخین نے کیا ہی، اور نبایوط پسر اسماعیل جنکا توراۃ مین ذکر ہی اور نابت بن اسماعیل جن سے عربون کو ہم نسبی کا دعوی ہی کیا درحقیقت اِن مختلف الفاظ سے ایک ہی مفہوم مراد ہی؟ ہمارا جواب اثبات مین ہی، اہل عرب انباط کو عربون سے الگ ایک بیرونی قوم سمجھتے ہین، لیکن یہ درحقیقت ایک مدت تک کے تباعد اور تفرق کا نتیجہ ہی، جن یونانی اور رومی مورخین نے انباط کا ذکر کیا ہی، اُنھون نے متفقًا اِن کو عرب لکھا ہی، سب سے بڑی معتبر شہادت، یہودی مورخ یوسیفوس کی ہی، جو انباط کا معاصر اور نسل و وطن کے لحاظ سے بھی اُن سے قریب تھا، اسلیئے یقین ہی کہ اُنکے متعلق اُسکی شہادت پایۂ اعتبار سے ساقط نہو گی، وہ بتصریح تمام لکھتا ہی کہ "انباط اسماعیلی عرب از نسل نبایوط ہین"[1]، مورخین اسلام بھی اِس رائے کے ساتھ ہین، مورخ طبری نے لکھا ہی:

ومن نابت وقیذار نشر الله العرب۔ عرب کو نابت اور قیدار کی نسل سے خدا نے پھیلایا،

(ج ۱ ص ۳۵۲، طبع یورپ)

یاقوت حموی نے (لفظ عربہ کے تحت مین) ایک نئی بات لکھی ہی کہ "عرب، ہر اُس قوم کو نبط کہتے ہین جو گلہ بان اور سپاہی نہو"، دوسرے الفاظ مین اسکا مفہوم یہ ہی کہ جو غیر بدوی زندگی بسر کرتی ہو، اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ چونکہ نبط نے عراق کے تاثر

[1] حوالہ آتا ہے،

سے متمدن زندگی اختیار کرلی تھی اسلیے بادیہ نشینان عرب نے ہر غیر بدوی قوم کو نبط کا مرادف سمجھ لیا،

حضرت علی سے مروی ہی کہ ایک شخص نے اُنکا نسب پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ "ہم کوثیٰ (واقع عراق) کے نبط ہین" اور یہ بالاتفاق معلوم ہی کہ وہ اسماعیلی قریشی عرب تھے، اس سے ثابت ہوگا کہ نبط اسماعیلی عرب ہین، جو عراق تک پھیلے تھے،

نابت کی بقیہ اولادین، خود اندرون ملک مین بھی تھین، اور متعدد وجوہ سے ہماری یہ رائے ہی کہ عرب شمالی کی وہ اکثر قومین جو غلطی سے قحطانی کہلاتی ہین، وہ دراصل نابتی ہین، من جملہ دیگر قبائل کے غسان اور اوس وخزرج کے متعلق تو بتصریح ثابت ہی کہ وہ قحطانی نہین بلکہ نابتی ہین، تفصیل آتی ہے،

انباط کا عہد حکومت انباط ایک مدت تک دیگر عرب قبائل کی طرح بحر احمر سے بحر فرات تک مستقل وادیون مین بدویانہ زندگی کے ساتھ آوارہ پھرتے رہے، اس بدویت کا زمانہ سنہ ۲۰۰۰ ق م (عہد اسماعیل) سے سنہ ۷۰۰ ق تک قرار دیا جا سکتا ہی، توراۃ نے نبایوط کا فرزندان اسماعیلؑ کے ضمن مین سنہ ۲۰۰۰ ق م مین پہلی بار نام لیا ہی، اور آخر آخر حزقیال نبی نے جو کم وبیش سنہ ۶۰۰ ق م مین تھے، نبایوط کا ذکر کیا ہی کہ "نبط (نبایوط) کی بھیڑین نذر کی جائینگی" (۶۰-۷) کتبات مین نبط کا نام اشور بانیبال شاہ اسیریا کے کتبہ مین تقریباً اسی عہد[1] یعنی سنہ ۷۰۰ مین نظر آتا ہی، وہ اپنے مفتوحین کی فہرست مین ناتان شاہ نبط کا ذکر کرتا ہی، حزقیال کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ نبط اسوقت چوپانی کی بدوی زندگی بسر کر رہے تھے، لیکن یہ اسیری کتبہ ایک نبطی حکومت کی اس عہد مین خبر دیتا ہی، ممکن ہی کہ بادشاہ سے

---

[1] تاریخ بابل راجرس امریکانی، ج ۲ ص ۲۷۶،

مقصود ایک نبطی بدوی شیخ ہو، بہرحال نبطی حکومت کی تاریخ ازروے تاریخ یونانی وکتبات نبطی سنہ ۳۱۲ ق م سے پہلے روشن نظر نہین آتی آخری تاریخ سنہ ۱۰۶ء ہی، جبکہ رومی حکومت ان کو اپنے اندر جذب کرلیتی ہی،

انباط کا رقبۂ حکومت انباط کی حکومت کے حدود اوّلاً وہ قطعۂ ملک تھا جس کو یونانی، عرب سنگستان (عربیا پٹرا) کہتے ہین، اور عبرانی ادوم اور سعیر (سراة) یعنی خلیج عقبہ سے بحر میت تک، ڈائیڈورس (سنہ ق م) بیان کرتا ہی[51] کہ "انباط خلیج ایلہ (عقبہ) پر رہتے ہین" اسٹرابو (سنہ ۲۴ء) ایک ضمنی تذکرہ مین کہتا ہی[52] کہ "اہل ادوم انباط ہین"، لیکن ادوم سے آگے بڑھکر اب وہ عرب آبادان پر بھی قابض ہو گئے تھے مصنّف مذکور لکھتا ہی، . . . "اور اہل ادوم و سبائی جو شام کے اوپر واقع ہین پہلی قوم ہین جنھون نے عرب آبادان (عربیا فلکس) پر قبضہ کیا ہے"۔

یوسیفوس جو پہلی صدی مسیحی مین تھا بیان کرتا ہی کہ اس عہد مین وہ عرب ریگستان (عربیا ڈزرٹا) تک پھیل گئے تھے، اُسکے خاص الفاظ یہ ہین[53]،

"ملک بحر احمر سے نہر فرات تک اسماعیل کے ۱۲ بیٹون کے قبضہ مین ہی، جن کے سبب سے اِس کا نام ملک نباطینہ *Mabatena* پڑ گیا ہی، اسکی سرحد (مغرب مین) مصر اور عرب سنگستان *Petraia* سے مل گئی ہی، اور بہت سے بیابانون اور بلند و فراز زمینون کو شامل ہی، جو مشرق کی طرف خلیج فارس تک منتہی ہوتی ہی، عموماً اس ملک کے باشندون کا نام نبایوط *Nebajoth* عرب ہے"

اِن شہادتون سے ظاہر ہوگا کہ انباط کا ملک مغرب مین بحر احمر اور مشرق مین خلیج

[51] گولڈ مائنس آف مدین ص ۲۲۵۔ [52] حوالہ مذکور،

[53] اینٹی، ۱-۱۲۔

فارس تک وسیع تھا، اور اسکے درمیان کے تمام ممالک یعنی عرب سنگستان و عرب ریگستان و بعض قطعۂ عرب آباد ان پر قابض تھے، لیکن اس طویل و عریض ملک مین انباط کی اصل آبادی خلیج عقبہ (ایلہ) کے اطراف مین تھی، ڈائیڈورس کا بیان ہی[۱]:

اوپر گذرتے ہوئے تم خلیج عقبہ (ایلہ) Laianites Gulf مین داخل ہوگے

جس کے حدود پر اُن عربون کی بہت سی آبادیان ہین جن کو لوگ نبط Nabataisi

کہتے ہین، یہ لوگ نہ صرف سواحل کے بڑے حصے پر قابض ہین بلکہ وہ اندرون ملک مین

بھی دور تک پھیل گئے ہین، کیونکہ زمین آباد اور نہایت سرسبز ہے،

تخصیص کے ساتھ ملک انباط کے ۰ اشہرون کے نام یوسیفوس[۲] مین مذکور ہین، لیکن یونانی تلفظ نے عربی رنگ و روغن اُن کے چہرون سے بالکل اُتار دیا ہی، وہ شہر یہ ہین، میدابہ، نبالو، لیبیس، ترابسہ، اغالہ، اثون، صور، اُورون، مرلیسہ، رودہ، لوسہ، عروبہ، اِن کے علاوہ، رقیم (پٹرا) اور حجر مشہور شہر تھے،

انباط کا دارالحکومت انباط کا ملک جن حدود پر مشتمل تھا وہ درحقیقت تین قدیم ممالک کا مجموعہ تھا، ملک ثمود (وادی القریٰ) جس کا دارالحکومت حجر تھا، ملک مدین جس کا پایۂ تخت خود شہر مدین تھا، اور ملک ادوم جسکی حکومت کا مرکز شہر رقیم (پٹرا) تھا، انباط کا پایۂ تخت پہلے شہر رقیم (پٹرا) تھا، جہان اُن کے آثار اب تک باقی ہین، لیکن پہلی صدی ق م مین جب رومیون نے مصر و شام پر قبضہ کیا، تو رفتہ رفتہ وہ پٹرا (رقیم) پر بھی قابض ہوگئے، اسٹرابو (۲۴ سنہ ء) بیان کرتا ہی کہ "اب (۲۴ سنہ ء) انباط اور شامی دونون رومیون کی رعایا ہین[۳]" اِس مفتوحی سے مقصود پٹرا یعنی رقیم کی مفتوحی ہی، ورنہ نفس حکومت تو ۱۰۶ سنہ ء

---

۱ گولڈ مائنس آف مدین ص ۱۸۲، ۲ اینٹی کتاب ۱۳، باب ۱ بند ۴، ۳ گولڈ مائنس ص ۲۲۵-

تک باقی تھی، پٹرا (رقیم) سے ہٹکر انباط نے اب حجر کو اپنا مرکز قرار دیا تھا جو ملک ثمود مین واقع تھا، اِسی لیئے قرآن مجید نے انکو "اصحاب الحجر" کے نام سے یاد کیا ہی (تفصیل آگے آتی ہی)

"حجر" جس صوبہ ملک مین واقع ہی، عربون کے ہان اُسکا نام وادی القریٰ ہی، اس کے لفظی معنی آبادیون کی وادی ہی، جس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ میدان عہد قدیم مین نہایت کثرت سے آباد تھا، اسکی تصدیق اَب معاصر مورخین کی روایتون سے بھی ہوتی ہی، ابھی ڈوائیڈورس کا بیان گذر چکا ہی جو کہتا ہی کہ حدود ایلہ پر انباط کی بہت سی آبادیان ہین ... اور وہ نہایت کثرت سے آباد ہین، اسٹرابو بھی انباط کی نہایت گنجان آبادی کا ذکر کرتا ہی[۱]"

شاہان انباط | اشوری کتبہ کی شہادت کی بنا پر گو شاہان نبط کا ابتدائی سلسلہ ۰۰۰ق م سے شروع ہوتا ہی جبکہ "ناتان" شاہ نبط، بادشاہ اسیریا، اشور بانیپال کی خدمت مین نذر پیش کرتا ہی[۲]، لیکن یونانی تاریخ اور موجودہ نبطی آثار اور سکے ۲۰۰ق م سے پہلے کسی نبطی بادشاہ کا ذکر نہین کرتے، اس کے اسباب بھی واضح ہین، یونانیون کو اس سے پہلے انباط سے سروکار نہ تھا، اور نہ خود انباط اِس عہد سے پہلے متمدّن زندگی بسر کرتے تھے، بہرحال تاریخ و آثار نے اب تک جو انکشاف حال کیا ہی، اُسکی اعانت سے ابتک ڈوسے Dussaud نام ایک فرنچ مستشرق نے بادشاہون کے نامونکی ایک فہرست طیار کی ہی[۳]، یہ فہرست ۱۶۹ق م سے شروع ہو کر ۱۰۶ء پر ختم ہو جاتی ہی، اسمین ایک نام "مالک اول" کا اضافہ ہم خود یوسیفوس[۴] کے حوالہ سے کرتے ہین،

---

۱ کتاب مذکور ص ۱۴۴، ۲ تاریخ بابل و اشور، از زدجرس امریکانی ج ۲ ص ۲۷۶

۳ فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی جرنل ۱۹۰۴ء ۴ قدامت یہود، کتاب ۱۳، باب ۵، بند

نام	مدت حکومت تقریباً
حارث اوّل،	۱۶۹ سنہ ق م
زید بابل،	۱۴۶ سنہ ق م
مالک اوّل،	سنہ ق م
حارث ثانی،	۱۱۰ سنہ ق م — ۹۶ سنہ ق م
عبادہ اوّل،	۹۰ سنہ ق م
ربیال اوّل، بن عبادہ اوّل	۸۰ سنہ ق م
حارث ثالث بن ربیال	۸۰ سنہ ق م — ۶۲ سنہ ق م
عبادہ ثانی بن حارث ثالث	۶۱ سنہ ق م — ۴۷ سنہ ق م
مالک دوم بن عبادہ ثانی	۴۷ سنہ ق م — ۳۰ سنہ ق م
عبادہ ثالث بن مالک دوم	۳۰ سنہ ق م — ۹ سنہ ق م
حارث رابع بن مالک دوم خلدو (خالدہ) زوجہ حارث شقیلہ زوجہ حارث	۹ سنہ ق م — ۴۰ سنہ ء
مالک سوم بن بن حارث شقیلہ زوجہ مالک	۴۰ سنہ ء — ۷۵ سنہ ء
ربیال ثانی بن مالک ثانی جمیلہ زوجہ زبیال	۷۵ سنہ ء — ۱۰۱ سنہ ء

مالک چہارم سنہ ۱۰۱ع ــ سنہ ۱۰۶ع

تمدنی حالات

ہر شائستگی کی ابتدا عہد بداوت ہی انباط کی ابتدائی زندگی عام قبائل عرب کی سادہ وغیر مصنوع زندگی تھی، جنکی دولت کا تنہا خزانہ مواشی تھی (حزقیال ۶۰-۷) لیکن جب مغربی قومون نے انھین اپنے تمدن وشائستگی کے بل پر شکست دینا چاہا تو اُنکو بھی مجبوراً متمدن بننا پڑا، مورخین یونان مین سے ڈائیڈورس (سنہ ۳۰ق م) اور اسٹرابو (سنہ ۲۴ع) نے انباط کے آداب معیشت وتمدن کو سب سے بہتر بیان کیا ہے؛

ڈائیڈورس کہتا ہے:

وہ یعنی انباط کھلی ہوا مین زندگی بسر کرتے ہین، اور ناقابل سکونت ہوا مین رہتے ہین، اُنکے ملک مین نہ کوئی دریا ہی اور نہ چشمہ جس سے حملہ آور دشمن فائدہ اُٹھا سکین، اُنکا قومی آئین یہ ہی کہ وہ نہ غلہ کی زراعت کرین، اور نہ درخت لگائین، نہ شراب پئین، اور نہ گھر بنائین جو شخص اسکے خلاف کرتا ہی اُسکو سزائے موت دی جاتی ہی،

بعض لوگ اونٹ کے گوشت پر گذر کرتے ہین، اور بعض بکری اور بھیڑ کے گوشت پر....

صحرا مین بہت سے قبائل رہتے ہین لیکن دولت مین انباط سب سے زیادہ ہین، اور اپنے ہمسایون مین اُن کو امتیاز حاصل ہی، گو کہ اُن کی تعداد دس ہزار آدمی سے زیادہ نہین ہی، اِن کا ملک پانی سے خالی ہی، اپنے لئے پہاڑون مین بڑے بڑے حوض کھود کر بناتے ہین جنکا مُنھ باہر سے تنگ اور اندر چوڑا رہتا ہی، اور اُنکی لنبائی ۵۰ فیٹ تقریبًا ہوتی ہی، اِن حوضون مین بارش کا پانی جمع کر کے اُن کو چھپا دیتے ہین، اور اُن پر کوئی نشانی بنا دیتے ہین، جب سفر کرنا چاہتے ہین تو اپنے جانورون کو تین روز کا پانی پلاتے ہین، انباط گوشت، دودھ، اور بعض جنگلی سبزی کھاتے ہین،... جنگلی شہد (من) بھی

اُن کو ملتا ہی، جس کو پانی مین گھولکر پیتے ہین، اِن مین عرب کے غیر نبطی قبائل بھی شامل ہین جن مین سے بعض شامیون کے ساتھ گھرون مین رہنے کے علاوہ اور تمام عادات مین مماثل ہین[1]،

یہی مصنف لکھتا ہی:

"آگے بڑھکر ہم خلیج ایلانہ (عقبہ) مین داخل ہوگے، جو اُن عربون کے بہت سے گاؤن سے محدود ہی جن کو لوگ "نباطیہ" کہتے ہین، یہ لوگ نہ صرف ساحلی مقامات کے بڑے حصے پر قابض ہین بلکہ وہ اندرون ملک مین بھی دور تک پھیلے ہین، کیونکہ یہ زمین آباد اور نہایت شاداب ہی،

زمانۂ سابق مین اپنے قوانین انصاف کے مطابق اپنے گلون اور جانورون پر مطمئن رہکر زندگی بسر کرتے تھے، لیکن جب اسکندریہ (مصر) کے (یونانی) بادشاہون نے خلیج کو تجارت کے لیئے جہازرانی کے قابل بنایا تو اِن نبطیون نے شکستہ جہازون کے ملاحون کو جمع کیا اور چھوٹی کشتیون مین بیٹھکر بحری ڈاکہ زنی کرنے لگے،.. آخرکار ان پر... حملہ کیا گیا اور اُنکے استحقاق کے مطابق اُنکو سزا ملی[2]"

اسٹرابو (سنہ ۲۴ع) جو ڈائیڈورس کی طرح انباط کا معاصر تھا، ان کے متعلق دلچسپ واقعات بیان کرتا ہے:

"شہر پٹرا (رقیم) جو عمدہ قوانین رکھتا ہی، اسپر شاہی خاندان مین سے ہمیشہ ایک بادشاہ حکومت کرتا ہی، وزیر ہمیشہ اِس بادشاہ کے ساتھیون مین سے ایک ہوتا ہی اسی لیئے اُسکو "بھائی" کہکر پکارتے ہین، انباط کفایت شعارانہ ذخیرۂ ملکیت کے

---

[1] فارسٹر ج ۱ ص ۲۲۶، [2] گولڈ مائنس ص ۱۰۳،

شائق ہین، جماعت اُن پر جرمانہ کرتی ہی جو اپنی دولت ضائع کرتے ہین، اور جو اپنی دولت بڑھاتا ہی، اُسکو انعام دیتی ہی، انباط کے پاس غلام کم ہین، اکثر اُن کی خدمت اُن کے متعلقین کرتے ہین، یا ایک دوسرے کی خدمت کرتے ہین، یا ہر شخص اپنا نوکر آپ ہوتا ہی، یہ طریقہ بادشاہون تک مین جاری ہی، جو جمہور کی رضامندی کے اسقدر آرزومند ہین کہ وہ اپنی رعایا کی خدمت کرتے ہین، بادشاہ کو انتظام ملکی کے متعلق بیانات لوگون کو دینے ہوتے ہین، اور وہ اکثر اپنے بادشاہ کے ذاتی حالات و عادات بھی دریافت کرتے رہتے ہین،

لوگ غیر سرکاری صحبتون مین تیرہ تیرہ آدمی ملکر کھاتے ہین، بادشاہ بھی لوگون کو بڑی بڑی عمارتون مین عام دعوت جشن دیتا ہی، مہمانون کی ہر جماعت مین دو مغنی رہتے ہین، ہر مہمان کو گیارہ جام سے زیادہ شراب پینی ہوتی ہی، یہ جام سونے کے ہوتے ہین،

جبہ (یا کرتہ) پہننا یہ لوگ نہین جانتے، کمر مین تہبند لپیٹتے ہین، اور پاؤن مین چپل پہنکر چلتے ہین، شاہی پوشاک بھی اسی قسم کی ہوتی ہی،

مکانات عالی شان اور سنگین ہین، آبادیون مین شہر پناہین نہین ہوتین، ملک کا بڑا حصہ سرسبز ہی، تاہم وہان زیتون نہین، .... (جانورون کی پیداوار کا بیان ہی)

گھوڑے نہین ہوتے، ان کی بجائے اونٹ مصرف مین آتے ہین بعض اشیائے تجارت کی درآمد بھی یہان ہی، اور بعض چیزین خود ملک مین ہوتی ہین، جیسے سونا چاندی اور بہت سے خوشبو مسالے، لیکن لوہا، تانبا، ارغوانی کپڑے، زعفرانی، عود، قسط، سنگتراشی، نقاشی اور تصویرون کی چیزین مجسمے ملک مین نہین پائے جاتے، انباط مردون کی لاش کھاد کیلئے بہتر سمجھتے ہین، اسی لیئے وہ بادشاہون تک کی لاشون کو بھی زمین مین دفن کرتے ہین،

مذہبًا یہ سبائی دیوتا "آفتاب" کی پوجا کرتے ہین، اور اس دیوتا کا ہیکل یا قربانگاہ مکانات

کی چھتون پر بناتے ہین، اور اُسپر شراب چڑہاتے ہین اور اندر ہر روز بخور جلاتے ہین[1]،

سیاسی حالات انباط ہمکو سب سے پہلے سنہ ۷۰۰ ق م مین سیاسی میدان مین نظر آتے ہین، اسیریا اور بنی قیدار (برادران انباط) کے مابین اس عہد مین جنگ برپا ہوتی ہے بنی قیدار کا شیخ شکست کھاکر "انباط کی چھوٹی سی ریاست" مین پناہ لیتا ہے، پھر بنی قیدار اور انباط... کی متحدہ فوج، اسیریا کے مقابلے مین آتی ہے، لیکن سوءِ قسمت سے نا تان شاہ انباط گرفتار ہوجاتا ہے[2]،

بابل کے بعد ایران و یونان کی قوت دُنیا کی تاریخ مین جلوہ گر ہوتی ہے، انباط جہان آباد تھے، یہ وہ مقامات تھے جو اہل فارس اور یونان کی دائمی جنگ کے طبعی راستے تھے، اس بنا پر ہر دو فریق اِن نبطی عربون کی دوستی و ہمدردی کے طالب تھے، جنکی اعانت کے بغیر اِن خشک و بے آب ریگستانون کو طے کرنا ناممکن تھا،

سکندر سے پہلے جو چوتھی صدی ق م کے اواسط مین تھا، عمومًا اہل فارس کا پلہ یونانیون سے بھاری تھا، اِس بنا پر شمالی عرب (جو اس عہد بنی لحیان مین تھے) میدان جنگ مین اہل فارس کے دوش بدوش تھے،

سنہ ۳۳۲ ق م مین سکندر نے ایرانیون کو شکست فاش دی اور عراق سے لیکر مصر و شام تک اُسکے فتوحات کا جولانگاہ بن گیا، ہندوستان سے واپس آکر عرب کی فتح کا عزم تھا کہ وہ خود موت کے ہاتھ مفتوح تھا، سکندر کے بعد ممالک مفتوحہ سکندر کے مختلف سردارون مین منقسم ہوگئے، بطلیموس نے مصر و شام پر قبضہ کیا، انٹی گونس نے ایشیائے

---

[1] گولڈ ٹائنس ص ۲۲۸، [2] تاریخ بابل ج ۲ ص ۲۷۶، ازراجرس،

کوچک لیا، سیلوکوس نے بابل وفارس وترکستان پر استیلا حاصل کیا، یہ تینون بادشاہیان بیچ مین حدود عرب پر آکر ملتی تھین، انٹی گونس ایک بلند حوصلہ بہادر تھا، اُس سے اپنی قسمت پر قناعت نہو سکی، سب سے زرخیز اور قریب تر شام کا ملک تھا، اُس نے شام پر حملہ کرنا چاہا، لیکن درمیان مین نبطی عرب حائل تھے، اُن کو اپنا شریک بنانا ضرور تھا، لیکن وہ بطلیموس کے طرفدار پہلے ہی بن چکے تھے، نتیجہ جنگ ومحاربہ تک پہونچ گیا،

انٹی گونس نے ۳۱۲ق م مین اپنے ایک سردار Athenaeus اتھنیاؤس کی سرکردگی مین ایک مہم روانہ کی، جسنے گو بیخبری مین رقیم (پٹرا) کو برباد کردیا، لیکن اسکا ایک سپاہی بھی دشمنون کے ہاتھ سے بچکر واپس نہ آیا، ناچار انٹی گونس نے خود اپنے بیٹے ڈیمیٹریوس Demmetrius کے زیر قیادت ایک دوسری جمعیت روانہ کی، بے سروسامان نبطی عرب میدان مین مقابلہ نکر سکے اور قلعہ بند ہو گئے، یونانیون نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا، اِس قید سے تنگ آکر ایک دن ایک نبطی عرب نے ڈیمیٹریوس کو اِن الفاظ مین مخاطب کیا،

"اے بادشاہ ڈیمیٹریوس! تم کس غرض سے اور کس کے حکم سے مجھ سے لڑتے ہو؟ ہم صحرا مین رہتے ہین، جہان پانی ہے، نہ غلہ ہی، نہ شراب ہی، نہ اور ضرورت کی کوئی چیز ہی، صرف ہم نے اپنی آزادی کی خاطر اِس صحرا کی سکونت اختیار کی ہی اور تمام آسائش کی چیزین دوسرون کے لئے چھوڑدی ہین، اور ہم نے اِس حیوانی زندگی پر قناعت کی ہی، تمھین ہم نے ستایا نہین، تم ہمین کیون ستاتے ہو؟ خدا تمکو اپنی حفاظت مین رکھے، ہمارے تحائف قبول کرو، اور واپس جاؤ، اور آج سے ہمین اپنا دوست سمجھو، ورنہ یاد رکھو کہ تم اسطرح یہان زیادہ دن تک نہین ٹھہر سکتے، تمکو

پانی اور دوسری چیزون کی ضرورت ہوگی، اور تم ہمکو اپنے طرز زندگی کے بدلنے پر مجبور نہین کرسکتے، اگر تم نے قلعہ پر قبضہ بھی پالیا، تو تڑپتی لاشون اور چند غمزدہ قیدیون کے سوا جو کبھی دوسرون کے سامنے سر نہین جھکا سکتے، تم کچھ نہین پاؤگے"

ڈیمیٹریوس اِس گفتگو سے بیحد متاثر ہوا، اور صلح قبول کرلی، اس اچانک حملہ نے اِن نبطی عربون کو ایک منتظم سیاسی جمعیت کے قالب مین بدل جانے پر مجبور کردیا، چنانچہ اِس انقلاب نے اِس بدوی قوم کو وہ اہمیت بخشی کہ یونان عظمیٰ رومتہ الکبریٰ، اور خاندانِ اسرائیل کی گردنین بھی اِس کے آگے کبھی کبھی جُھک جاتی تھین،

آگے کے واقعات سمجھنے کے لیئے یونان و روم اور یہود کی تاریخ کے بھی چند فقرے پڑھ لینے چاہئین،

انٹی گونس کی حوصلہ مندی کو اِس شکست سے کوئی صدمہ نہین پہونچا، اسنے رفتہ رفتہ بطلیموس سے شام اور سلوکیوس سے بابل (عراق) لڑکر چھین لیا، ناچار سلوکیوس اور بطلیموس دونون نے متحدہ طاقت سے ۳۰۱ء ق م مین انٹی گونس کی مملکت مقبوضہ کے حصے بخرے کرکے آپس مین بانٹ لیئے، اِس تقسیم کے رو سے شام سلوکیوس کو، اور مصر وقبرص بطلیموس کو ملا، مورخین عرب خاندان سلوکیوس کو "سلوقیین" اور خانوادۂ بطلیموس کو بطالسہ یا بطالمہ (جمع بطلیموس) کہتے ہین، سلوقیین اور بطالمہ نے اِن ممالک پر ایک مدت تک حکومت کی،

شام مین بنی اسرائیل کی پہلی حکومت کو شاہان بابل نے برباد کردیا، بابل پر فارس کی حکومت نے جب غلبہ حاصل کیا، تو ان کو ۵۳۸ ق م مین، پھر آزادی نصیب ہوئی، اور فارس کے زیر اقتدار بنی اسرائیل کے ایک خاندان یہود نے جن سے یہود کی بنیاد پڑتی ہے، ایک

نیم آزاد حکومت پھر قائم کی، لیکن ۳۳۳ ق م مین اسکندر نے اسکا بھی خاتمہ کردیا، اسکے بعد مملکت یہودیہ (یروشلیم یعنی بیت المقدس) بطلیموس، انٹی گونس، اور آخر اسلوقیین کی ماتحت ہو کر فنا ہوگئی، دوسری صدی ق م مین جب یونانیون کی پیر سال قوتین، نوجوان رومی خون سے ہر جگہ شکست کھا کر اسکے لیئے جگہ خالی کررہی تھین، یہود کی ابدی الموت زندگی نے آخری بار بدن کو جنبش دی، اور مکابیین کے نام سے رومیو(ن) کے بل پر ۱۶۸ ق م مین ایک حکومت، یہودیہ مین قائم ہوئی،

مکابیین اوّلاً مذہبی کاہن کی حیثیت رکھتے تھے، لیکن آخراً، بادشاہ بن بیٹھے حصول تخت کے لیئے ہمیشہ اِس خاندان کے ارکان باہم نبرد آزما رہے، رومی آہستہ آہستہ انکی آزادی سلب کرتے جاتے تھے، پہلے یہود سے ادوم مین حکومت منتقل کردی، اور اسکے بعد پامپی رومی نے ۶۴ء مین ہمیشہ کیلیئے اِس تماشا گاہ پر پردہ ڈالدیا[۱]،

یہ تاریخ تمامتر نبطی عربون سے گوناگون تعلق رکھتی ہے، ملک یہودیہ، نباطیہ سے ہم سرحد تھا، دونون صوبون مین تقریباً ایک ہی قسم کے سیاسی حالات رونما ہوتے تھے، سلوقی خاندان[۲] ابھی صرف سو برس شام پر حکومت کرنے پایا تھا کہ ۱۶۶ ق م مین

---

[۱] مکابیین اور بنو ادوم مین سے حسب ذیل اشخاص یہودیہ کی ریاست پر ممتاز ہوئے، ۱یہودا مکابی، بانی خاندان، ۲-یاناتان مکابی، ۳-سیمون مکابی، ۴-یحیی ہرکینوس مکابی، ۵- مکندر مکابی اول، ۶-ارسٹوبولوس مکابی، اسکندر مکابی دوم، ۷، ہرکینوس دوم، اسکے بعد رومیون نے انٹی پٹیر ادومی کو یہ ریاست عطا کی، اسکے بعد ہیرڈ ادومی رئیس یہودیہ مقرر ہوا، بعدازین ریاست کو ۳ ٹکڑے کرکے اگرپا ادومی کو رئیس اعظم بنایا، اگرپا کے بعد یہ مستقل رومی صوبہ بن گیا،

[۲] یہ تمام واقعات تاریخ یوسیفوس سے التقاط کیئے گئے ہین، ہر واقعہ کا کتاب، باب فقرہ کی تقسیم سے حوالہ دیا گیا ہے، یوسیفوس کی تاریخ اِسی ترتیب پر منقسم ہے، قد (قدامت یہود) کے حصہ کیطرف اشارہ ہے،

یہود امکابی، بانی خاندان یہود نے بغاوت کی، یہود خود عرب گئے اور نبطی عربون سے شرکت و اعانت کی درخواست کی، کہ ہملوگ متحدہ طاقت سے اِن بیرونی قومون کو نکال دین (قد، ج ۲، کتاب ۱۲، باب ۸، فقرہ ۳) سلوقیون نے جب یہ دیکھا تو اُنھون نے بھی اِن عربون کی طرف ہاتھ پھیلایا (فقرہ ۴) اسوقت غالبًا حارثِ اوّل انباط کا بادشاہ تھا، جس کا زمانہ ۱۶۹ ق م ہے،

زید بایل نبطی کے عہد مین سکندر سلوقی اور ڈیمٹریوس سلوقی کے مابین دعوائے تخت کی بنا پر منازعت پیدا ہوئی، ڈیمٹریوس کے طرفدار نبط تھے، اور یہود سکندر کے حامی تھے، سکندر نے شکستِ فاش کھائی، اُسوقت عرب کی آزاد زمین کے سوا اسکو کوئی مامن نظر نہ آیا، لیکن درحقیقت اُسکی روح اسوقت حقیقی مامن کی تلاش مین نکلی تھی، زید بایل نے سکندر کا سر کاٹکر بطلیموس کے پاس بھیجدیا (قد، ج ۲، ۱۲، ۴، ۸)

زید بایل کے بعد، مالکِ اوّل تخت نشین ہوا، سکندر سلوقی کا بیٹا انطیاخوس اسی معرکہ مین انباط کے ہان قید ہو کر پرورش پا رہا تھا، یونانیون نے جو سکندر کے طرفدار تھے، مالک سے درخواست کی کہ انطیاخوس کو باپ کی جگہ حکومت کے لئے آزاد کیا جائے، شدید اصرار کے بعد مالک نے یہ درخواست قبول کی، (قد، ج ۲، ۱۳، ۵، ۱)

یونانیون کی اس خانگی منازعت نے، یہود و انباط مین کشمکش پیدا کردی، یاناتان مکابی رئیس یہود، جسکی قوت یونانیون کے ضعف سے نشو و نما پا رہی تھی، اُسنے اچانک نبطیون پر حملہ کیا، اور اُنکو نقصان پہونچایا، (قد، ج ۲، ۱۳، ۵، ۱)

حارث دوم کے زمانہ مین یونانیون نے غزہ کے یہودیون پر حملہ کیا، حارث جو اسوقت انباط کی قوت کا مالک تھا، اپنے عہد کا ممتاز بادشاہ تھا، اِس نے،

یونانیون سے اعانت کا وعدہ کیا، لیکن اِس سے پہلے کہ عربون کی کمک پہونچے یونانی خود خانگی منازعات مین مبتلا ہو گئے، (قد، ج ۲، ۱۲، ۱۳، ۳)

حارث دوم کے بعد عبادہ اوّل مملکت انباط پر تخت نشین ہوا، اسکے عہد مین اسکندر مکابی جو یہودیہ کا ایک مجنون رئیس تھا، انباط پر حملہ آور ہوا، اور گو جنگ مین وہ نبطیون کے ہاتھ سے بمشکل جانبر ہو سکا، تاہم صوبہ مواب ور جلعاد کے ۱۲ شہر، اِن سے چھین لے گیا، (۱۳، ۱۳، ۵ نیز ۱۴، ۱، ۴) لیکن یہود اِس فتح سے خوش نہوے اور اُنھون نے سکندر کو مجبور کیا، کہ وہ مواب وجلعاد کے صوبے عربون کو واپس کردے کہ وہ دشمنون کے شریک نہ بن سکین، (۱۳، ۱۴، ۲)

حارث سوم (۸۷ تا ۶۲ ق م) حکومت انباط کا سلطان اعظم ہی، انطیاخوس ڈیانیسوس سلوقی اسوقت ملک عرب پر حملہ آور تھا، حارث کی فوج، خالص عرب شجاعت کے ساتھ یونانیون کے مقابل تھی، پہلے حملہ مین وہ پسپا ہو رہی تھی کہ دفعۃً حارث دس ہزار سوارون کے ساتھ میدان جنگ مین نمودار ہوا، انطیاخوس بہادری سے لڑتا رہا، اور عین اُسوقت جبکہ جلوۂ فتح اُسکے سامنے تھا، لڑائی مین کام آیا، اُسکے مرنے کے ساتھ فوج کے پاؤن اُکھڑ گئے، حارث کے لئے اب یہان سے دمشق تک جو سلوقیین کا پایۂ تخت تھا کوئی روک نہ تھی، اور خود بطلیموس و سلوقی خاندان باہم خانہ جنگی مین مبتلا تھے، چنانچہ خود اہل دمشق کی دعوت پر حارث دمشق پہونچا، اور سکندر اعظم کے جانشینون (سلوکیوس) کا تخت اُس کے پاؤن کے نیچے تھا، (۱۳، ۱۵، ۱)

پہلی صدی ق م کے اواسط مین، اسکندر مکابی کے دو بیٹون مین تخت یہودیہ

کے لئے منازعت ہوئی، ایک نے بھاگ کر حارث کے دامن مین پناہ لی، اور وعدہ کیا کہ اگر وہ تخت نشین کر دیا گیا، تو جن ۱۲ نبطی شہرون پر اُسکا باپ قابض ہو گیا تھا، وہ واپس کر دیگا[۱]، حارث پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ رقیم (پٹرا) سے نکلا، یہودیون نے میدان مین شکست کھائی، اور یروشلیم مین قلعہ بند ہو گئے، حارث یروسلیم کا محاصرہ کیئے ہوئے پڑا تھا کہ نوشاب رومیون کی فوج نمودار ہوئی، جس نے ۳۰۰ ٹالنٹ (۲۵ لاکھ روپے) پر یہودیون سے یہ جنگ خریدلی، ناچار حارث کو پیچھے ہٹ آنا پڑا[۲]، لیکن رومیون نے پیچھا نچھوڑا، خود پاپی اور اسکے سپہ سالار سکاروس Scaurus نے پہلی صدی ق م کے اواسط مین بار بار رقیم (پٹرا) پر حملہ کیا، لیکن راستہ کی دشوارگذاری ہمیشہ انباط کے لئے قلعہ ثابت ہوتی رہی، ناچار سکاروس نے اِدھر اُدھر شہرون کو جلانا اور برباد کرنا شروع کر دیا، آخر ۴۰۰ ٹالنٹ یعنی تقریباً ۲۰ لاکھ روپے ایک ادومی سردار انٹی پیر کی دلّالی سے اپنے وحشیانہ اعمال کی قیمت لیکر واپس پھر گیا[۳]،

یہ واپسی رومیون کے تخیل مین عظیم الشان فتح تھی، اسکی یادگار مین ایک سکہ جاری کیا گیا، جس مین دکھایا گیا کہ حارث سرنگون ایک ہاتھ مین اونٹ کی مہار اور دوسرے مین ایک خوشبودار درخت کی ٹہنی (جو ملک عرب سے شاید عبارت ہی) لئے کھڑا ہی، سکاروس کے بعد گبنیوس Gabinius اُسکی جگہہ پر آیا، اُس نے یہودیہ رومیون کی خیر خواہی کے معاوضہ مین انٹی پڑ ادومی کے حوالہ کیا، اور خود انباط کی فتح کے ارادہ سے نکلا، اور کہتے ہین کہ میدان مین غالب[۴] آیا،

---

[۱] قدج ۲، ۱۴، ۱، ۴، ۱ [۲] بحوالۂ سابق باب ۲، فقرہ ۱، و ۲، [۳] قد، کتاب ۱۴، باب ۳، فقرہ ۴، [۴] قد، کتاب ۱۴، باب ۵، فقرہ ۱، و محاربات، کتاب ۱، باب ۵، فقرہ ۱، [۵] برٹانیکا طبع یازدہم ج ۲۴، ص ۳۰۵،

عبادۂ ثانی کے عہد کا کوئی واقعہ نہین معلوم،

مالک ثانی (۳۷ تا ۳ ق م) کا زمانہ بعض حیرت انگیز واقعات کا سلسلہ ہی، انٹی پٹیر مرچکا تھا، اور اُسکی بجائے ہیرود، یہودیہ کا رئیس تھا، روم مین سیزر اعظم (قیصر) کے قتل کا واقعہ پیش تھا، اور انٹونی اپنے حریف (قاتلین قیصر) پر غالب آرہا تھا، مصر مین خاندان بطلیموسی کی آخری شہزادی کلیوپٹرا تخت نشین تھی، ہیرود روپیون کی تھیلی دیکر رومیون سے "بادشاہ یہود" کا لقب خریدنا چاہتا تھا اور اسی ضرورت سے مالک کے پاس جانا چاہا کہ اُس سے کچھ رقم بطور قرض یا دوستانہ حاصل کرے، لیکن مالک نے ملاقات سے انکار کردیا، کہ فارس کی ہمسایہ حکومت اس تعلق کو پسند نہین کرتی، ہیرڈ رنجیدہ ہوکر روم چلا گیا[1]، لیکن عرب جنکی ضرورت ہر قدم پر ہمسایہ حکومتون کو ہوتی تھی، اُن سے کب تک اعراض ہوسکتا تھا، چنانچہ چندہی روز کے بعد ایک فوج کشی مین پانی کیلیے نبطی عربون کی اعانت کی حاجت محسوس ہوئی[2]، روم سے چلکر انٹونی اب مصر و شام کا فرمانروا تھا، عرب گو میدان مین مفتوح نہین ہوئے تھے، تاہم رومیون کی سیاسی فوقیت کو تسلیم کرتے تھے، انٹونی سب کچھ جو اُسکا تھا کلیوپٹرا کو نذر کرچکا تھا، وہی ان ممالک سے خراج وصول کرتی تھی، یہودیہ اسکے لیے طیار تھا، لیکن عرب نبط اس محکومی کے لیے طیار نہ تھے، شاہ یہود کے توسط کے بعد بھی مالک خراج دینے پر آمادہ نہوا، آخرالامر یہود نے رومیون کی محبت اور کلیوپٹرا کی ناز برداری مین عربون پر حملہ شروع کیا، بڑی بڑی لڑائیان ہوئین جن مین طرفین سے ہزارون آدمی کام آئے، اور یہودی مورخ یوسیفوس کے بیان کے مطابق اکثر عربون کو شکست ہوتی رہی[3]،

---

[1] قد، ۱۴، ۱۴، ۱، محا، ۱۴، ۱۴، ۱ [2] قد، ۱۴، ۱۴، ۶، [3] قد، ۱۵، باب ۱۴ د ۵ و ۶،

عبادۂ ثالث (سنہ ۳۰ تا ۹ سنہ ق م) گو ایک سُست طبع اور ناکارہ تھا، لیکن اُسکا وزیر نہایت ہوشمند اور چالاک تھا، یونانی تلفظ مین اس کا نام سالیوس SYLLAEUS مذکور ہی (اصل شاید سائل، یا سئیل ہو) سالیوس ہمیشہ اپنی دانشمندانہ سازشون سے، یہودیون اور رومیون دونون کو زک دیتا رہا، سنہ ۱۸ ق م مین رومیون کو جو فتح عرب کے خواب دیکھ رہے تھے، عرب کے بے آب صحرا مین جسطرح اُن کی ہمت کو شکست دیکر واپس پھرالیا، وہ اب تک ہر رومی اور یورپین مورخ کے قلم کے لیئے سرمایۂ غم و ندامت ہی، واقعہ کی تفصیل "حمیر" کے ذکر مین اس سے پہلے گذر چکی ہی۔

حارثِ رابع (سنہ ۹ ق م تا سنہ ۴۰ع) حضرت یحیٰی بن زکریا، اور حضرت عیسیٰ علیہما السّلام کا معاصر تھا، اسکا پہلا نام انیس تھا، عبادہ کی وفات کے بعد جب یہ بادشاہ ہوا، تو اپنے لیئے شاہی نام حارث اختیار کیا،

ہیرودڈ شاہ یہودیہ حارث کا داماد تھا، یہ شخص نہایت بدکار اور ستم دوست تھا، اپنے بھائی کے مرنے پر اسنے بھاوج سے جو اسکی علاتی بھتیجی بھی تھی، دوسری شادی کرلی، حضرت یحیٰی ان دنون پند و موعظت کے پیغمبرانہ اثر سے قلوب کو مسخر کر رہے تھے، انکی محبوبیت یہودیہ مین جتنی ترقی کرتی جاتی تھی، ہیرود اسیقدر کانپتا جاتا تھا، حضرت یحیٰی نے ہیرود کو اس شادی پر ملامت کی، خون آشام بادشاہ سے ضبط نہو سکا حضرت یحیٰی کا سر کاٹکر، دوسری بیوی کے نذر کیا،

ہیرود کی پہلی بیوی باپ کے پاس عرب چلی گئی، حارث اپنی اس خاندانی اہانت پر غصہ سے بیتاب ہوگیا، فوراً یہودیہ پر فوج کشی کی طیاری کردی اور اس زور وشور سے حملہ آور ہوا کہ ہیرود تاب نہ لاسکا، اور سخت ہزیمت اُٹھاکر واپس آیا، یہودی معتقد تھے کہ

یہ شکست حضرت یحییٰ کے قتل کا پاداش عمل[1] تھا، حارث سیدھا دمشق پر قابض ہو گیا، رومی ہیرود کی مدد کے لیئے آئے، لیکن اتفاقاً اس اثنا مین (۳۷ء) مین خود قیصر مر گیا، حارث کئی برس تک دمشق پر قابض رہا، بولوس (سینٹ پال) موجودہ عیسائیت کا بانی اسی حارث کے ہاتھ مین قید ہوا تھا، آخر ڈوری لٹکا کر اُسکے سہارے قید خانہ سے نکلکر بھاگا[2]،

حارث کے بعد دولت انباط رومی اقتدار کے پردے مین بالکل چھپ گئی، گویا حارث کا وجود اِس چراغ کا آخری سنبھالا تھا، گو بجھنے کے بعد بھی چراغ کا دھوان ۱۰۶ء تک نظر آتا رہا،

انباط کے مٹنے کے بعد بہت سے عرب قبائل اندرون ملک سے خالی جگہ کو بھرنے کے لیئے نکل آئے، جن مین زیادہ مشہور آل غسان ہین، جو انباط کے ہم نسب تھے،

تقریباً ۵۳۰ برس کے بعد جب اسلام آیا تب بھی انباط دُنیا سے معدوم نہ تھے ملک شام مین انکا پیشہ غلہ اور روغن فروشی رہ گیا تھا[3]، اوپر کے شہر، تدمر، معان، بصریٰ وغیرہ آل غسان کے ہاتھ مین اور حجر، تیما، خیبر وغیرہ جو نبطیون کے گھر اور قلعے تھے، اِن سب پر یہود قابض تھے[4]، نبطیون کی بقیہ آبادی قومی حیثیت کھو کر یہودیون، یونانیون اور رومیون مین سطرح گھل مل گئی تھی، کہ عہد اسلام مین ان اطراف مین جب عرب پھیلے، تو کوئی ایک دوسرے کو پہچان نہ سکا، عربون نے ہمیشہ انکو ایک اجنبی قوم

---

[1] حارث و ہیرود کے تمام واقعہ کے لیئے قد، ۱۸، ۵، پڑھو، [2] نامۂ پال ۲ بنام قرنتیون، ۱۲، ۲، ۳۲،

[3] زرقانی بر مواہب لدنیہ ج ا و صحیح بخاری غزوہ تبوک [4] معجم یاقوت مین اِن شہرون کے حالات پڑھو،

سمجھا، اور یہ خود بھی اپنے کو نبطی کہتے تھے، انھین مین سے حسّان نبطی ہی جو ہشام بن عبدالملک کا ایک درباری تھا،[1]

اصحاب الحجر | اس عظیم الشان قوم کا عروج و زوال، حیات و موت، زندگی و فنا، ہمقوم عرب کے لیئے کس درجہ سبق آموز ہو سکتی تھی، تعجب ہوتا اگر قرآن مجید اس عبرتناک تاریخ سے خالی ہوتا،

تم نے اوپر پڑھا ہی کہ انباط کے مرکز حکومت دو تھے، رقیم (پٹرا) متصل شام، اور حجر (اجرا) اندرون عرب، قرآن مجید نے ان کو اسی قریب تر شہر کے مالک کہکر اُن کو پکارا ہے،

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ، وَلَقَدْ آتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ، وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ، فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ، فَمَا أَغْنَى عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (حجر)	اہل حجر نے پیغمبرون کو جھٹلایا (یعنی گذشتہ اور معاصر پیغمبرون کی ہدایات قبول نہ کین) ہمنے اُن کو اپنی نشانیان دین، اُن سے مُنہ پھیر لیا، یہ پہاڑون کو کاٹکر مکانات بناتے تھے، جن مین امن و آرام کے ساتھ رہتے تھے، ان کو عذاب نے صبح کرتے ہوئے لے لیا پھر ان کے کارنامون نے انکو کوئی فائدہ بخشا،

تمام مفسرین نے "اصحاب الحجر" سے ثمود مراد لیا ہی، اسمین شک نہین کہ ثمود کا دارالحکومت بھی کبھی یہی شہر تھا، لیکن قرآن مجید کا عام طرز ادا بتاتا ہی کہ اصحاب الحجر سے ثمود کے علاوہ، انکے بعد کی آبادی مراد ہی، قرآن مجید نے ثمود کا ۲۶ جگہ ذکر کیا ہی لیکن ہر جگہ اُن کا نام لیا ہی، اِس اجمال کے ساتھ یعنی "حجر والے" کہکر کہین نہین بیان کیا ہی

[1] ابن خلکان ذکر خالد القسری،

ایک اور بات بھی قابل ذکر ہی ثمود کی تعمیر و سنگتراشی کا قرآن مین جہان ذکر ہی، وہان مقام کا نام بھی بتادیا ہی یعنی وادی القریٰ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ثمود جنھون نے وادی القریٰ مین پتھر تراشے" یہان "حجر والے" کہکر اُنکی تعمیر و سنگتراشی کا ذکر کیا ہی اس سے اشارہ یہ ہی کہ اُنکی سنگی عمارتین حجر مین واقع تھین، انکے نشان اور آثار اَب تک موجود ہین، انپر جو کتبات منقوش ہین اُنمین بانی اپنا نام "نبطیو" بتاتے ہین جسکو ہر نبطی خط و زبان کا عالم ہر وقت پڑھکر تصدیق کرسکتا ہی، اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچتی ہی کہ اصحابُ الحجر انھین انباط کا لقب تھا، صحیح بخاری اور احادیث و سیر کی دوسری کتابون مین مذکور ہی کہ آنحضرت صلعم تبوک کو تشریف لیجاتے ہوئے مقام حجر سے گذرے تھے، اس موقع پر بھی اکثر روایتون مین ثمود کا نام نہین، یہ فقرہ مذکور ہی کہ آپ نے فرمایا لاتدخلوا مساکن الذین ظلموا انفسهم الا ان تکونوا باکین ان یصیبکم مثل ما اصابهم ان اپنی جان پر آپ ظلم کرنے والون کے گھرون مین روتے ہوئے چلو ایسا نہو کہ جو مصیبت اُنپر آئی تم پر بھی آئے، یہ روایت امام بخاری نے، باب غزوۂ تبوک تفسیر سورۂ حجر، اور ثمود کے ذکر مین درج کی ہی، اس مین ثمود کا مطلق نام نہین، ایک روایت مین یہی حدیث بزیادت الفاظ اسطرح مروی ہی ان الناس مع رسول الله نزلوا ارض ثمود الحجر، اِس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہی کہ حجر ثمود کا ملک بھی تھا، اور اس سے ہمکو انکار نہین،

اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ کم از کم ۳۱۲ ق م سے ۱۰۶ء تک انباط اِن مقامات پر قابض تھے، اب ڈائیڈورس اور پلینی کی شہادتون کو باہم پیش نظر رکھو ڈائیڈورس (۶۰ ق م) کہتا ہی:

اوپر گذرتے ہوئے تم خلیج ایلہ (عقبہ) مین داخل ہوگے، جس کے حدود پر اُن عربون کی بہت سی آبادیان ہین جن کو لوگ "نبط" کہتے ہین، نہ صرف سواحل کے بڑے حصہ پر بلکہ اندرون ملک مین بھی دور تک پھیل گئے ہین[1]"

مورخ پلینی (سنہ ۷۹ء) اِسی خلیج ایلہ کے ذکر مین کہتا ہے:

خلیج کے اندرونی گوشے مین جہان ایلانی لوگ بستے ہین، جن کے سبب سے اس خلیج کا نام ایلہ ہوا (یہ تحقیق بالکل غلط ہے، واقعہ برعکس ہے، یعنی خلیج ایلہ کی سکونت کے سبب سے انکو ایلی کہتے ہین) اور حواگرا (حجر) اپنے شاہی شہر مین بھی رہتے ہین[2]"

اِن دونون شہادتون کی تطبیق سے تاریخی طور سے بھی ظاہر ہوگا کہ "حجر" کے باشندے اِس عہد مین انباط تھے، اور قرآن مجید کے نسق عبارت سے جس طرح یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک شاہی دارالحکومت ہوگا، یونانی تاریخ جو خود انباط کے عہد وجود مین لکھی گئی ہے، اسکی تصدیق کرتی ہے،

قرآن مجید نے اِن کی سنگی عمارتون کا ذکر کیا ہے، گو اُن کے آثار اب تک رقیم، حجر، تیماء، اور علاء وغیرہ مین موجود ہین، لیکن انباط کی معاصر تاریخ بھی اِس کے ثبوت سے خالی نہین، اسٹرابو لکھتا ہے:

"ان کے مکانات عالی شان اور پتھر کے ہوتے ہین" (طلائے مدین ص ۲۲۸)

مسلمان جغرافیہ نویسون نے ان عمارتون کو تیسری چوتھی صدی مین دیکھا تھا، اصطخری بیان کرتا ہے:

---

[1] دیکھو فصل "انباط کا رقبۂ حکومت"

[2] طلائے مدین یعنی گولڈ مائنس آف مدین ص ۲۱۲

الحجر قرية صغيرة قليل السكان وهو من وادی القری علی یوم بین جبال وبها کانت منازل ثمود، ورایت تلك المساكن مثل بیوتنا فی اضعاف جبال (یاقوت "والحجر")

حجر، وادی القری سے ایک دن کی راہ پر پہاڑون کے بیچ مین ایک کم آباد گاؤن ہے، یہین ثمود کے گھر تھے، ہم نے اپنے گھرون کے برابر ان گھرون کو پہاڑون کے سلسلون مین دیکھا،

حجر مین اب تک یہ عمارتین موجود ہین، ان مین اکثر مقبرے ہین، جو پہاڑون کو کاٹکر بنائے گئے ہین، ان عمارتون پر نبطی خط اور آرامی زبان مین مذہبی کتبے ہین، ان مین انباط کے بتون کے نام بھی مذکور ہین، جن مین قلیس، ذو الشری، مناۃ، مشہور دیوتا ہین، موجودہ عمارات مین ایک عمارت "قصر البنت" کے نام سے مشہور ہے،[1]

---

[1] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مضمون "عرب"

آلِ غسّان

نابت بن اسماعیل کی ایک اور شاخ

غُلِبَتِ الرُّومُ فِي اَدْنَى الْاَرْضِ

انباط کے مٹنے کے بعد حدود شام مین ایک اور عرب خاندان نے ظہور کیا، جسکو عموماً آل غسان یا غساسنہ، اور کبھی بانی خاندان کے نام سے آل جفنہ کہتے ہین،

آل غسان کا نسب | عام علماے انساب کی تشریح کی بناپر آل غسان قحطانی سبا کے خاندان کہلان سے تھے، کہلان کمسالارِ خاندان عمرمزیقیا، کو پہلے سے معلوم ہوچکا تھا کہ سدّ عرم ٹوٹیگا اور سبا برباد ہوجائینگے، اسلیئے وہ یمن سے نکلکر حجاز کی راہ سے شام آیا، بعض حجاز و تہامہ مین رہگئے، اور وہ اوس وخزرج وغیرہ ہین، اور بقیہ حصہ شام وعراق چلا گیا، لیکن اُصول تحقیق کے رو سے یہ تمامتر افسانہ ہی، گذشتہ ابواب مین قحطانی واسماعیلی خاندانون کی تشخیص وتمیز کی اتنی علامتین بیان کی جاچکی ہین کہ اِن کے ذریعہ سے بآسانی دونون سلسلون مین امتیاز کیا جاسکتا ہے، جس سے کلبی اور ابن ہشام (علمائے انساب) کے اکاذیب کا انبار دفعتہً جلکر خاکستر ہوجاتا ہی

(۱) سبا وحمیر کے بیان مین قحطانی، اور انباط کی فہرست مین اسماعیلی، نامون کی طویل فہرست گذرچکی ہی، آل غسان کے نامون کو دونون کے درمیان رکھکر دیکھ لو، تم فوراً کہدوگے کہ یہ یقیناً اسماعیلی تھے، اور اسماعیلیون مین بھی نابتی،

(۲) آلِ غسان کی زبان اور خطِ تحریر دونون اسماعیلی ہین، زبان، شمالی عربی زبان ہی اور خطِ تحریر نبطی ہی، اگر یہ قحطانی خاندان ہوتا تو زبان و خط دونون حمیری ہوتے،

(۳) خود عرب مورخین کی شہادت ہی، کہ آلِ جفنہ پہلے تھامہ مین نہر غسان کے پاس آباد تھے، اور اسی لئے اُن کو غسانی کہتے ہین، اور یہ معلوم ہی کہ تھامہ خاص اسماعیلی عربون کا مرکز تھا، عربون کے علاوہ یونانیون نے بھی دوسری صدی عیسوی کے وسط مین تھامہ اور سواحل بحر احمر پر ان کی سکونت بیان کی ہے،

(۴) یہ وہ دلائل ہین جو مستشرقین یورپ اس موضوع کے متعلق پیش کرتے ہین، لیکن ہم اس سے بھی زیادہ واضح دلیل پیش کرتے ہین، **ابو طاہر مقدسی**، مصنف کتاب البدء والاخبار جو ایک قدیم مصنف ہی، ایک موقع پر لکھتا ہی[۱]:

وقال المنذر بن حرام جد حسان بن ثابت بن المنذر فی الجاھلیة العمیاء یذکر نسبھم الی غسان ثم الی نابت بن مالك ثم الی نابت بن اسمعیل بن ابراھیم،	حسان بن ثابت کا دادا منذر بن حرام جو خالص زمانہ جاہلیت مین تھا انکا (اوس و خزرج کا) نسب غسان تک اور غسان سے نابت بن مالک تک اور نابت بن مالک سے نابت بن اسماعیل بن ابراہیم (علیہما السلام) تک پہونچاتا ہی،

ورثنا من البھلول عمرو بن عامر وحارثة الغطریف مجدًا مؤثلا
موارث من ابناء نبت بن مالك ونبت بن اسماعیل ما ان تحوّلا

شاعر خود غسانیون کا ہم نسب ہونا ظاہر کرتا ہی، اور خود غسانیون کے زمانہ وجود مین یہ قصیدہ لکھا گیا، اس بنا پر آلِ غسان کے متعلق اس سے موثوق تر شہادت نہین مل سکتی، اگر یہ شعر غلط بھی ہون تب بھی کم از کم اتنا تو بے شبہہ ثابت ہو گا کہ ابتدائی صدیون مین غسانیون کا

[۱] کتاب البدء والاخبار لابی طاہر المقدسی المنسوب لابی زید البلخی، ج ۴ ص ۱۲۲ و ۱۲۳، طبع لیڈن،

نابت بن اسماعیل کی نسل سے ہونا زیر بحث تھا،

آخری فیصلہ کے لیئے ہم قحطانی حمیری، اور اسماعیلی نبطی بادشاہون کے نام غسانیون کے پہلو بہ پہلو لکھتے ہین، اِس مقابلہ سے قومیت کا راز خود بخود فاش ہو جاتا ہی،

قحطانی	غسّانی	اسماعیلی نبطی
فرع ینہب	جفنہ	حارث اوّل
ذمر علی بیّن	ثعلبہ	زیدایل
الیشرح یحیل	حارث اوّل	حارث دوم
کرب ایل وتار	جبلہ اوّل و دوم	عبادہ اوّل
یاسر انعم	حارث دوم	حارث سوم
شمر یرعش	مُنذر	ربیال
ملیکرب یوہنعم	نعمان	عبادہ دوم
شرحبیل یعفر	حارث سوم	مالک اوّل و دوم و سوم
ذونواس	حارث چہارم	حارث چہارم

آلِ غسّان کی تاریخ یہ معلوم ہوچکا ہی کہ دوسری صدی کے وسط مین غسّانی، تہامہ مین اقامت گزین تھے، اسکے بعد وہ حدود شام مین منتقل ہوئے ہین، ان اطراف مین غسّانیون کی انتہائے حکومت کا زمانہ، ۶۳۳ء (عہد فاروقی) ہی، ابتدائے عہد کی تاریخ نا معلوم ہی، اب قرائن سے اسکی تعیین کرنی چاہیئے، عرب مورخین کی تفصیل کی بناپر غسّانیون کی مدّت حکومت مین اختلاف ہی، حمزہ اصفہانی نے ۶۰۰ برس لکھی ہی، اِس بناپر انکا ابتدائی زمانہ پہلی صدی مسیحی ہوگا، لیکن یہ قطعاً غلط ہی، کیونکہ یہ قطعی طور سے معلوم ہی، کہ انباط کی حکومت رومیونکے

زیر اقتدار ۱۰۶ھ تک باقی تھی، نیز بطلیموس کے عہد تک یعنی دوسری صدی عیسوی تک آل غسان تہامہ مین موجود تھے،

ابو الفدا نے انکی مدت ۴۰۰ قرار دی ہی، اور قرائن مذکورۂ بالا کے لحاظ سے یہ تقریبًا صحیح ہی، اس بنا پر انکی حکومت کا ابتدائی زمانہ تیسری صدی مسیحی کا اوائل ہوگا، عرب مورخین کا بیان ہی کہ غسّان سے پہلے یہان مشہور عرب قبیلہ قضاعہ کی شاخ تنوخ اور سلیح (ضجعم) برسر اقتدار تھی اس بنا پر ان کا زمانہ سنہ ۱۰۶ع (زوال انباط) سے سنہ ۲۰۰ع (عروج غسان) تک ہوگا،

عرب و شام کے درمیان جو حدود ہین، انکو حوران کہتے ہین، اور انھین کا اذرعات بھی نام ہی، یہ قدیم زمانہ مین موآب، عمان اور ادوم سے متعلق تھا، اور اس عہد سے پہلے یہان انباط کی حکومت تھی، اب گو یہ رومیون کے زیر اقتدار تھا، تاہم اصلاً آل غسان کی حکومت تھی، تدمر، رقیم، عمان، معان، وغیرہ شہر اس مین آباد تھے، مشہور شہر بُصریٰ اسکا دار الحکومت تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت اسی حکومت کے زمانہ مین بغرض تجارت شام اس شہر مین وارد ہوئے تھے، بحیرا راہب کا جو قصہ بیان کیا جاتا ہی وہ بھی یہین کا واقعہ ہے،

اس خاندان کے بادشاہون کی تعداد حمزہ نے ۳۲ بیان کی ہی، لیکن اس تعداد مین عمومًا بعض معاصر حکمران غسّانی شہزادون کو بھی شمار کر لیا گیا ہی، حقیقی اور مستقل بادشاہون کی تعداد مسعودی نے ۹ اور ابن قتیبہ نے ۱۰ لکھی ہی، لیکن چار سو برس کی مدت کے لئے یہ تعداد کم ہی،

اسکندر کے بعد ایران مین سنہ ۳۲۴ ق م مین جو طوائف الملوکی پیدا ہوئی، اسکا خاتمہ

سنہ ۲۲۶ع مین اردشیر بن بابکان ساسانی کے ظہور پر ہوا اِسی نئی طاقت نے جو جوش سے بھری ہوئی تھی، عرب کے شمالی حدود پر رومیون سے ٹکر کھائی، اور تین صدیون تک برابر باہم زور آزما رہی،

یہی مواقع تھے، جن مین ایران و روم دونون عربون کی اعانت کے طالب تھے، شاہان حیرہ (عراق)، اِن معرکون مین ایرانیون کی طرف تھے، غسانی جنھون نے عموماً عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا رومیون کے ساتھ تھے، اِس تعلق سے رومیون کی تاریخ مین جن غسانی بادشاہون کے نام آئے ہین وہ حسب ذیل ہین،

١- جبلہ	۵۰۰ع	۵- حارث اصغر بن حارث اکبر	۵۸۳-۶۱۴ع
٢- حارث اکبر بن جبلہ	۵۶۹ع	۶- حارث اعرج بن حارث اصغر	
٣- ابوکرب منذر بن حارث اکبر	۵۸۲ع	۷- نعمان بن حارث اصغر،	
۴- نعمان بن منذر	۵۸۳ع	۸، ۹- عمرو بن حارث اصغر و حجر بن عمرو	
		١٠- جبلہ بن ایہم	۶۳۶ع

آلِ غسان کی تاریخ تمامتر ایران و روم کی تاریخ کا خلاصہ ہے، اور اِسی تعلق سے غسان، ہمیشہ حیرہ کے بادشاہون سے لڑتے رہتے تھے، ایرانیون کے مقابلہ مین رومیون کو اگر کبھی کامیابی ہوئی تو وہ ہمیشہ غسانیون کی امداد کا نتیجہ تھا، اور خود رومی بھی شکرگذاری کے ساتھ اِس نتیجہ کا احساس کرتے تھے،

رومیون کی تاریخ مین سب سے پہلے جبلہ کا نام آتا ہے، سنہ ۴۹۷ع کی ملکی بغاوت مین اسنے رومیون کی بڑی مدد کی تھی، جبلہ کے بعد حارث بن جبلہ رومیون کی نظر مین عرب کا سب بڑا ہیرو ہے، یہ نہایت مہیب شجاع اور پُردل بادشاہ، سنہ ۵۲۸ع مین حیرہ کی اور سنہ ۵۳۱ع مین

رومیون کے ساتھ ایرانیون کی لڑائی مین اسنے نہایت ناموری حاصل کی، ۵۶۳ھ مین قیصر روم کی ملاقات کو قسطنطنیہ گیا، اسی کی وساطت سے کندہ کا شہزادہ اور عربی کا مشہور شاعر امرء القیس قیصر تک پہونچا تھا، حارث نے ۵۶۹ء مین وفات پائی،

حارث کے بعد منذر تخت نشین ہوا، بہادری اور رومیون کی اعانت مین یہ بھی اپنے پیشرو سے کم ثابت نہوا، ۵۸۰ء مین قسطنطنیہ گیا، رومیون نے اسکے سر پر تاج رکھا، حارث کے بعد اور بھی ایک دو بادشاہ رومیون کی تاریخ مین مذکور ہین لیکن اُنھون نے کوئی بڑی ناموری حاصل نہین کی،

چھٹی صدی کی ابتدا سے رُبع صدی تک (۶۰۱ء سے ۶۲۵ء تک) مشرق و مغرب مین یا مجوسیت اور عیسائیت مین جو زور آزمائیان ہوئین، اُنسے غسّانیون کی چھوٹی سلطنت بھی مستثنیٰ نہ تھی، خسرو پرویز کی اولوالعزمیون نے پندرہ برس مین، دامن فرات سے وادی نیل اور ساحل باسفورس تک ہر جگہ خاک اُڑادی، شام مین رومیونکی شکست نے ۶۱۳ء مین غسّانیون کی بساط اُلٹ دی، قرآن مجید کی یہ پیشینگوئی جو سورۂ روم مین ہی اسی موقع کے متعلق کی ہی،

رومی اپنی شہنشاہی کا تمام مشرقی حصّہ کھو چکے تھے آرمینیہ، شام، مصر، ایشیائے کوچک، ہر جگہ صلیبی علم کے بجائے درفش کادیانی لہرا رہا تھا، ایرانی قسطنطنیہ کا محاصرہ کئے ہوئے پڑے تھے، ہرقل (ہرکلیوس) قیصر روم، قسطنطنیہ سے فرار کا سامان کرچکا تھا کہ مکہ کا پیغمبر، نبوت کی پُرجلال آواز مین مترنم ہوا،

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ. وَھُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِہِمْ سَیَغْلِبُوْنَ، فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ، (روم) الم، رومی قریب کے ملک مین مغلوب ہوگئے، وہ مغلوبی کے بعد عنقریب چند سالون کے اندر غلبہ پائینگے،

دفعتہً ہوا کا رُخ بدلگیا، سنہ ۶۱۶ء سے سنہ ۶۲۴ء تک رومیون نے ایک ایک کرکے اپنا ملک واپس لے لیا، غسّانیون نے سنبھالا لیا، حارث بن ابی شمر ایک پُرزور شخص غسانیون مین بادشاہ ہوا،

لیکن اب خود اسلام کا نیّرِ تابان شعاع افگن تھا، سنہ ۷ھ (سنہ ۶۲۹ء) مین آنحضرت صلعم نے شاہان عالم کے نام اسلام کی دعوت بھیجی، دحیہ کلبی ہرقل کے اور شجاع بن وہب اسدی جبلہ غسّانی کے دربار مین پہونچے، لیکن بدبختون نے نہ صرف یہ سعادت قبول نہ کی بلکہ بعض دعاۃ اسلام کو تکلیف دی یا قتل کرڈالا، اور گذشتہ فتوحات سے بدمست ہوکر اب خود مدینہ پر حملہ کی طیاری کرنے لگے، [51]

انباط جواب رومیون کی رعایا تھے، دونون طرف کے جاسوس تھے، دمبدم مدینہ من خبر پہونچتی تھی کہ غسّانی گھوڑون کی نعلبندی کرا رہے ہین، اور اب آتے ہین، [52]

آخر آنحضرت صلعم نے پیشقدمی مناسب سمجھکر سنہ ۸ھ (سنہ ۶۳۰ء) مین تین ہزار مسلمانون کی جمعیت حدود شام کی طرف روانہ فرمائی، اُدھر سے رومی بیشمار رومیون اور عربون کی فوج لیکر بڑھے، مقام موتہ مین دونون کا تصادم ہوا، اور ایک غیر منفصل جنگ کے بعد مسلمانون نے مدینہ کی طرف مراجعت کی، سنہ ۹ھ (سنہ ۶۳۱ء) مین خبر پہونچی کہ ہرقل غسّان، لخم، جذام، عاملہ وغیرہ عرب قبائل کو لیکر حملہ کی طیاریان کررہا ہے، اور ایک سال کی پیشگی تنخواہ تمام سپاہیون کو تقسیم کرچکا ہے، ناچار خود آنحضرت صلعم نے بنفس نفیس تیس ہزار جان نثارون کے ساتھ شام کا رُخ کیا، تبوک کے مقام مین پہونچکر بیس روز تک رومیون اور غسّانیون کا انتظار کیا، لیکن وہ مقابل نہ آئے، آنحضرتؐ نے حوران کے بعض زمینداروں سے

[51] بخاری باب ایلاء النبی صلعم، [52] حوالہ سابقہ،

صلح کرکے مراجعت فرمائی، ۱۱ھ (۶۳۲ء) مین اُسامہ کی زیر قیادت ایک بہت بڑی جمعیت شام کی طرف جانیکو طیار تھی کہ آنحضرت صلعم نے وفات فرمایا[۵۱]

۱۴ھ (۶۳۶ء) مین جو فاروق اعظم کا دور خلافت تھا، مسلمانون نے شام پر مسلسل حملے شروع کیے، غسّانی شہزادہ جبلہ بن ایہم، مطیعانہ اسلام لایا، اور نہایت تزک و احتشام کے ساتھ مدینہ آیا، حضرت عمرؓ نے اُسکی بڑی عزت کی، اتفاق سے حج کا موسم پیش آیا، طواف مین اُسکی چادر کا گوشہ ایک بدوی عرب کے پاؤن کے نیچے دب گیا، نومسلم شہزادہ نے غصّہ سے اُسکو ایک طمانچہ مارا، بدوی نے حضرت عمرؓ سے فریاد کی، حضرت عمرؓ نے فرمایا تمکو اسکا قصاص دینا ہوگا، شہزادہ نے کہا کہ کیا ایک عامی شخص کے مقابلہ مین بادشاہ کی کوئی عزت نہین ہی؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہان اِس بارگاہ مین شاہ وگدا کی کوئی تمیز نہین ہی،

جبلہ نے ایک شب کی مہلت طلب کی، رات کو چھپکر شام چلدیا، اور وہان سے عیسائی بنکر قسطنطنیہ چلا گیا، لیکن اب وہ نادم تھا، اور جب تک جیتا رہا ندامت کے آنسو بہاتا رہا[۵۲]

۵۱ یہ واقعات تمام سیرۃ کی کتابون مین مذکور ہین ۵۲ اغانی ذکر حسان بن ثابت

اوس وخزرج

نابت بن اسماعیل کی ایک اور شاخ

انصار

وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا

اوس وخزرج عرب کے دو مشہور قبیلون کے نام ہین، جو اسلام کے پہلے سے مدینہ مین سکونت پذیر تھے، اسلام آیا تو وہ اُسکے پرزور دست وبازو تھے، اور (انصار) اُنکا خطاب تھا،

اوس وخزرج کا نسب عام طور سے انکو بھی قحطانی الاصل اور کہلان کے خاندان سے قرار دیا گیا ہی لیکن ہمارے نزدیک یہ رائے بھی صحت سے تہی مایہ ہی، زبان، مذہب اور اخلاق قومی کے علاوہ روایات سے بھی اِن کے اسماعیلی ہونے پر مستحکم دلائل قائم ہین،

۱۔ بخاری مین روایت ہی کہ ابو ہریرہؓ نے انصار کے ایک مجمع کو مخاطب کرکے حضرت ہاجرہ کا قصہ سُنایا، آخر مین کہا تِلْكَ امكم یا بنی ماء السماء، "اے پاک نسبو! یہ تھین تمہاری مان!" محدثین کو اِس حدیث کی تاویل مین نہایت دقتین تھین لیکن آج جدید تحقیق نے تاویل واشتباہ کا پردہ چاک کردیا،

۲۔ تمام علمائے انساب اسپر متفق ہین کہ اوس وخزرج، غسان کے ہم نسب ہین، اور خود

اوس و خزرج کا بھی بجائے خود یہی دعویٰ ہے، اس بنا پر اگر ہمارے دلائل غسان کے نابتی الاصل ہونے پر صحیح ہیں، تو وہی بعینہٖ اوس و خزرج کے نابتی ہونے پر بھی ثبوت ہیں،

۳-اوس و خزرج کے اسماعیلی ہونے پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ قریش سے اُنکے رشتے ناتے تھے ہر سال پابندی کے ساتھ وہ حج کو آتے تھے،

۴-منذر بن حرام (حسان بن ثابت کا دادا) جو زمانۂ جاہلیت میں اور خزرج کے قبیلہ سے تھا، اپنا نسب نابت ابن اسماعیل تک پہونچاتا ہے، اور اسپر فخر کرتا ہے،

ورثنا من البهلول عمرو بن عامرٍ وحارثة الغطريف مجداً موثّلا

موارث من ابناء نبت بن مالك ونبت بن اسماعيل ما ان تحوّلا

عمرو بن عامر اور حارثہ، دونوں غسانی اور اوس و خزرج کے پدر اعلیٰ تھے، غسان نے شام کا رُخ کیا، اور اوس و خزرج نے، حجاز کے شہر یثرب (مدینہ) میں سکونت اختیار کی، یثرب نہایت قدیم شہر تھا، یونانیوں نے اسکا اِثھرپا کے نام سے ذکر کیا ہے، اسلام آیا تو طیبہ اور مدینۃ النبیؐ (پیغمبر کا شہر) نام قرار پایا، اور مختصر ہو کر صرف مدینہ رہ گیا، پہلے یہاں عرب سامیہ اولیٰ آباد تھے، اُنکے بعد یہاں یہود آئے، اور آخر میں اوس و خزرج کے قبیلے آکر بسے،

اوس و خزرج کی شاخیں، توالد و مرور زمانہ سے یہ دو قبیلے متعدد فروع اور شاخوں میں تقسیم ہو گئے تھے،[۱]

۱-اوس

اوس کے صرف ایک اولاد تھی، مالک جسکی اولادوں کی حسب ذیل شاخیں ہیں،

عمرو بن مالک، نبیت، عبد الاشہل، بنو ظفر (کعب بن خزرج بن مالک بن اوس

[۱] دیکھو جلد اول میں جغرافیہ عرب ص ۲۰،

عوف بن مالک۔ بنو عمرو بن عوف (اہل قبا) بنو حجبی، مرۃ بن مالک، (جعارہ اور اوس اللہ بھی اسی کا نام ہی)

سالم بن مالک۔ بنو واقف،

سالم بن مالک۔ قبیلہ سعد بن خثیمہ،

عبداللہ بن مالک۔ بنو خطمہ،

۲۔ خزرج

جشم بن خزرج۔ بنو تزید، بنو سلمہ، بنو بیاضہ۔

عوف بن خزرج۔ بنو الحبلی (قبیلۂ عبداللہ بن ابی بن سلوک رأس المنافقین) بنو قوافل، بنو سالم،

حارث بن خزرج۔

عمرو بن خزرج۔ بنو نجار (آنحضرت صلعم کے ننہالی لوگ)

کعب بن خزرج۔ بنو ساعدہ (جنکا سقیفہ مشہور ہی، یہی سعد بن عبادہ کا قبیلہ ہی)

اوس وخزرج کی تاریخ

اوس وخزرج کی تاریخ، ان کے ہم وطن یہودیون کے ساتھ مخلوط ہی، یہ مختلف فیہ مسئلہ ہی کہ مدینہ اور اطراف مدینہ کے یہود، اصلاً بنی اسرائیل تھے، یا یہودی المذہب عرب تھے، تاہم شمالی عرب مین نہایت کثرت سے اصل یہود آباد تھے، مدینہ کے اطراف مین بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع پرزور یہود خاندان آباد تھے، تجارت، زرگری، مہاجنی لین دین، قرض دینا، رہن رکھنا، سود پر روپیہ لگانا، یہ انکے پیشے تھے، بدوی عربون سے حفاظت اور ملک مین سیاسی رعب پیدا کرنے کے لیئے ہر تجارتی گودام پورا جنگی قلعہ تھا، جنوب مین مدینہ انکی آخری سرحد تھی، مدینہ سے

لیکر حدود شام تک، خیبر، فدک، تبوک، تیما، مدین، وادی القریٰ، حجر[1]، وغیرہ مین اکثر ان کے قلعے اور برابر برابر آبادیان تھین، مدینہ مین بنو قریظہ اور نضیر کے مظبوط و مستحکم قلعے تھے، اسلام آیا تو یہی اُن کا مایۂ غرور تھا، قرآن نے انھین قلعون کی نسبت کہا ہے،

وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ، (احزاب ۳)	خدا نے اُن یہودیون کو جنھون نے کفار قریش کی مدد کی تھی، اُنکے قلعون سے اُتارا،
لَا یُقَاتِلُوْنَکُمْ جَمِیْعًا اِلَّا فِیْ قُرًی مُّحَصَّنَةٍ اَوْمِنْ وَّرَاۤءِ جُدُرٍ (حشر ۲)	اے مسلمانو! یہ یہود تم سے صرف قلعہ دار شہرون مین یا فصیلون کے پیچھے ہو کر لڑینگے،

اِن جنگی اسباب و تدابیر کے ساتھ اِن کے مالی کاروبار کا جو جال تمام مُلک مین پھیلا ہوا تھا، زنجیرین تھین جو تمام باشندون کے پاؤن مین اُنھون نے ڈال رکھی تھین[2]،

غرض یہ اسباب تھے کہ اوس و خزرج یہان آکر ابھی ٹکنے بھی نہ تھے، کہ وہ ان کے ہاتھ مین گرفتار ہو گئے، اوس و خزرج گو بدویانہ زور و قوت مین اُن سے زیادہ تھے، لیکن سامان، دولت، ہنر، اور دیگر قوائے معنوی مین اُن سے فروتر تھے، اِس بنا پر وہ یہودیون سے نہایت متاثر ہونے لگے، یہان تک کہ اس سے مذہبی اثر بھی پیدا ہونا شروع ہو گیا، اوس و خزرج نذر مانتے تھے کہ بچہ جیتا رہا تو یہودی بنادونگا[3]،

بالآخر اوس و خزرج نے تنگ آکر بنو غسان سے جو اِن کے ہم نسب تھے،

---

[1] کتب جغرافیہ اور مغازی مین مقامات مذکورہ کے حالات پڑھو،

[2] کتب حدیث مین کتاب لاستقراض ابواب بیوع و تجارت، و قصۂ قتل کعب اشرف پڑھو،

[3] دیکھو تفسیر لا اکراہ فی الدین۔

مدد کے طالب ہوئے، غسانیون نے آکر یہودیون کا زور توڑا، تاہم مالی تعلقات ایسی چیزین نہین ہین جو تلوار سے کاٹ دئے جا سکین، یہودی حقیقت مین جن اسلحہ سے لڑتے تھے، اُن کا جواب فوجون سے نہین ہو سکتا تھا، اسلیئے ظہور اسلام تک اُنکی زبردستی قائم رہی، پھر بھی وہ پہلے سے اچھی حالت مین تھے

اِدھر یہودیون سے کسی قدر فراغت ملی، تو خود آپس مین لڑنا شروع کیا، جسکا سلسلہ ایک مدت تک قائم رہا، اِن کی مشہور لڑائیون کے نام یہ ہین، یوم الربیع، یوم البقیع، حرب فارع، یوم بعاث[۱]، اِس متواتر جنگ مین اوس وخزرج کے اکثر اہل ادعا کام آئے[۲]، آخر فریقین نے تھک کر مصالحت کر لی، اور قبیلہ عوف بن خزرج کے سردار عبداللہ بن اُبیّ بن سلول کو متفقاً اپنا بادشاہ اور یثرب کا "تاجدار" تسلیم کر لینا چاہا[۳]، کہ اِس اثنا مین خورشیدِ اسلام طلوع ہوا، اوس وخزرج کے بارہ آدمیون نے موسم حج مین داعی اسلام کا وعظ سنا، اور ایمان وبیعت سے مالا مال ہو کر گھر واپس آئے، دوسرے سال اِسی موسم مین ستر آدمی، اور فروغ اسلام سے منور ہو گئے اور آخر نبوت کے تیرھوین سال سنہ ۶۲۲ء مین رحمت عالم کو یثرب کی شہنشاہی کیلئے لے آئے،

سرور عالم صلعم نے مدینہ آکر سب سے پہلے یہودیون سے چند شروط پر مصالحت کی، اوس وخزرج کے باہمی فتنون کو سرد کیا، عبداللہ ابن اُبی جو بادشاہی کا دعویدار تھا، ڈر کر خاموش تھا، تاہم فتنہ پردازیون سے باز نہ آتا تھا، اِس کے ساتھ چند کمزور دل کے

---

[۱] کامل ابن اثیر ج ا ص ۳۰۳ - ۳۱۲، مصر،

[۲] بخاری کتاب الجاہلیہ،

[۳] بخاری السلام علی جماعۃ فیہا المسلم والکافر،

افراد بھی شامل تھے، یہی لوگ منافقین تھے، اور عبداللہ ان کا سردار رئیس المنافقین تھا،

اوس وخزرج نے انصار کے نام اسلام مین زندگی جاوید پائی، دُنیا کے ہر گوشہ مین جہان قرآن کا کوئی صفحہ، اور مسلمانون کا کوئی گھرانا ہی، انصار کا نام زندہ ہی،

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (انفال)

اور جن لوگون نے اسلام کو پناہ دی اور نصرت کی، وہی سچے مومن ہین، اُن کے لیئے مغفرت اور اچھی رزق ہے،

١٢- قیدار

مِلَّةَ اَبِیۡکُمۡ اِبۡرٰاهِیۡمَ

قیدار، حضرت اسماعیل کا دوسرا بیٹا تھا، شہرت اور اعزاز مین اپنے تمام بھائیون سے زیادہ ممتاز تھا، لفظ "قیدار" کے عبری مین معنی، سیاہی اور غم کے ہین، عربی مین بھی لفظ "کدر"، و "کدورت" ہی، شاید حضرت اسماعیل نے یہ نام باپ سے جدائی اور صحرانوردی کے غم کی یادگار مین رکھا ہو، قیدار بربنائے روایات توراۃ و عرب حجاز مین آباد ہوا تھا، فارسٹر صاحب جنکی موافقانہ شہادت نہایت مشکل سے میسر آسکتی ہی وہ لکھتے ہین[1]،

"اشیانبی نے قیدار کے جس ملک کا ذکر کیا ہی، اُسکو ہر شخص جو جغرافیۂ عرب سے واقف ہی، فوراً کہدیگا کہ" وہ عرب کے صوبۂ حجاز کا صحیح نقشہ ہی جس مین مکہ اور مدینہ کے مشہور شہر واقع ہین، .... عربون کی قومی روایت بھی تاریخی رتبہ حاصل کرلیتی ہی، جب ایک طرف اُسکی تصدیق کتب مقدسہ سے ملتی ہی جس سے قیدار کا اسی حصۂ ملک مین ہونا ثابت ہی، اور دوسری طرف اریانوس، بطلیموس اور پلینی کے بیان سے ملتی ہی جو کیداری قوم کی اسی صوبہ مین موجودگی کی غیر مشتبہ شہادت دیتے ہین،

قیدار کی اہمیت و عظمت کیلیئے یہ دلائل کافی ہین کہ اُسکا نام توراۃ کے صفحات مین اسیریا کے کتبات مین، اور یونان کے جغرافیہ مین ہر جگہ موجود ہی، لیکن اس سے بھی عظیم الشان عزت اسکو یہ حاصل ہی، کہ وہ نور الٰہی جو آدم و ابراہیم کو ودیعت ہوا تھا،

---

[1] ج ۱ ص ۲۴۸، ملخصاً،

وہ اسماعیل کے بیٹے قیدار کی پشت سے دُنیا مین جلوہ افروز ہوا، یعنی پیغمبر عالم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نسل قیدار کی شاخ عدنان سے پیدا ہوئے،

ایک قوم ہونیکی حیثیت سے قیدار کا نام سب سے پہلے سنہ ۱۰۱۱ ق م مین حضرت داؤد کی زبور مین نظر آتا ہی، بنو قیدار اس زمانہ مین خیمون مین رہتے تھے، حضرت داؤد بادشاہی سے پہلے بہت دنون تک بنو قیدار کے خیمون مین رہے تھے، (۱۲۰-۵)

سنہ ۱۰۰۰ ق م مین حضرت سلیمان بھی اپنی غزل مین قیدار کے خیمون کا ذکر کرتے ہین کہ وہ کالے رنگ کے ہوتے ہین، "اور مین قیدار کے خیمون کے مانند سیاہ ہون" یہ سیاہ خیمے کالے کملون کے ہوتے تھے، جو اب تک بدوی عربون کے لئے صحرا مین قصرو کاشانہ ہین، خود مکہ آنحضرت صلعم سے چند پشت پہلے صرف خیمون کا شہر تھا کوئی پتھر یا مٹی کی عمارت موجود نہ تھی،

تحریری حیثیت سے دو سو برس کے بعد پھر قیدار کا نام اسیریا کے کتبات مین ملتا ہی، مُلک عرب کا نام ان کتبات مین "عریبی" ہی، اوّل "زبیبی" اور "سمسی" دو شاہزادیون کا ذکر ہی، زبیبی کی اصل شاید "زبّا" اور "سمسی" کی "شمسیہ" ہو، ذیل کی سطرونمین ہم ان کتبات کا اقتباس ایک نہایت معتبر کتاب سے کرتے ہین۔[1]

"ملکہ زبیبی (یا زبا) تغلات پلاسر سوم، شاہ اسیریا (۷۴۵ق م-۷۲۷ ق م) کی معاصر تھی تغلات پلاسر پہلی بار "زبیبی ملکہ عریبی" کو صرف مفتوحین اور باجگذارونکی فہرست مین ذکر کرتا ہی (ص ۱۲۱) اسکے بعد "زبیبی ملکہ عریبی" کا دوبارہ ذکر آتا ہی زبیبی نے ۷۳۸ ق م مین خراج ادا کیا تھا، اُسکے بعد سے پھر عرب سے خراج وصول نہین ہوا!

---

[1] تاریخ بابل و اسیریا ج ۲، مصنفہ راجرس امریکانی، صفحات کے حوالے بجا دیدیئے گئے ہین۔

اب بجائے "زبیبی" کے ملکہ "سمسی" یعنی شمسیہ تخت نشین تھی، سمسی نے خراج دینے سے انکار کر دیا، اور اسیری سپاہ کو ناکامیاب واپس کر دیا، ناچار وہ لڑنے پر مجبور کی گئی، اسیری غالب آئے اور سمسی کی ملکیت کے اونٹ اور بیل لوٹ لیے گئے، ایک اسیری سردار تحصیل خراج کے لیے متعین ہوا، اِس فتح کا یہ اثر ہوا کہ سبا نے بھی شاہ اسیریا کو نذرین پیش کین، (ص ۱۳۰ و ۱۳۱)"

"۷۱۵ق م مین سرجون ثانی شاہ اسیریا نے شمالی عرب پر فوج کشی کی، خیفہ ایک قبیلہ تھا جسنے سرتابی کی تھی، ثمود، عبادیدی (عباد) اور مرسینی (؟) خیفہ کے طرفدار تھے، خیفہ انتہائی شمال مین موجودہ شہر مدینہ کے متصل، اور بقیہ قبائل کی طرف مکہ سے نیچے آباد تھے، ثیمر سبا، اور سمسی ملکۂ عرب نے، جس کا ملک انتہاے شمال واقع معلوم ہوتا ہے، نذرین پیش کین، (ص ۱۶۴)"

"اشور بیناپال شاہ اسیریا کے عہد حکومت (۶۶۸ تا ۶۲۶ق م) مین یوتع بن ہزایل عربی کا بادشاہ تھا اور رعادیہ بادشاہ بیگم تھی، یوتع نے اپنے حدود حکومت مین عرب، ادوم، یبرود، بیت عمون، حوران، مواب، سیر، . . . داخل کر لیے تھے، اور اِن مقامات کے حدود مین عربون کی چوکیان مقرر کین، یوتع نے بنی قیدار کی ایک فوج دو عرب شیخ ابی تیع، اور اباموکے ماتحت روانہ کی، بنی قیدار کی یہ فوج بابل سے پیچھے ہٹا دی گئی، اور کم از کم اِن مین سے ایک شیخ گرفتار کر لیا گیا، عرب جو اسیریا مین آباد تھے، جبراً اِس فوج کی شرکت سے باز رکھے گئے تھے، اسلیئے متوقع کمک عربونکو نہین پہونچ سکی"

"یوتع نبطیون (نابتیون) کی چھوٹی سی ریاست مین پناہ گزین ہوا، یُوَیط Uaita یوتع کا بھتیجا تخت پر قابض ہو گیا، اور بہادری کے ساتھ اسیری قوت کی مدافعت کرتا رہا،

آخر اہل اسیریا کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا، اور پابزنجیر اسیریا لایا گیا۔ دروازہ پر نگہبان کتے کیطرح پاسبانی کی خدمت اسکے لئے مقرر کی گئی، اسی سلسلہ مین قیدار کا ایک اور سردار عم لعدی بھی قابل مواخذہ سمجھا گیا، وہ فلسطین جا کر پناہ گزین ہوا، لیکن وہان بھی اسکو امان نہ ملی، فلسطین فتح کر لیا گیا اور وہ قید ہو گیا، ملکۂ عادیہ بھی گرفتار ہوئی، اور اب ابی شیخ عربی کا بادشاہ ہوا، ابی شیخ کی مدت حکومت بہت کم معلوم ہوتی ہے، اور دیکا یک تخت عویط بن برزا کو دیکر تاریخ سے غائب ہو جاتا ہے، اور پھر ایک زمانہ کے بعد "شیخ بنی قیدار" کی صورت مین نظر آتا ہے، اب نتنو (ناتان) رئیس انباط، یوئتی رئیس عربی، اور ابی تیع شیخ قیدار متفقا اسیریا کے مقابلہ مین اُٹھتے ہین، لیکن سوء قسمت سے ناتان گرفتار ہو جاتا ہے، اور سب بچکر نکل جاتے ہین، (ص ۵۷۵-۵۷۶)"

کتبات مذکورہ کے بیانات سے یہ صاف صاف نہین واضح ہوتا کہ زبیی اور سمسی، بنی قیدار سے تھین یا نہین، لیکن آخری فقرون سے قیاس غالب یہ ہوتا ہی کہ یہ خاندان قیدار ہی تھا، اِن کتبات سے یہ بھی واضح ہوتا ہی کہ نابت اور قیدار کی اولادین اسوقت الگ الگ ہو گئی تھین، اور شمالی عرب کے مختلف گوشون مین انکی متفرق ریاستین قائم ہو چکی تھین،

اشعیا نبی جو تقریباً اسی زمانہ مین تھے، یعنی آٹھوین صدی ق م مین وہ بیان کرتے ہین کہ قیدار ایک شاندار اور بہادر قوم ہی (۲۱-۱۶) گاؤن مین انکی بہت سی آبادیان ہین (۴۲-۱۱) بھیڑ بکری اُنکی دولت ہی، اسی کی وہ تجارت کرتے ہین (۶۰-۷)

قیدار کے متفرق رؤسا مین سے عربون کے نزدیک سب سے زیادہ مشہور عدنان ہی، قیدار کی نسل کی تمام شاخین شجرۂ انساب مین اسی عدنان تک منتہی ہوتی ہین،

چھٹی صدی ق م مین بنوخذ نذر (۶۰۵ سنہ ۵۶۲ سنہ ق م) جسکو عرب بخت نصر کہتے اسیریا کے تخت پر جلوہ نما ہوتا ہی، اور عراق سے لیکر شام، مصر اور عرب تک کی خاک اُڑا دیتا ہی، اہل عرب کا بیان ہی کہ اسوقت عربون کا رئیس کل معدّ بن عدنان تھا،

اشعیا (۷۰۰ سنہ ق م) حزقیال (۵۹۷ سنہ ق م) اور یرمیاہ (۵۸۶ سنہ ق م) نبیون نے خانوادۂ قیدار کو اس خونخوار اور سفاک بادشاہ کے خروج سے ہشیار کیا ہی، سب سے پہلے اشعیا نبی کہتے ہین، (۲۱-۱۶، ۱۷)

قیدار کا تمام جاہ وجلال مٹ جائیگا، تیرانداز اور بہادر فرزندانِ قیدار کی تعداد گھٹ جائیگی،

باب ۴۲، ورس ۱۱ مین ہی:

اُن دیہاتون مین آوازدو جن مین قیدار رہتے ہین،

باب ۶۰ ورس ۷ مین ہی:

"قیدار کے گلّے اور نبایوط کی بھیڑین اکٹھی کیجائینگی"

یرمیا نبی نے کہا، (۴۹-۲۸)

قیدار پر اور حضور اکی حکومتون پر افسوس ہی، جن کو بابل کا بادشاہ بنوخذ نذر تباہ کریگا، اسطرح خدا کہتا ہی، اُٹھو اور قیدار کے پاس جاؤ، اور اہل مشرق کو برباد کرو،

اہل عرب کی روایت کی ہی کہ بنوخذ نذر حملہ کرتا ہوا حجاز تک پہونچ گیا تھا، معد بن عدنان سے برسر مقابلہ ہوا، اور ایک غیر منفصل جنگ کے بعد دونون ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگئے بعض روایتون مین ہی کہ یرمیا نبی نے معد کو بچا لیا، اور شاید اِس شکست سے بنو قیدار کو کچھ زیادہ صدمہ نہین پہونچا، حزقیال نبی جو بنوخذ نذر کی اِن جہان سوزیون کے زمانہ مین موجود تھے، اور فلسطین سے قید ہو کر (۵۹۷ سنہ ق م؟ مین) بابل گئے تھے، قیدار کے

شہزادون کا ذکر کرتے ہین:

عرب اور قیدار کے تمام شہزادون نے بھیڑ بکری کا تجھ سے بیوپار کیا' (۲۷-۲۱)

اِن انبیا کی معاصرانہ شہادتون سے بنو قیدار کی معاشرت یہ ظاہر ہوتی ہی، کہ وہ خیمون اور گاؤن مین آباد تھے، بہادر اور شجاع تھے، قبائل کے سردار تھے، بدویانہ جاہ وجلال اور شان وشکوہ اُن کو حاصل تھا، تجارت اُن کا پیشہ تھا، اور بعینہٖ یہی نقشہ اُنکا زمانۂ اسلام تک موجود تھا،

معد کے دو بیٹے تھے، ایک کا نام نزار تھا، نزار کے پانچ بیٹے تھے، یا نزار کی پانچ مشہور شاخین ہین، انمار، ایاد، ربیعہ، قضاعہ، مضر، عرب کے تمام قیداری قبائل، انھین کے فروع ہین، میلاد مسیح سے پس وپیش زمانہ مین طول مین یہ یمن سے شام تک اور عرض مین حجاز ونجد سے بحرین وعراق تک پھیلے ہوئے تھے، اور زمانۂ اسلام تک انکا یہی نقشہ باقی تھا،

یہ پانچون شاخین پھر چھوٹے چھوٹے مختلف خاندانون پر منقسم ہین، انکا مجموعی نام مورث اول کے انتساب سے عدنان، معد اور نزار ہی حیرہ کے بادشاہ امرء القیس بن عمرو المتوفی ۳۲۸ء کی قبر کی لوح شام کے حدود مین ملی ہی، جسکا ترجمہ حسب ذیل ہی:

یہ امراء القیس بن عمرو بادشاہ عرب، صاحب تاج کی قبر ہی، جو اسد اور نزار اور اُنکے بادشاہون کا بادشاہ تھا، ..... اس نے معد پر بادشاہی کی اور اپنے بیٹون کو تمام قبائل کے درمیان اُتارا[1]

اِس کتبہ سے معد اور نزار کی شخصیت کا تاریخی ثبوت اسقدر قدیم عہد مین ثابت ہوتا ہی

[1] انسائیکلوپیڈیا، مضمون "عرب"

نزار کے پانچ خاندانون مین سے انمار اور ایاد نے کوئی بڑی وقعت حاصل نہین کی، ربیعہ، قضاعہ اور مضر نے، کثرت تعداد، دُنیاوی اعزاز اور سیاسی اقتدار مین بڑی ناموری حاصل کی، اور حجاز و نجد و عراق مین انکی عظیم الشان حکومتین اور چھوٹی چھوٹی ریاستین قائم ہوئین، بنو عبد القیس بحرین مین، بکر و تغلب اور کندہ[۱] کی نجد مین اور آل منذر کی عراق و حیرۃ مین،

---

[۱] علمائے انساب نے کندہ کو عموماً حمیر کی شاخ بتایا ہی، لیکن ہمارے نزدیک حکومت کے لحاظ سے تو بیشک کندہ حمیر کے ماتحت تھا، لیکن نسباً وہ عدنانی اور قبائل معد مین تھا، اسکی سب سے بڑی دلیل یہ ہی کہ کندہ کا آخری شہزادہ امرؤ القیس جو عرب کا بہترین شاعر شمار ہوتا ہی، اُسکے کلام کا مجموعہ ابتک محفوظ ہی، اُسمین حمیریت کا شائبہ تک نہین، وہ فصیح عدنانی عربی زبان ہی، اس سے بڑھکر یہ کہ امرؤ القیس خود مدعی ہی کہ اُسکا نسب خاندان معد سے جاکر ملتا ہی، اپنے باپ کے مرثیہ مین کہتا ہی،

خير معدّ حسبًا ونائلا وخيرهم قد علموا اشمائلا

دوسری جگہہ اپنی مدح مین کہتا ہے،

وانا الذی عرفت معدّ فضله

حمیر کا بھی متعدد اشعار مین اُسنے ذکر کیا ہی، مگر کہین ہم نسبی ظاہر نہین کرتا ہی،

ولو شاء كان الغزو من ارض حمير ولكنه عمدًا الى الروم انفرا

تبصر خليلى هل ترى ضوء بارق يضئ الدجى بالليل عن سرو حميرا

قریش

مضر بن نزار بن عدنان بن قیدار بن اسماعیل کا ایک خاندان

سلسلۂ نسب

مضر کی شاخ متعدد وسیع خاندانون مین منقسم ہوگئی جن مین سے ایک قریش کا خاندان ہی بانی خاندان کا نام فہر تھا عدنان تک اُس کا سلسلۂ نسب یہ ہے" فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان،

عدنان تک سلسلۂ نسب حرف بحرف صحیح اور ناقابلِ شک ہے، صحیح روایات سے ثابت ہے، احادیث مین مروی ہے، اشعار عرب مین مذکور ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ نسب بھی انھین واسطون سے عدنان تک پہونچتا ہے،

لفظ "قریش"

فہر کا لقب قریش تھا، اس بنا پر اُس کی نسل نے "قریش" اپنا خاندانی علم قرار دیا لفظ قریش کے عربی مین متعدد معنی ہین، اس کا ایک ماخذ قریش و تقرش ہے، جس کے معنی "اکتساب و تحصیل" ہین، خیال ہے کہ چونکہ اس خاندان کا اصلی پیشہ تجارت تھا، اسلیے قریش کے نام سے موسوم ہے، قریش ایک دریائی درندہ جانور کا بھی نام ہے، جو دریائی جانورون کا شکار کرتا ہے، فہر نے اپنے استیلاء و قوت کے اظہار کے لیئے یہ لقب

اختیار کیا، حضرت ابن عباسؓ نے اسی دوسری تاویل کو اختیار کیا ہے،


مستشرقین یورپ جن کو ہماری تاریخ سے خودغرضانہ محبت ہے وہ بھی دوسری رائے کو پسند کرتے ہین، لیکن اس لیئے نہین کہ وہ روایۃً صحیح تر ہے بلکہ اس لیئے کہ ٹوٹمزم کے ثبوت کے لیئے ایک سند ہاتھ آتی[1] ہے، حالانکہ اس کی تردید کے لیئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اس خاندان مین قریش کے نام کی نہ پوجا ہوتی تھی، نہ اس نام کا دیوتا پوجا جاتا تھا،

قریش کی شاخین

قریش بھی کوئی ایک قبیلہ نہ تھا چھوٹے چھوٹے دس مختلف خاندانون پر منقسم تھا، ہاشم، اُمیہ، نوفل، عبدالدار، اسد، تیم، مخزوم، عدی، جمح، سہم۔ انکا باہمی سلسلۂ نسب اس شجرہ سے جو صفحہ ۱۱۱ پر ہے واضح ہوگا،

---

[1] لائف آف محمد مارگیولیوتھ،


قریش، فہر،
حارث
غالب
محارب
بنو حارث ہی کے خاندان سے ابو عبیدہ بن جراح، فاتح شام اور عقبہ بن نافع، فاتح افریقہ تھے،
پدر بنو محارب، ضحاک بن قیس، ضرار بن الخطاب، کرز بن جابر وغیرہ صحابہ اسی خاندان سے تھے،
لوی
تیم الادرم، عبداللہ بن خطل اسی خاندان سے تھا،
عامر
کعب
قریہ
سعد
جشم
بنو معیص
خاندان بسر بن ارطاۃ صاحب امیر معاویہ
بنو جمح
سہم
مرۃ
بن وائل بعض کفار قریش
عدی
خاندان زید بن عمرو بن نفیل موحد، وسعید بن زید احد عشرہ مبشرہ و حضرت عمر فاروق و صحابۂ دیگر
تیم
کلاب
یقظہ
خاندان عبداللہ بن جدعان، وحضرت ابوبکر صدیق، وحضرت طلحہ،
خاندان حضرت ارقم انکا گھر قریش کی مخالفت کے زمانے مین مسلمانو نکا دار الملاقات تھا، ابو سلمہ شوہر اول ام المومنین ام سلمہ، وابو جہل، وخالد بن ولید،
زہرہ
آمنہ بنت وہب آنحضرت کی ماں کا خاندان حضرت سعد بن وقاص فاتح عراق بھی اسی خاندان سے تھے
قصی
عبد الدار
خاندان نضر بن حارث
عبد مناف
عبد العزی
عثمان بن طلحہ وغیرہ صحابہ کا خاندان تھا خانۂ کعبہ کی کلید برداری اسی خاندان مین تھی،
بنو عبد شمس
خاندان بنو امیۂ دمشق و اندلس
حضرت عثمان رض
ابو سفیان و امیر معاویہ
ہاشم
نوفل
عبد المطلب
جحل
قثم
ابولہب
حضرت عباس
عباسؓ
عبداللہ
حضرت حمزہؓ
ابو طالب
زبیر
مقوم
فرار
خاندان عباسیہ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت فاطمہ
حضرت علی رض
علویین
بنو فاطمہ

قریش کی ایک اور تقسیم

قریش کی جن شاخون کا اوپر ذکر ہوا، وہ طرز زندگی کے لحاظ سے دو جماعتون مین منقسم تھے قریش الظواہر اور قریش البطائح، قریش ظواہر دیگر بادیہ نشین قبائل کی طرح مکہ کے آس پاس صحرا مین خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرتے تھے، قریش البطائح، شہری زندگی کے عادی تھے، اور چونکہ اِن کا خاص پیشہ تجارت تھا، اطراف کے متمدن ممالک مین اِن کا گذر ہوتا رہتا تھا اسلیئے ایک منتظم آبادی کی حیثیت اُنھون نے پیدا کرلی تھی،

ذیل کی فہرست سے قریش کے اِن خاندانون کی تقسیم ظاہر ہوگی،

قریش الظواہر	قریش البطائح
۱۔ بنو محارب،	۱۔ بنو قصی بن کلاب،
۲۔ بنو تیم الادرم،	۲۔ بنو کعب بن لوی،
۳۔ خزیمہ بن لوی،	
۴۔ سعد بن لوی،	
۵۔ جشم بن لوی،	
۶۔ بنو حارث،	

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ بنو قصی اور بنو کعب بن لوی کے سوا، قریش کی اور تمام شاخین قریش ظواہر تھین اصل یہ ہو کہ تمام تاریخین اس بات پر متفق ہین کہ قریش کی سیاسی عظمت وجلال کا بانی قصی تھا قصی سے پہلے قریش مین کسی قسم کا نظام قومی نہ تھا، نہ کہ ایک مرکز تھا اور اس کے دائرہ مین قریش کے تمام خاندان چکر لگاتے تھے، قصی سب سے پہلا شخص ہے جسنے قریش مین قومی ہیرو کی حیثیت پیدا کی،

قریش کا زمانہ

قریش دُنیا کی تاریخ مین کب ظاہر ہوئے، اور اس خاص خاندان کی کب بناپڑی ہماری تاریخون مین اسکا ذکر نہین، اسقدر معلوم ہے کہ عبد المطلب چھٹی صدی عیسوی کے اواسط مین موجود تھے عبد المطلب سے فہر تک دس پشتین ہوئین، ایک پشت کے لیئے ۲۵ برس کا زمانہ اگر فرض کیا جائے تو ڈھائی سو برس کی مدت قرار پاتی ہے، اس بناپر قریش کے اعاظم رجال کے لیئے حسب ذیل تقریبی سنین ہم متعین کرسکتے ہین،

نام	سنہ وجود تقریبًا	نام	سنہ وجود تقریبًا
فہر و قریش	سنہ ۳۲۵ء	کلاب	سنہ ۴۵۰ء
غالب	سنہ ۳۵۰ء	قصی	سنہ ۴۷۵ء
لوی	سنہ ۳۷۵ء	عبد مناف	سنہ ۵۰۰ء
کعب	سنہ ۴۰۰ء	ہاشم	سنہ ۵۲۵ء
مرہ	سنہ ۴۲۵ء	عبد المطلب	سنہ ۵۵۰ء

قصیّ کی نسبت بعض ارباب تاریخ نے لکھا ہے وہ منذر بن نعمان شاہ حیرہ (سنہ ۴۳۱ء – سنہ ۴۷۳ء) کا معاصر[1] تھا، قیاس بالا کی رو سے بھی یہی تاریخ ظاہر ہوتی ہے،

قریش کا استقلال سیاسی

حجاز کا صوبہ جو قریش کا وطن تھا گو ہمیشہ بیگانہ اقتدار سے محفوظ رہا لیکن اسمین شک نہین کہ ہمسایہ حکومتون کو اُسکی مفتوحی کی ہمیشہ آرزو رہی، یمن کی حمیری و حبشی حکومت ایران کی شہنشاہی اور رومیون کی دولت عظمیٰ، نے عرب کے اس حصہ پر مختلف اوقات مین

---

[1] معجم یاقوت لفظ "مکہ"،

فوجکشیان کین لیکن ہمیشہ اُن کا اختتام ناکامیابیون پر ہوا،

اندرون ملک کے عربون کو ایرانیون اور رومیون کے مقابل، یمن کی وطنی حکومت کی طرف فطرۃً زیادہ کشش ہوسکتی تھی، شاہان حیرہ بھی گو ایرانیون کے زیر اقتدار تھے لیکن نسبًا وہ قریش کے قریب تر تھے کہ دونون عدنانی النسل تھے، اس بنا پران دونون حکومتون کو حجاز کی فرمانروائی کا دعویٰ تھا، امرء القیس بن عمرو (۲۸۸ تا ۳۲۸ء) شاہ حیرہ کے ایک کتبہ کی عبارت پہلے لکھی جاچکی ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ "تاجدار" حیرہ کو 'اسد' نزار اور عرب کی بادشاہی کا دعویٰ تھا،

شاہان یمن نے رؤسا کندہ کو حجاز کے قبائل معد پر حکمران مقرر کیا تھا۔ حجر بن عمرو اس خاندان کا پہلا رئیس تھا، عمرو بن حجر دوسرا اور حارث بن عمرو تیسرا، حارث نے اپنی ریاست کے حدود اپنے بیٹون پر تقسیم کردیے، یہ نظام کچھ زیادہ دنون تک نہ چل سکا، حبشیون نے حمیر کا خاتمہ کردیا، جس کے ساتھ گویا کندہ کا بھی خاتمہ ہوگیا، شاہان حیرہ کی رقیبانہ جنگ، اور قبائل معد کی سرکشی نے کندہ کو بے نشان کردیا۔ جن حبشیون نے یمن کو فتح کیا تھا اور انتہا حجاز و تہامہ کو بھی اپنا مملوکہ قرار دیا، چنانچہ ابرہہ کا جو کتبہ سدّ مارب پر منقوش ہے، اس مین وہ اپنا نام اِن الفاظ کے ساتھ لکھتا ہے،

"ابرہہ.... سبا، ریدان، حضرموت، یمن، اور اعراب نجد و تہامہ کا بادشاہ"

عجب نہین کہ ابرہہ کے ارادۂ فتح مکہ کا ایک سبب اس ادعائے غیر واقع کو عملاً ثابت کرنا بھی ہو، قیاصرۂ روم کو بھی اس غیر مفتوح خطہ کی حکومت کی کچھ کم ہوس نہ تھی، ابوالبحتری، خانوادۂ عبدالعزیٰ کا رئیس تھا، وہ قیصر کی طرف سے یہان کی حکومت پر مامور ہوا، قریش نے تسلیم نہ کیا، اور اسکو شام واپس جانا پڑا دہان پہونچکر شام مین جس قدر قریش تھے،

سب کو قید کردیا، آخر قریش نے غسانیون کی اعانت سے اُسکو زہر دلوادیا،

اِن ہمسایہ حکومتون سے اِن خاندانون مین سب سے پہلے قبیلہ بکر بن وائل نے استقلال حاصل کیا، کلیب سب سے پہلا شخص ہے جس نے حمیر و کندہ کے مقابلہ مین آزادی کا علم بلند کیا، اسی کے بعد ہی قریش کے خاندان مین قصی نام ایک دوسرا نامور پیدا ہوا جسنے قریش کی ایک مستقل ہستی پیدا کردی،

بچپن ہی مین باپ کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گیا تھا، مان نے بنی عذرہ کے قبیلہ مین اپنا دوسرا نکاح کرلیا بنو عذرہ شمالی عرب کے حدود مین شام کے پاس آباد تھے، قصی نے بھی مان کے آغوش مین یہین پرورش پائی، جوان ہوکر نسل و وطن کی جستجو کی تو حجاز مین سُراغ پایا، بچپن ہی سے عالی حوصلہ اور بلند نظر تھا، مکّہ مین دوسرے قبائل نے قریش کو دبا لیا تھا، اُس نے مکّہ آکر قریش کے منتشر اجزا کو فراہم کیا، اور چھوٹی چھوٹی چند لڑائیون کے بعد مکّہ کی سرزمین مین قریش کی ایک مختصر سی حکومت کی بنیاد پڑگئی،

مورخین کو اتفاق ہے کہ یہ پہلا موقع تھا کہ قریش نے حجاز کی سرزمین مین سیاسی اہمیت حاصل کی، قصی کے وجود کی جو تخمینی تاریخ مقرر کی گئی ہو اگر وہ صحیح ہے تو قریش کے ظہور سیاسی کی تاریخ غالباً ۴۴۰ء ہے، یعنی اسلام سے سوا سو برس پیشتر،

قصی کا زمانہ | تاریخ حمزہ اصفہانی مین قاضی وکیع سے مروی ہے،

کان قصی بن کلاب فی زمن فیروز بن یزدجرد (ص ۱۲۷)	قصی بن کلاب فیروز بن یزدگرد (شاہ ایران) کے زمانہ مین تھا،

قدیم مورخ ابوطاہر مقدسی کتاب البدء والتاریخ مین راوی ہے

قصی اول من اصاب ملکاً من العرب	قصی عرب قریشیون مین پہلا شخص جو فرزندان اسمٰعیل

من قريش من بعد ولد اسماعيل، في زمن المنذر بن النعمان على الحيرة والملك بهرام جور في الفرس، فقطع مكة رباعًا وبنى بها دار الندوة (ص ۲۱)

کے بعد بادشاہ ہوا اسوقت منذر بن نعمان حیرہ مین اور شاہ بہرام گور ایران مین بادشاہ تھا، قصی نے مکہ کو منقسم کیا اور وہان دارالندوہ بنایا،

حمزہ نے قصی کو فیروز بن یزدگرد کا اور مقدسی نے منذر بن نعمان اور بہرام گور کا معاصر ٹھرایا ہے، لیکن یہ کوئی حقیقی اختلاف نہین ہے، بہرام گور کا زمانہ سنہ ۴۲۰ء سے سنہ ۴۳۸ء تک ہے اور اس کے بعد یزدگرد دوم سنہ ۴۵۷ء تک حکومت کرتا ہی، اس کے بعد فیروز بن یزدگرد سنہ ۴۸۴ء تک حکمران رہتا ہی، منذر کا زمانہ سنہ ۴۳۲ء سے سنہ ۴۷۳ء تک ہی، اس بنا پر یہ سمجھنا چاہیے، کہ حمزہ نے قصی کا ابتدائی زمانہ اور مقدسی نے انتہائی زمانہ متعین کیا ہے، اور اسکی دلیل منذر کی معاصرت سے ملتی ہے جو سنہ ۴۳۱ سے سنہ ۴۷۳ء تک قائم رہتی ہی، اس بنا پر تقریبًا قصی کا جو زمانہ ہمنے متعین کیا ہے، وہ بالکل ٹھیک ہے، یعنی پانچوین صدی عیسوی کا عہد اواسط،

کوہ صفا یہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ قصی نے حدود شام مین تربیت پائی تھی، قریشی عرب اس وقت تک بدوی تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قصی نے تہذیب زندگی، نظم حکومت اور تاسیس قومیت کے اصول شام ہی کے ملک مین سیکھے، اور جوانی کے بعد حجاز آکر اُسی اصول پر قریش کے منتشر اجزا کو یکجا کیا اور ان مین سے ایک چھوٹی سی جمہوری ریاست کی بنیاد ڈالی۔

حدود شام مین صفا ایک پہاڑ ہے مستشرقین یورپ نے اس پہاڑ کی سنگی لوحون پر عربی زبان کے چند کتبات پڑے ہین، گو ان کتبات سے کسی نئے تاریخی باب کا افتتاح نہین ہوتا، تاہم اُنین اشخاص کے جو نام پڑھے گئے ہین، مثلاً **قصی**، مالک، روح، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا بانی کوئی عدنانی قبیلہ تھا، کیا ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ اس یادگار کا بانی قصی رئیس قریش ہی؟ سوچنے کی بات ہی!

قریش کا نظام سیاسی و اجتماعی

قصی نے مکہ مین جو چھوٹی سی ریاست قائم کی تھی اسکی حیثیت ایک شہری جمہوریت کی تھی، یونان کے شہر اتھنز اور اسپارٹا کے طرز حکومت کا ایک دھندھلا سا خاکہ قریش کی سرزمین مین نظر آتا تھا، اس شہری حکومت مین کل چودہ عہدے تھے جو دس عہدہ دارون مین منقسم تھے، دس عہدہ دار قریش کے دس قبائل سے منتخب ہوتے تھے ظہور اسلام کے وقت اِن عہدون کی حسب ذیل تقسیم تھی۔

مذہبی

شمار	عہدہ	توضیح خدمات	نام قبیلہ	عہدہ دار
۱	سقایہ	حاجیونکے کھانے پینے کا سامان،	بنوہاشم	عباس بن عبدالمطلب
۲	عمارۃ	خانہ کعبہ کا انتظام،	؍	؍
۳	رفادۃ	حاجیونکی مالی اعانت کا انتظام،	بنونوفل	حارث بن عامر
۴	سدانہ	خانہ کعبہ کی دربانی و کلید برداری،	بنوعبدالدار	عثمان بن طلحہ
۵	ایسار	بتون سے استخارہ کی خدمت،	بنوجمح	صفوان بن امیہ
۶	اموال محجّرہ	بتونکے نذرانون اور جائدادونکا انتظام،	بنوسہم	حارث بن قیس

عدالتی

شمار	عہدہ	توضیح خدمات	نام قبیلہ	عہدہ دار
۷	ندوہ	عدالت خانہ اور مشورہ گاہ کا انتظام	بنوعبدالدار	عثمان بن طلحہ
۸	مشورہ	امور مہمہ مین مشورہ لینا،	بنواسد	یزید بن زمعہ
۹	اشناق	خونبہا، جرمانہ اور مالی تاوان کا انتظام،	بنوتیم	ابوبکر صدیق
۱۰	حکومۃ	مقدمات کا فیصلہ	بنوسہم	حارث بن قیس

جنگی

۱۱	عقاب	نشان قومی کی علمبرداری	بنوامیہ	ابوسفیان
۱۲	قُبّہ	فوجی معسکر (کیمپ) کا نظم	بنومخزوم	خالدبن ولید
۱۳	اَعِنّہ	سوارون کے رسالہ کی سپہ سالاری	"	"
۱۴	سفارۃ	سفارت	بنوعدی	عمربن الخطاب

اس چھوٹی سی شہری جمہوریت کا ایوانِ حکومت **دارالندوہ** کے نام سے موسوم تھا۔ اسکا بانی قصی تھا، ہرقسم کے اجتماعی، تجارتی، عدالتی اور سیاسی احکام اور فیصلے قریش اسی عمارت مین بیٹھکر صادر کرتے تھے، یہانتک کہ شادی بیاہ، بلوغ کے مراسم، قافلون کی روانگی و داخلہ وغیرہ جملہ امور یہین انجام پاتے تھے[۱]۔ قریش نے داعی اسلام کے قتل کا مجرمانہ فیصلہ بھی اسی ایوان عدالت مین بیٹھکر صادر کیا تھا۔

قریش کا تمدن عرب کے قبائل کی دو قسمین تھین، ایک وہ جو کسی مقام پر متعین بود و باش رکھتے تھے اور مکانات بناکر کوئی متصل آبادی قائم کرلیتے تھے، ان قبائل کو لوگ **حضری** کہتے تھے، عرب کے بڑے بڑے شہر مکہ، یثرب، طائف، صنعاء، یمامہ، عدن وغیرہ ان قبائل کے وطن تھے، ان کے علاوہ عرب کے اکثر قبائل **بدوی** تھے، یعنی خانہ بدوشانہ زندگی رکھتے تھے، خیمون مین رہتے تھے، مویشی کے لیے جہان عمدہ چراگاہ نظر آتی تھی وہان اُترپڑتے تھے، پھرکسی اور مقام پر جاکر ڈیرے ڈالتے تھے، یہی قبائل جرایم پیشہ بھی تھے۔

قریش حضری تھے، مکہ ان کا وطن تھا، بدوی قبائل کی طرح مویشی پر یا دوسرے قبائل کے مال و دولت کی چھین جھپٹ پر ان کا گذارہ نہ تھا، بلکہ پورا قبیلہ تجارتی کاروبار پر زندگی بسر کرتا تھا،

---

[۱] ابن سعد جلد اول ص ۳۹ مین ان تمام مراسم اور امور کی تفصیل ہے

عرب سے نکلکر حبشہ، عراق، ایران، شام، بلکہ ایشیاے کوچک تک انکے تاجر گذرتے تھے، غیر ملکی تاجر جو ان کے شہر مین داخل ہوتے تھے ان سے یہ عشر لیتے تھے[۱]،

قریش اور قرآن مجید | قریش کے تلمیحی اور ابہامی اشارون سے اگرچہ تمام قرآن بھرا ہے، لیکن نام کے ساتھ ان کا ذکر ایک ہی دفعہ قرآن مین آیا ہے اور وہ سورۂ ایلاف مین، جس کو سورۂ قریش بھی کہتے ہین۔

لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ اِیۡلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیۡفِ تعجب ہی کہ قریش کو اپنے جاڑے اور گرمی کے سفر فَلۡیَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَیۡتِ الَّذِیۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ کسقدر الفت ہی انکو چاہیے کہ اس خانۂ کعبہ کے مالک کو پوجین جسنے مِّنۡ جُوۡعٍ وَّ اٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ، انکو بھوک سے بچاکر کھانا دیا، اور خوف سے بچاکر امن وامان بخشا،

اس سورہ کی تفسیر اور قریش کی تاجرانہ اولالعزمیون کی تفصیل آیندہ باب مین آتی ہے

قریش کے افراد اور اشخاص کے ابہامی تذکرے بھی قرآن مین کثرت سے ہین، لیکن نام کے ساتھ قریش اور موالی قریش مین سے صرف تین اشخاص کا ذکر ہے، ایک تو خود ذات رسالت مآب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، دوسرے حضرت زید بن حارثہؓ، اور تیسرا ابولہب، اسم نبوی تو وحی الٰہی کا اصل مخاطب ہی اسلیے یہ اسم گرامی چار موقعون پر قرآن مین مذکور ہوا ہے،

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَ لٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ (احزاب) محمد تمہارے مردون مین سے کسی کا باپ نہین، لیکن خدا کا رسول ہی یہ اس موقع کی آیت ہے کہ لوگ حضرت زید بن حارثہؓ کو آپکا بیٹا کہتے تھے، تو خدا نے اوسکی ممانعت کی، اس آیت سے یہ پیشگوئی بھی سمجھی جاتی ہے کہ آپکے کوئی لڑکا پیدا نہوگا، دوسری آیت یہ ہے،

مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ (فتح) محمد خدا کے پیغمبر،

---

[۱] ابن سعد جلد اول، ذکر قریش

تیسری آیت :

آمنوا بما نزل علی محمد (براۃ) محمد پر جو کچھ اترا اُس پر ایمان لاؤ،

چوتھی :

وما محمد الا رسول (آل عمران) محمد صرف خدا کے رسول ہین،

دوسرا نام زید بن حارثہ کا ہے، زید قریشی النسل نہ تھے، وہ کلب کے قبیلہ سے تھے، لڑکپن مین چند ڈاکو انکو چرا کر عکاظ کے بازار مین لاے، اور غلام بناکر ان کو بیچا، حضرت حکیم بن حزام، ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے مامون نے خریدا اور اپنی بھانجی کی خدمت گذاری مین دیا، حضرت خدیجہ نے انکو آنحضرت صلعم کی خدمت مین پیش کیا، آپ نے آزاد فرماکر اپنی تربیت مین لیا، اور اس درجہ ان سے محبت کرنے لگے کہ لوگ ان کو زید بن محمد کہتے تھے، جب قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی،

ادعواھم لآبائھم ان کو ان کے باپ کی نسبت سے پکارو،

تو لوگ ان کو زید بن حارثہ کہنے لگے،

حضرت زید بن حارثہ ایک لاکھ صحابہ مین صرف وہی ایک خوش قسمت ہین جنکا اسم گرامی ناموس اکبر کی زبان سے ادا ہوکر **قرآن** کے صفحات مین زندگی جاوید حاصل کرسکا، انکے علاوہ کسی دوسرے صحابی کا نام قرآن مین مذکور نہین ہوا۔

فلما قضی زید منہا وطرا جب زید نے اسکو طلاق دیدی،

حضرت زید کو آنحضرت صلعم نے پالا تھا، اسلیے وہ خاندان کے ایک ممبر ہوگئے تھے، آنحضرت صلعم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب سے انکو بیاہ دیا تھا، لیکن میان بیوی مین نباہ نہو سکا، حضرت زید نے انکو طلاق دیدی، اسی سلسلۂ کلام مین حضرت زید کا نام قرآن مین آگیا۔

تیسرا نام ابولہب ہے جو حضرت کا حقیقی چچا اور عبد المطلب کا بیٹا تھا، چچا نے بھتیجے

کی نبوت پر گواہی نہ دی، بھتیجے نے وحی آسمانی کی زبان سے اس کے دائمی خسران وہلاکت کا اُس کو پیغام سنایا۔

تبت یدا ابی لهب وتب ما اغنی عنه ماله وما کسب سیصلیٰ نارا ذات لهب،

ابولہب کے دونون ہاتھونکی ہلاکت ہو، اور وہ ہلاک ہوبھی گیا، اُسکے مال و دولت نے کچھ فائدہ نہ پہنچایا، وہ آتش دوزخ مین بیٹھے گا،

ابولہب کا اصلی نام عبدالعزیٰ تھا، ابوالہب کنیت تھی، ابولہب کے معنی "آگ والے" کے ہین اس سے لوگون نے یہ قیاس کیا ہو کہ مسلمانون نے ضد سے اسکا نام آگ والا یعنی دوزخی رکھا تھا لیکن اصل یہ ہی کہ عربی مین آگ والے سے مراد صاحب حسن وجمال ہے، چونکہ یہ خوبصورت تھا اسلیے قریش نے اسکو ابولہب کا خطاب دیا تھا، یہ دوسری بات ہے کہ اس خطابنے جو اسلام سے پہلے مل چکا تھا، دوسرے معنی مین ایہاماً اسلام کے بعد اُسکی تقدیر کا سرنوشت ہوگیا،

یہ قریش کا سردار تھا، اور اسلام کا سخت دشمن، ہجرت کے بعد قریش کے حملہ آورانہ ارادون کا آلہ تحریک ایک یہ بھی تھا، ۲ھ مین مکہ مین غزوۂ بدر کے بعد اسنے انتقال کیا،

اس آیت مین ابولہب کی ہلاکت سے اُسکی ذاتی ہلاکت نہین، بلکہ اُسکی قومی ہلاکت مراد ہے، جو غزوۂ بدر مین واقع ہوئی، جس طرح دیگر انبیاء کے زمانہ مین ہمیشہ ایک طاغی اور سرکش انکا مقابل رہا ہے، اور جسنے اپنی گمراہی سے قوم کی قوم کو ہلاک کیا ہے، مثلاً حضرت ابراہیم کے زمانہ مین نمرود، حضرت موسیٰ کے عہد مین فرعون، اسی طریقہ سے اس امت محمدیہ کا نمرود یا فرعون ابولہب تھا، اور قرآن نے اسی حیثیت سے تمام رؤسائے قریش کو چھوڑکر صرف اسی کا نام لیا۔

تجارات العرب قبل الاسلام

یعنی

اسلام سے پہلے عربونکی تجارت

رِحلۃَ الشِّتَاءِ وَالصَّیفِ

ملک کی دولت کا دارومدار دو چیزون پر ہے، زراعت اور تجارت، سرسبز اور شاداب ملک پیداوار کو پیدا کرتے ہین اور سنگستانی اور ساحلی ممالک اونکا بیوپار کرتے ہین اور ایک ملک سے دوسرے ملک مین پہنچاتے ہین۔

ملک عرب کا زیادہ تر حصہ غیر آباد اور سنگستانی ہی اس لیے طبعاً وہان زراعت سے زیادہ تجارت کے کاروبار کو فروغ ہونا چاہیے، اُس کے آباد حصے تمامتر ملک کے تین طرف بحری سواحل پر واقع ہین، مغرب سے چلیے، بحرین اور عمان خلیج **فارس** پر، شمال مین حضرموت اور یمن **بحر عرب** پر، اور مشرق مین حجاز و مدین **بحر احمر** پر واقع ہین۔

اندرون ملک مین عرب کا جو حصہ زرخیز ہے، مثلاً یمامہ، نجد، اور یثرب وخیبر وغیرہ، یہان کاشتکاری ہوتی تھی،

عرب کے یہ ساحلی صوبے دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے آمنے سامنے واقع ہین، عمان وبحرین، **ایران** وعراق سے متعلق ہین، یمن اور حضرموت کو افریقہ اور **ہندوستان** سے تعلق ہے، حجاز کے سامنے **مصر** ہے اور **شام** کا ملک اُس کے بازو پر واقع ہے، اس جغرافی تحدید سے یہ واضح ہوتا ہے کہ طبعی سہولتون کے لحاظ سے عرب کے کس صوبہ کو دنیا کے کس

زرخیز خطہ سے تجارتی تعلقات حاصل ہو سکتے تھے، چنانچہ تاریخی سندون سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عرب کے ان تجارتی صوبون کو اپنے انھین ہمسایہ ملکون سے زیادہ تر تعلق تھا، گو کبھی کبھی کسی ضرورت کی بنا پر ان کو آگے پیچھے بھی ہٹ جانا پڑتا تھا۔

بحرین کے پاس کچھ عرب تاجرون نے انتقال مکان کر کے بحر روم (بحر ابیض و بحر متوسط) کے سواحل پر جو شام و کنعان کے بحری مقامات تھے، سکونت اختیار کر لی تھی، بنی اسرائیل ان کو آرامی اور کنعانی اور اہل یونان ان کو فینیقین (فینشین) کہتے تھے، ان فینیقی عربون نے یورپ اور افریقہ کے انتہائی ملکون تک اپنے تجارتی سلسلے پھیلا رکھے تھے، یونان مین تہذیب و تمدن کا آغاز انھین بیوپاریون کے ذریعہ سے ہوا اور رفتہ رفتہ یہ چنگاریان دور دور تک اپنی روشنی کی شعاعین ڈالتی چلی گیئن۔

یمن اور **حضرموت** کے عرب ایک طرف تو بحر افریقہ کو عبور کر کے ملک حبش مین اپنی نوآبادی قائم کرنے مین کامیاب ہوئے اور دوسری طرف ہندوستان کے ساحلی صوبون تک وہ دھاوا مارتے ہوئے چلے آئے، وہ جو کچھ ان ممالک مین پاتے، وہ کشتیون پر لاد کر اپنے وطن لاتے، اور وہان سے اپنی سرحدون کو عبور کر کے حجازی عربون کے سپرد کر آتے اور یہ اُسکو شام اور مصر کی منڈیون تک پہنچا آتے،

عربون کے تجارتی حالات کسی قدر **توراۃ** کے صفحون سے اور زیادہ تر یونانی تاریخون سے واضح ہوتے ہین، ان بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ عرب تاجر دو ہزار برس قبل مسیح سے برابر ان خدمات کو ادا کر رہے ہین، اور مشرق و مغرب کے تجارتی تعلقات مین بیچ کی کڑی ہمیشہ یہی رہے ہین، افریقہ اور ہندوستان سے سامان تجارت بحری راستون سے آکر یمن اور حضرموت کے سواحل پر اترتا، اور یہان سے خشکی کے راستے سے بحر احمر کے کنارے کنارے حجاز و مدین و

وادی القری کو قطع کرکے شام پہنچتا اور وہان سے بحر روم ہوکر یورپ کو چلا جاتا، یا شام کی سرحد سے مصر پہنچتا اور وہان سے اسکندریہ کی بندرگاہ سے یورپ کو روانہ ہوجاتا۔

عرب کی شاہراہِ تجارت
یا
امام مبین

ہمنے کئی دفعہ لکھاہی کہ یہ تجارتی شاہراہ جو حجاز ہوکر یمن سے شام کو جاتی تھی، **قرآن مجید** نے اسی راستہ کو **امام مبین** (ظاہر راستہ) کہاہے اور عرب کی تمام بڑی بڑی آبادیان اسی کے دائین بائین واقع تھین، اصحاب الایکہ اور موتفکہ یعنی حضرت لوطؑ کا گاؤن جو بحر میت کے قریب تھا، اسی راستہ پر آباد تھے، قرآن کہتاہی۔

وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ، — یہ دونون گاؤن کھلے راستہ پر ہین،

سبا کے تجارتی قافلون کے ذکر مین ہے،

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا آمِنِيْنَ، سبا،

ہمنے اُنکے (ملک) اور بابرکت آبادیون (شام) کے درمیان بہت سی کھلی آبادیان قائم کردی تھین اور ان مین سفر کی منزلین مقرر کردی تھین کہ ائین دن رات بے خوف وخطر چلو،

یہ انھین آبادیون کی طرف اشارہ ہے، حضرت **یوسف** کے قصہ مین ایک قافلہ تجارت کا جس راہ گذرنے کا ذکر ہے وہ یہی راستہ ہے، توراۃ کے الفاظ یہ ہین،

" ناگاہ (یوسف کے بھائیون نے) دیکھا کہ اسماعیلیون کا قافلہ جلعاد کی طرف سے آرہا ہے ...... اور مصر کو جارہاہی، (تکوین ۳۷-۲۵)

قرآن مین یہ الفاظ ہین:

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ (یوسف) — ایک قافلہ آیا

یہ قافلہ جو تجارت کا مال عرب سے مصر لیے جاتا تھا، اسی شاہراہ سے گذر رہا تھا، اصحاب الایکہ یعنی ددان جنکا قرآن نے اسی راستہ پر ہونا بیان کیا ہے، توراۃ بھی اسکی تائید سے خالی نہین ہے،

جبکہ جنگل مین ودان والون کی راہ مین تم شام بسر کرو (اشعیا ۲۱-۳۱)

یونانیون کی تاریخ مین بھی اس راستہ کا ذکر ہے، ایک یونانی مورخ لکھتا ہے،

یہین سے ایک سیدھی سڑک اُس شہر کو جاتی ہے جس کا نام پٹرا (رقیم) ہے،
اور فلسطین (شام) کو جاتی ہے، جہان اہل قریہ (یمامہ وبحرین) مین اور تمام
عرب قریب مین رہتے ہین[۱]،

قدیم مورخ آرٹی میڈرس جو سنہ ق م مین موجود تھا بیان کرتا ہے،

"سبا قرب وجوار کے قبیلون سے تجارتی اسباب خریدتے ہین اور وہ اپنے
ہمسایون کو دیتے ہین اور اسی طرح دست بدست وہ شام اور جزیرہ تک پہنچتے ہین"

یونان کے اکثر مورخون نے اس راستہ کا ذکر کیا ہے، مصر پر جب یونانی بطلیموسیون نے قبضہ کیا، اُنھون نے تجارت کو براہ راست اپنے ہاتھ مین لینا چاہا، یمن سے مصر تک خشکی کا راستہ اُن کے لیے پُرامن نہ تھا، اس لیے ہندوستان سے مصر تک انھون نے براہ راست بحری سفر اختیار کیا، اس طریق سفر نے عربون کی بحری تجارت کو بالکل ڈبو دیا[۲]۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا طبع ۱۱ کا مضمون نگار "عرب" لکھتا ہے:

جنوبی مغربی عرب (حضر موت اور یمن) کی خیر وبرکت کا سب سے بڑا سبب اس
زمانہ مین یہ تھا کہ مصر اور ہندوستان کے درمیان کا تجارتی سامان پہلے سمندر کی
راہ سے یہان آتا تھا اور پھر خشکی کے راستہ سے مغربی ساحل پر جاتا تھا، یہ تجارت
اب اس عہد مین مسدود ہو گئی، کیونکہ مصر کے بطلیموسس بادشاہون نے ہندوستان

---

[۱] برٹن کی گولڈ مانیس آف مدین، صفحہ ۱۰۰،۱۰۹،

[۲] یہ حالات بہ تفصیل تمام ارض القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۲ مین گذر چکے ہین،

سے اسکندریہ تک براہ راست ایک راستہ بنالیا"[1]

اسی کتاب مین "سبا" کے تحت مین ایک دوسرا مضمون نگار لکھتا ہی:

خشکی کی تجارت جب زوال پذیر ہوگئی اور ساحلی آبادیون کے درمیان جو تجارتی سفر ہوتے تھے جب وہ جاتے رہے اور انکی جگہ بحری راستہ اختیار کیا گیا تو ناچار یہ آبادیان نیست دنابود ہوگئین[2]۔

آرٹی میڈروس سنہ۱۰۰ ق م کہتا ہے،

سبائی یہ چیزین مقابل کے حبشی سواحل سے لاتے ہین جہان یہ لوگ چمڑے کی کشتی پر بیٹھکر چلے جاتے ہین[3]۔

اشعیا نبی بابل کے ذکر مین کہتے ہین:

"ہرگز عرب لوگ اب وہان خیمے استادہ نہ کرینگے" (باب ۱۳-۲۰-)

غیر ممالک سے تجارت | الغرض ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ عربون کے خارجی تجارتی تعلقات ہندوستان، حبش، ایران، بابل (عراق) شام، مصر اور یونان سے تھے، یہ تمام ممالک عرب کی چارون طرف اس طرح واقع ہین کہ عرب اس دائرہ کا نقطہ بن گیا ہے، اندرون ملک مین جو شہر اور مقامات تجارت کے مرکز تھے یونانی اور اسرائیلی بیانات کے مطابق وہ حسب ذیل تھے،

اندرون ملک کے تجارتی شہر | قریہ یعنی بحرین یا یمامہ، حضرموت، شبوہ، حضرموت کا پایہ تخت، قانہ حضرموت کا بندرگاہ، مارب، سبا کا پایہ تخت، معین، عدن، اوزال، اوفر، مدین، ایلہ یعنی عقبہ، جرہ کا نقشہ دیکھو تو معلوم ہوگا کہ یہ تمام آبادیان ملک عرب کے کنارے کنارے خلیج فارس سے لے کر

[1] جلد ۲ صفحہ ۲۶۴، [2] جلد ۲۳ صفحہ ۹۵۶، [3] ڈنکر کی تاریخ قدیم جلد ۱ صفحہ ۳۱۰ و ۳۱۲،

خلیج عقبہ تک ساحلی مقامات ہین، اونکے نام یہودی اسفار اور یونانی تاریخون کے حوالے سے اسی مضمون کے اثنائے کلام مین آئین گے،

راستون کی مسافت ایک یونانی مورخ نے ان مین سے بعض مقامات کے درمیان سفر دن اور راستون کے دن بھی مقرر کردیے ہین، کہتا ہے:

"حضر موت سے سبا کے ملک تک ۴۰ روز کا راستہ ہے اور معین سے ۷۰ دن مین سوداگر ایلہ (عقبہ) پہنچتے ہین[1]"

گویا حضر موت سے لیکر عقبہ تک تقریبًا ۱۱۰ دن کا سفر تھا، مسلمان جغرافیہ نویسون مین ابن الحائک الہمدانی نے اپنی کتاب صفۃ جزیرۃ العرب مین عرب کے تمام راستون کی تفصیل لکھی ہے اور میلون کی تعداد مین اسکی حد مقرر کی ہے[2]، ابو الفدا نے تقویم البلدان مین لکھا ہے کہ کل ملک کے چارون طرف پھرنے مین سات مہینے گیارہ دن لگین گے،

سامان تجارت سب سے اہم اور اقدم سوال یہ ہے کہ عرب کا ملک ایک بنجر اور بے آب وگیاہ زمین ہے وہان تجارت کا کیا سامان ہاتھ آتا ہوگا، وہان کس چیز کی پیداوار ہوتی تھی، اور کیا کیا چیزین عرب سوداگر کا سرمایۂ تجارت تھین؟ خود عربون کے پاس تو ان معلومات کا مسالہ کچھ نہین ہے لیکن جن قومون کے ہاتھ وہ اُن چیزون کو فروخت کرتے تھے، انھون نے اُنکے تھذون کی ایک ایک چیز یاد رکھی ہے،

اس تجارت کا سرمایہ عمومًا تین چیزین ہوتی تھین۔

۱۔ کھانے کا مسالہ اور خوشبودار چیزین،

۲۔ سونا، جواہرات، اور لوہا،

---

[1] ڈنکر کی قدیم تاریخ صفحہ ۳۱۰-۳۱۲، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا طبع ۱۱ جلد ۲۳ صفحہ ۹۵۵، [2] صفۃ جزیرۃ العرب از صفحہ ۱۸۵ تا ۱۹۰، طبع لیڈن،

۴- چمڑا، کھال، زین پوش، بھیڑ، بکری،

دو ہزار برس قبل مسیح مین جو عرب تاجر بارہا مصر کو جاتے دکھائی دیے ہین، انکا سامان تجارت یہ تھا "بلسان، صنوبر، لوبان، اور دیگر خوشبودار چیزین"[1] حضرت داؤد ایک ہزار ق م مین سبا کا سونا مانگتے ہین[2]، ۹۵۰ ق م مین حضرت سلیمان کے دربار مین ملکہ سبا جو تحفہ لائی تھی وہ یہ تھا "خوشبو کی چیزین بہت سا سونا، بیش قیمت جواہر"[3] حضرت سلیمان کی کشتیان یمن کی بندرگاہ فر سے سونا لاتی تھین[4]، اوفر کے سونے کا اسفار یہود مین بکثرت ذکر ہے، انکے حوالے ارض القرآن جلد اول صفحہ ۲۲ مین گذر چکے ہین،

اشعیا نبی کے وقت مین (۷۰۰ ق م) اوزال سے جو صنعا کا قدیم نام ہے، فولاد، تیزپات اور مسالہ ملک شام کو جاتا تھا[5]، اسی زمانہ مین سبا یعنی شہر مارب سے یہ چیزین بھی شام کو آتی تھین، عمدہ خوشبو، جواہر اور سونا، حاران، قانہ، اور عدن کی راہ سے یہ چیزین آتی تھین[6]، مدین اور عیفا کی اونٹنیان سبا کے ملک سے سونا اور لوبان لیکر آتی تھین[7]، شام کے ہیکلون مین عرب ہی سے آیا لوبان جلتا تھا، ددان یعنی اصحاب الایکہ بیٹھنے کے فرش یا زین پوش، بدوی عرب اور دیگر شیوخ قیدار جانور بیچنے کو یروشلم لاتے تھے، حزقیال نبی کے ستائیسوین باب سے عرب کی تجارت کے متعلق بہت سے مفید معلومات حاصل ہوتے ہین، یروشلم کو خطاب کرکے کہتے ہین،

دوان اور یاوان، اوزال سے تیرے بازار مین آتے تھے، آبدار فولاد، تیزپات
اور مسالہ تیرے بازار مین وہ بیچتے تھے ددان تیرا سوداگر تھا، کہ سواری کے
چارجامے تیرے ہاتھ بیچتا تھا، عرب اور قیدار کے روسا تیرے تاجر ہین،

---

[1] تکوین ۳۷-۲۶ [2] زبور ۷۲، [3] ۲ ایام ۹-۹، [4] ۱ ملوک ۹- ۲۷، [5] اشعیا ۲۷-۱۹، [6] اشعیا ۲۷-۱۴

[7] اشعیا ۶۰-۶ [8] میاہ ۶۰

وہ بکری اور مینڈھے لے کے تیرے ساتھ تجارت کرتے تھے، سبا اور رعما کے
سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے، وہ ہر قسم کے نفیس وخوشبودار مسالے
اور ہر طرح کے قیمتی پتھر اور سونا تیرے بازار مین لاتے تھے، حاران اور قانہ
اور عدن اور سبا کے سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے، (۲۷-۱۹، ۲۴)

یونانی مورخین کا بیان اس سے زیادہ مفصل نہین ہے، وہ بھی زیادہ تر انھین چیزون کی سوداگری کا ذکر کرتے ہین، یعنی سونا، اور خوشبودار مسالہ اور جلانے کی خوشبودار لکڑیان، یہ بیانات اس کتاب کی پہلی جلد کے صفحہ ۲۵۱ و ۲۵۲ پر موجود ہین، ان شہادتون پر یہان صرف ایک سند کا اور اضافہ کرتے ہین، جو کتاب کی اِس دوسری جلد مین اصحاب الایکہ کے ذکر مین گذر چکی ہے،

یہ سڑک فلسطین کو جاتی ہے، جہان اہل قریہ (یمامہ یا بحرین) اور معین اور تمام عرب
قریب مین رہتے ہین، اور بالائی ملک سے بخورات، کہا گیا ہے کہ خوشبودار
چیزون کا بنڈل لاتے ہین[1]۔

ایک اور اہم سوال یہ ہے کہ عرب مین یہ خوشبودار مسالہ، سونا، لوہا، جواہرات، اور موتی وغیرہ کہان سے آتے تھے کیا یہ خود عرب کی پیداوارین تھین، یا یہ سب مال باہر سے لایا جاتا تھا، اس سوال کا جواب یہودیون سے نہین ملسکتا، یونانی تحریرون سے واضح ہوتا ہے کہ اکثر خوشبودار چیزون کی خود یمن مین کاشت ہوتی تھی، یا اُن کے وہان باغ موجود تھے، اگاتھر شیدس (۱۴۵ سنہ ق م) بیان کرتا ہے،

سمندر سے متصل زمین مین بلسان اور نہایت خوبصورت درخت ہین، اندرون
ملک مین بخورات (یعنی جلانے کی خوشبوئین) دارچینی، چھوہارے وغیرہ کے

[1] گولڈ مائنس آف مدین صفحہ ۱۷۹ و ۱۸۰،

نہایت بلند درختون کے گنجان جنگل ہین،..... سبا تمام دنیا مین سب سے زیادہ دولتمند
لوگ ہین، چاندی اور سونا بکثرت ہر طرف سے لایا جاتا ہے،

تھیوفراسٹینس بیان کرتا ہے کہ لوبان اور عود وغیرہ بخورات سبا اور حضرموت کے عرب اضلاع مین پیدا ہوتے ہین، (یونانی بیانات کے لیے ارض القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۷ و ۲۵۰ و ۲۵۱ دیکھو)

اسی قسم کا بیان آرٹی میڈروس کا ہے لیکن اس کے ساتھ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ "یہ مسالے مقابل کے حبشی سواحل سے لائے جاتے ہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان مین سے بعض چیزین خود ملک مین پیدا ہوتی تھین چنانچہ ہمدانی نے نہایت تفصیل سے ان نباتات اور درختون کا حال لکھا ہے، لوبان اور زعفران کی نسبت لکھا ہے کہ "یہین سے تمام دنیا مین جاتا ہے، قسم قسم کے پھول اور نباتات یمن اور نجد مین پیدا ہوتے ہین" لیکن مسالہ یعنی لونگ، سیاہ مرچ، الائچی، ڈلی، دارچینی، ناریل، اِملی وغیرہ ہمارے نزدیک یہ چیزین جنوبی ہند اور جزائر ہند کے سواحل سے عرب آتی تھین علاوہ گذشتہ تاریخی بیانات کے خود آج تک یہ چیزین یہین سے تمام دنیا مین جاتی ہین، اور ایک بڑا ثبوت اس دعوے کا یہ ہے کہ مسالہ اور خوشبو کی اکثر چیزون کے نام عربی مین سنسکرت سے آئے ہین، مثلاً مشک، فلفل، کافور، زنجبیل، صندل، نارجیل، قرنفل، بعض چیزون کے نام مین، ہندی کا لفظ نام کا جزو ہوگیا ہے، مثلاً عود ہندی، قسط ہندی، تمر ہندی، لوہے کی تلوارین ہندوستان ہی سے بنکر جاتی تھین، اسی لیے عربی مین ہندی، اور مھند تلوار کے وصف کے طور پر آتا ہے، خوشبودار مسالون مین لونگ، الائچی، سیاہ مرچ، دارچینی، ہلدی، سب داخل ہین یہ سب جنوبی ہند اور جزائر ہند کی پیداوار ہین -

موتی تو خاص سواحل عرب کی چیز ہے بحرین و عمان کے دریاؤن مین موتی کے خزانے

ہین، اور اب تک بمبئی وغیرہ مین موتی کے بڑے بڑے تاجر خاص عرب ہین، قرآن قرآن مجید مین ہے:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ فبأی آلاءِ ربکما تکذبانِ، یخرج منہما اللولوء والمرجان، (رحمٰن)	خدانے ان دو دریاؤن کو ملایا کہ وہ مل گئے اور (پھر) اُنکے بیچ مین پردہ ہے کہ وہ حد سے آگے نہین بڑھ سکتے، تم اپنے پروردگار کی کن کن باتو نکا انکار کروگے ان دونون سے موتی اور مونگا نکلتے ہین

سب سے زیادہ حیرت لوگون کو اس بات سے ہوگی کہ غریب اور مفلس عرب کے جس سونے کی یروسلیم اور اسکندریہ کے بازارون مین شہرت تھی وہ خاص عرب کی کانون سے نکلتا تھا، عرب مین سونے کی بہت بڑی بڑی کانین ہین ہمدانی نے صفۃ جزیرۃ العرب مین ایک ایک کان کا نام لکھا ہے، صرف یمامہ اور نجد مین سونے کی چھ کانون کا پتہ دیا ہے (صفحہ ۱۵۴) سونے کے علاوہ چاندی، تانبا، اور عقیق کی کانین بھی بتائی ہین، درِ عدن اور عقیق یمن کی شہرت غالباً یہین سے ہے، کل کتاب مین ۷ اکانون کا ذکر ہے، مدین کے سونے کی کانین انگریزون کو بھی عرب کھینچ کرلے گئین، اور خدیو مصر کے حکم سے برٹن ایک انگریز اُسکی تحقیقات کے لیے بھیجا گیا، اُسنے گولڈ مائنس آف مدین نام ایک کتاب لکھی،

عرب کی کھالین بھی سامان تجارت مین نظر آتی ہین یمن کی کھال پہلے بہت مشہور تھی، یہان تک کہ فارسی شعرا کے کلام مین بھی اس کی تلمیحات ملتی ہین، اور سبب اس کا یہ بیان کرتے ہین کہ ستارۂ سہیل جو یمن کے مقابل طلوع ہوتا ہے اُس کی روشنی مین کھال کی دباغت بہت عمدہ ہوتی ہے، طائف مین بھی یہ فن بہت کمال کو پہنچ گیا تھا، چنانچہ اس کا نام ہی "بلد الدباغ" پڑگیا ہے (ہمدانی صفحہ ۱۲۰) سلمانون نے مکہ سے بھاگ کر جب حبش مین پناہ لی تھی، اور قریش

نے ایک شخص کو کچھ نذر تحفہ دیکر نجاشی کے پاس بھیجا تھا کہ مسلمانون کو وہ اپنے ملک سے نکال دے، اُسوقت بھی قریش کا شاہانہ تحفہ یہی کھال تھی اسلام سے بہت پہلے طرفہ کہتا ہے،

کسبت الیمانی قدہ لم یجرد ۔۔۔ یمن کی کھال ہے جسکی کاٹ ٹیڑھی نہین

درآمد | بہرحال اس بحث کو ختم کر کے اب ہم اس مسئلہ پر آتے ہین کہ عرب سوداگر ان چیزونکو اپنے ملک سے باہر لیجاکر فروخت کرتے تھے، لیکن اُن ملکون سے خود اپنے اہل وطن کے لیے کیا تحفے لیکر واپس آتے تھے؟ تاریخ کے ہزارون صفحات اُلٹنے کے بعد ہم جس نتیجہ تک پہنچے ہین وہ یہ ہے، غیر ملکون سے وہ حسب ذیل چیزین لاتے تھے، کپڑا، غلہ، شراب، ہتھیار، اور آئینہ وغیرہ آرایش کی چیزین،

کپڑے گو یمن مین بھی بنے جاتے تھے، "بردیمانی" یمنی چادرین تو بہت مشہور ہین امرالقیس جو اسلام سے چالیس پچاس برس پہلے گذرا ہے کہتا ہے،

والقی بصحراء الغبیط بعاعہ ۔۔۔ نزول الیمانی ذی العباب المحمّل

ابر نے غبیط کے میدان مین اپنا بوجھ اسطرح ڈالدیا تھا جسطرح یمنی سوداگر اپنے کپڑے کی گٹھریان پھیلاتا ہے،

مارب جو سبا کا پایہ تخت تھا، روئی اور کپڑے کا کاروبار وہان زمانہ اسلام تک تھا، چنانچہ آنحضرت صلعم نے یہان کے باشندون پر نقد جزیہ کے بجاے کپڑا ہی مقرر کیا تھا[1]،

یمن کا کاروبار زیادہ تر ہندوستان کے ساتھ تھا، اسلیے بتحقیق یہ نہین کہا جاسکتا کہ یہ کپڑے یمن ہی مین سب بنتے تھے، یا ہندوستان سے آتے تھے، عربی مین بعض کپڑون کے نام ہندی الاصل ہین، مثلاً شاس (ململ) فوطہ (چارخانہ دار تہبند) اس سے قیاس ہوتا ہی کہ شاید کچھ کپڑے ہندوستان سے آتے ہون، آغاز اسلام مین کپڑونکی آمد شام سے تھی،

---

[1] مسند احمد، مسند اہل البیت، وسیرت ابن ہشام ذکر ہجرت حبش [2] ابوداؤد کتاب الخراج اخذ الجزیہ،

یہودی تاجر مدینہ مین کپڑا لیکر آتے تھے، چنانچہ آنحضرت صلعم نے اُنسے کپڑا خریدا ہے[1] مسلمان سوداگر بھی شام ہی سے کپڑا لاتے تھے[2]،

غلہ یمن سے آسکتا تھا، لیکن زیادہ تر شام ہی سے آتا تھا، اور اسی لیے لوگ غلہ کے بیوپاریون کی آمد کے بیحد منتظر رہتے تھے، سورہ جمعہ کی آیتون مین جس واقعہ کا ذکر ہے یعنی یہ کہ آنحضرت صلعم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ان بیوپاریون کی آمد کا شور ہوا، اور لوگ اُٹھکر چلے گئے، وہ اسی شام کے غلہ کے بیوپاری آئے تھے،

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا	جب یہ لوگ کسی تجارت یا کھیل تماشہ کو دیکھ پاتے ہین تو اُسکی طرف
وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ	دوڑ پڑتے ہین اور تمکو کھڑا تنہا چھوڑ دیتے ہین، کہدے کہ جو
مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ، (جمعہ)	خدا کے پاس ہے وہ کھیل تماشہ اور تجارت سے زیادہ بہتر ہے

شراب زیادہ تر شام سے آتی تھی[3]، عمرو بن کلثوم کہتا ہے،

الا ھبی بصحنک فاصبحینا ولا تبقی خمود الاندرینا،

ہان اٹھ اور صبح کی شراب پلا "اندرین" کی شراب کچھ چھوڑنا نہین

اندرین شام مین ہے،

کاغذ بھی ملک شام سے آتا تھا، طرفہ کہتا ہے،

وخد کقرطاس الشامی گال، شامی ہجر کے کاغذ کی طرح

عرب کے بازار | اہلِ عرب کو جو تجارت کا شوق تھا اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ حیرہ کے بادشاہ عکاظ کے سالانہ میلہ مین اپنا تجارتی سامان بھیجا کرتے تھے، اس کو لطیمہ کہتے تھے، قریش مین حرب فجار کے نام سے جو آخری جنگ ہوئی، جس مین آنحضرت شریک تھے، اسی لطیمہ

---

[1] ترمذی صفحہ ۱۵۵ مطبع العلوم دہلی، [2] [3] فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۲۰۹ بحوالہ مسند احمد،

لٹ جانے پر برپا ہوئی تھی،

خود عرب مین بڑے بڑے بازار تھے، جہان سال مین ایک دفعہ میلا لگا کرتا تھا اور دور دور سے سوداگر یہان اسباب لاتے تھے، اور فروخت کرتے تھے، عرب کے نقشہ کو غور سے دیکھو تو نجد کے سوا تمام آبادی عرب کے کنارہ کنارہ دریا سے متصل ہی، یہ میلا شام کے پاس دومۃ الجندل سے شروع ہو کر عراق کے حدود بحرین اور عمان سے ہوتا ہوا بحر ہند کے مقابل حضر موت و یمن سے گذرتا ہوا حج کا زمانہ مکہ مین گذار کر حجاز سے ہو کر پھر شام مین آکر ختم ہو جاتا تھا،

عرب کے ان بازارون کے حالات بہت سے مورخین نے قلم بند کئے ہین، یعقوبی نے اپنی تاریخ کے خاتمہ مین ایک پورا باب اس پر لکھا ہے، لیکن انکے متعلق سب سے کارآمد اور مفصل حالات امام مرزوقی نے کتاب الامکنہ والازمنہ مین لکھے ہین، ہم ان کا خلاصہ یہان نقل کرتے ہین،

عرب کے ۱۳ مقامات مین بڑے بڑے میلے لگتے تھے، دومۃ الجندل، مشقر، صحار، دبا، شحر، عدن، صنعا، حضر موت، عکاظ، ذوالمجاز، منی، خیبر، یمامہ، سب سے پہلے دومۃ الجندل مین میلہ لگتا تھا، دومۃ الجندل شام کے پاس حجاز کی آخری سرحد پر واقع ہے، یکم ربیع الاول سے ۱۵ تک تو بڑا جمگھٹا رہتا تھا، ۱۵ کے بعد سے گھٹنا شروع ہوتا تھا، کلب اور جدیلہ دو قبیلے اسکے پڑوس مین آباد تھے، ان مین سے جسکا رئیس قابو پاتا، اس بازار کا حاکم ہو جاتا، عرب کے علاوہ عراق اور شام کے تاجر بھی اسکی اجازت سے اپنے بازار لگاتے تھے، رئیس خود بھی تجارت کرتا تھا اور جب تک اس کا مال نہ بک جاتا کسی اور کو خرید و فروخت کی اجازت نہ تھی، یہان خرید و فروخت اس طرح ہوتی تھی کہ جسکو جو مال پسند آتا اُسپر ایک کنکر ڈال دیتا،

دومۃ الجندل سے میلہ اکھڑ کر مشقر و بحرین مین آکر جمتا تھا، جمادی الاولی بھر پورے ایک مہینہ رہتا تھا، یہ ایران کے قریب تھا، اسلیے یہان **ایران** کے تاجر بھی آتے تھے، عبدالقیس اور تمیم یہان کے باشندے تھے، تمیم کا رئیس بازار کا حاکم ہوتا تھا، یہان تمام ملک عرب کے لوگ آتے تھے، یہان خرید و فروخت کا طریقہ یہ تھا، کہ بایع و مشتری دونون خاموش رہتے، اور صرف اشارون سے بات چیت ہوتی،

اکیسوین رجب کے صحار (عمان) مین سوداگر جمع ہونے شروع ہوتے، اگلے بازارون مین جو لوگ نہین سکتے تھے وہ اس مین آتے تھے، یہان خرید و فروخت کا طریقہ یہ تھا کہ سامان قرینہ سے لگا ہوتا، گاہک پتھر پھینکتے جس پر جا پڑتا اوٹھا لیتے، یہان سے ہٹ کر رجب کی آخری تاریخ کو عمان کی بندرگاہ دبا مین جہان ملک ملک کے سوداگر آتے تھے لوگون کا میلہ لگتا تھا یہان ہندوستان سے، سندھ سے چین سے، اور افریقہ سے سوداگر آتے تھے، عرب کی چیزین اور دریا کی چیزین یہان بکتی تھین، یہان سے اُٹھکر تمام سوداگر شحر مین جمع ہوتے تھے جو بحر عرب کے ساحل پر حضرموت اور عمان کے بیچ مین واقع ہے، نصف شعبان سے یہان میلہ شروع ہوتا تھا، چمڑا، کپڑا، اور دیگر عام ضرورت کی چیزین یہان بکتی تھین، اور کچھ نباتاتی دوائین لوگ یہان سے خرید کر لے جاتے تھے،

شحر سے چلکر عدن مین ان کے ڈیرے لگتے تھے، یہان دریائی سوداگر زیادہ تر جمع ہوتے تھے، یکم سے ۲۰ رمضان تک میلہ رہتا تھا، جو کچھ بچا کھچا مال رہتا تھا وہ یہان فروخت ہوتا تھا، سلاطین یمن نہایت خوش اسلوبی سے یہان کا انتظام کرتے تھے، یہان قسم قسم کے عطر اور خوشبو کی چیزین فروخت ہوتی تھین عربون کا دعویٰ تھا کہ ان کے سوا دنیا مین خوشبو بنانا کوئی نہین جانتا، براہ دریا ہندوستان اور سندھ تک، اور براہ خشکی ایران اور

روم تک یہین سے یہ چیزین جاتی تھین،

عدن کے بعد صنعا کے میلہ کا زمانہ آتا تھا، صنعا یمن کا پایہ تخت ہی، یہان روئی زعفران اور رنگون کی تجارت ہوتی تھی، کپڑا، اور لوہا خرید کر یہان سے لوگ لے جاتے تھے، ۱۵ سے ۳۰ رمضان تک یہان چہل پہل رہتی تھی، یہان سے کچھ لوگ لوٹ کر حضر موت چلے جاتے تھے وہان بھی میلہ لگتا تھا، اور زیادہ تر لوگ عکاظ آتے تھے، عکاظ کا میلہ نجد اور عرفات کے بیچ مین لگتا تھا، دونون مقامات مین ایک ہی وقت میلہ شروع ہوتا تھا، یعنی ۱۵ ذیقعدہ سے،

عکاظ ایام جاہلیت کا سب سے بڑا بازار تھا، یہان قریش، ہوازن، غطفان، خزاعہ، حارث بن عبد مناۃ، عقل، مصطلق وغیرہ جمع ہوتے تھے، شعرا یہان اپنے قصائد سناتے تھے، خطبا تقریرین کرتے تھے، حکام اپنے فیصلے سناتے تھے، شیوخ معاہدے کے دفعات طے کرتے تھے، ذوالحجہ کا چاند دیکھکر یہ میلہ چھٹ جاتا تھا اور سب لوگ ذوالمجاز کے بازار مین اُٹھ آتے تھے، اور ۹ تاریخ تک جمتے تھے بعدازین حج کرکے لوگ اپنے اپنے گھرون کو روانہ ہوجاتے تھے، پھر نئے سال سے نیا پھیرا شروع ہوتا تھا،[1]

قریش کی تجارت قدیم عرب کی تجارت کی تاریخ لکھنے کے بعد اب مخصوص قریش کی تجارت پر ہمکو روشنی ڈالنا ہے، یہ مسلم امر ہے کہ قریش ایک تاجر قبیلہ تھا، نہ صرف اسی قدر بلکہ زراعت اور کاشتکاری ان کے نزدیک ذلیل ترین پیشہ تھا، چنانچہ اہل مدینہ جو کاشتکار تھے، قریش ان کو اسی لیے آنکھ نہین لگاتے[2] تھے،

یہ معلوم ہوچکا ہے کہ تجارت اور سوداگری عرب کا قدیم پیشہ ہے، لیکن چونکہ اسلام سے سوا سو برس پہلے سے یمن اور شام کے ملک مین سیاسی انقلابات پے در پے ہورہے تھے

---

[1] کتاب الامکنہ والازمنہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۱-۱۶۸، حیدرآباد، [2] صحیح بخاری جلد ۲ ذکر قتل ابوجہل

اسیلیے قریش کے خاندان مین جب قصی اور ہاشم پیدا ہوئے توانھون نے قریش کے کاروانِ تجارت کو منظم کیا، اہلِ حبش یمن پر قابض ہو گئے تھے، شام بہت پہلے سے رومیون کے ہاتھ مین تھا، ہاشم نے نجاشی اور قیصر سے فرمان حاصل کیے کہ قریش کو ان ملکون مین بے روک ٹوک آمد و رفت کی اجازت رہے، سال کی دو فصلیین مقرر کین، جاڑا، اور گرمی، جاڑون مین یمن اور گرمیون مین شام بلکہ ایشیاے کوچک تک قریشی سوداگر جاتے تھے،

یہ تعجب انگیز امر ہے کہ ملک عرب مین جو عام بدامنی اور لوٹ مار جاری تھی اسکے باوجود قریش کا کاروانِ تجارت بے خطر آیا جایا کرتا تھا، حالانکہ اوپر گذر چکا ہے، کہ بادشاہون کا تجارتی مال بھی عام خطرہ سے خالی نہین رہتا تھا اصل یہ ہے کہ چونکہ قریش کا وطن مکہ تھا، جہان کعبہ تھا کعبہ کی جو عام عظمت اہل عرب کے دل مین تھی، اسکی بنا پر وہ "جیران اللہ" خدا کے پڑوسی سمجھے جاتے تھے، اور لوگ اُن کو نہین ستاتے تھے، انکا خیال اور لحاظ کرتے تھے، اسیلیے قریش کے تجارتی قافلے بے دھڑک اِدھر سے اُدھر پھرا کرتے تھے، اس تفصیل کے بعد سورہ قریش کی آیتون پر نظر ڈالیے،

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ اِیْلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ،	تعجب ہی کہ قریش کو اپنے جاڑے اور گرمی کے سفر سے کس قدر الفت ہے، انکو چاہیے کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کو پوجین جسنے انکو بھوک سے بچا کر کھانا دیا، اور خوف سے بچا کر امن و امان بخشا،

قریش کو چونکہ مکہ کے خشک اور بنجر زمین مین کھانا اور نعمت ملتی ہے اور اس عام بے امنی کے زمانہ مین بھی انکو امن حاصل ہے، شہر کے اندر بھی کہ حرم مین کوئی قتل اور خونریزی جائز نہ تھی اور حرم کے باہر وہ خدا کے پڑوسی تھے، لیکن یہ تمام نعمتین صرف اس انتساب کی بنا پر ان کو حاصل

تھین جوان کو خانہ کعبہ سے تھا، اس لیے خانہ کعبہ یعنی خداوند تعالیٰ کا شکریہ اُن پر واجب ہی، یہ قافلے ذیقعدہ مین لوٹ[1] آتے تھے، شائد اسی لیے اس مہینہ کا نام "ذی قعدہ" رکھا تھا، یعنی بیٹھنے کا مہینہ، اسکے بعد ذیحجہ آتا تھا جس مین اُنکا موجود رہنا ضرور تھا،

اس امن و امان کے معاوضہ مین قریش ان قبایل کے ساتھ یہ سلوک کرتے تھے کہ انکی ضرورت کی چیزین لے کر وہ خود اُنکے پاس جاتے تھے، اور خرید و فروخت کرتے تھے، درحقیقت یہ بھی قریش کی تجارت کے فروغ کا ایک سبب تھا، قریش کی تاجرانہ ترقی کی انتہا یہ تھی کہ بیوہ اور ناچار عورتین تک اپنا سرمایہ اس مین لگاتی تھین، اور دوسرون کو اپنا روپیہ دیتی تھین، کہ وہ اس سے تجارت کرین اور نفع مین شریک ہون، چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو قریش کی ایک بیوہ خاتون تھین اسی طریقہ سے تجارت کرتی تھین، ان کا سامان تجارت ہر سال شام کو جایا کرتا تھا،

ابوطالب، حضرت علی کے والد بھی تاجر تھے، اور بڑے بڑے امراے قریش مثلاً ابوجہل و ابوسفیان وغیرہ بھی تجارت پیشہ تھے، آنحضرت صلعم بھی نبوت سے پہلے تجارت کرتے تھے، اور حضرت خدیجہ کا مال لیکر کئی دفعہ بصریٰ تشریف لے گئے جو شام کی سرحد پر واقع ہے، محدثین نے تصریح کی ہے کہ آپ یمن کے بازار جرش مین بھی دو بار تشریف لے گئے، بحرین بھی آپکا جانا ثابت ہے، جب اسلام کا ظہور ہوا اور ناچار مسلمانون کو اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا، تو مسلمانون نے قریش کے عاجز کرنے کے لیے اس سے بہتر صورت نہ دیکھی کہ اونکے شامی قافلہ کے راستون کو پرخطر کر دیا جاے، چنانچہ غزوہ بدر اسی چھیڑ چھاڑ کا نتیجہ ہے، قرآن مجید مین ہے،

[1] اسباب النزول سیوطی صفحہ ۲۳۴، مصر،

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ، (انفال) خدا وعدہ کرتا ہو کہ دو جماعتون یعنی فوج اور کاروان تجارت مین سے ایک تمکو ملے گا،

اسی کاروان کے متعلق ہے،

وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ، کاروان تمسے ادھر تھا،

اس غزوۂ بدر کے قافلہ مین قریش کی ایک ایک بڑھیا تک کا سرمایہ[1] تھا، قریش نے جب مسلمانون کو حج کرنے سے روک دیا تو انھون نے سب سے موثر دھمکی انکو یہ دی کہ ہم تمھاری شام کی تجارت کا قافلہ روک دینگے[2]، آخر اسی سے دب کر ۶ ہجری مین انھون نے مقام حدیبیہ مین صلح کرلی، اس صلح کے زمانہ مین قریش کا قافلہ بدستور شام اور ایشیاے کوچک تک پہنچنے لگا، چنانچہ جب آنحضرت صلعم نے شاہان عالم کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ کئے ہین، ان مین ایک خط قیصر روم کے نام بھی تھا، جب مسلمان قاصد خط لیکر ایلیا (بیت المقدس) پہنچا ہے، تو وہان قریش کے سوداگر موجود[3] تھے،

اہل عرب کے سامان تجارت کی تفصیل اوپر گذرچکی ہے، قریش بھی غالباً انھین چیزونکی تجارت کرتے ہونگے، مگر بعض تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ چمڑا اور چاندی کی یہ تجارت زیادہ کرتے تھے، چنانچہ اوپر گذرچکا ہے کہ قریش نے حبش کے نومسلمون کو پکڑنے کے لیے تحفہ تحائف دیکر نجاشی کے پاس جو وفد بھیجا تھا، اُس کا سرمایہ یہی چمڑا تھا، طبری مین ہے کہ وکان عظم تجارتهم الفضة، قریش کی تجارت کا بڑا حصہ چاندی کا سامان[4] تھا،

اسلام کے بعد بھی قریش کی تجارتی سرگرمی افسردہ نہوئی، بلکہ اور زیادہ تیز ہوگئی، اور وابتغوا من فضل اللّٰه (جمعہ) کے حکم نے تو اس کو واجب کا درجہ دیدیا، حضرت ابوبکر کپڑے کی تجارت

[1] ابن سعد غزوۂ بدر، [2] صحیح بخاری جلد ۲- اول مغازی [3] صحیح بخاری کتاب الایمان، [4] طبری واقعۂ بدر،

کرتے تھے، مدینہ میں بھی مقام سنح میں اُنکے کپڑے کا کارخانہ تھا[1]، کبھی خود بہ نفس نفیس اسلام کے بعد بُصریٰ سوداگری کا مال لیکر جاتے تھے[2]، حضرت عمر بھی تاجر تھے[3]، اور شاید ان کی تجارت کا سلسلہ ایران تک پھیلا ہوا تھا[4]، حضرت عثمان بنو قینقاع کے بازار میں کھجوروں کی خرید و فروخت کرتے تھے[5]، عبد الرحمان بن عوف پنیر بیچتے تھے[6]، حضرت زبیر بھی کپڑے کے تاجر تھے[7]، اور شام سے اُون کا بیوپار تھا[8]، دیگر عام مہاجرین بھی مدینہ میں تجارتی زندگی بسر کرتے تھے[9]،

انصار زراعت پیشہ تھے[10]، اس لیے یہاں تجارتی کاروبار تمامتر یہودیوں کے ہاتھ میں تھا، مدینہ سے شام تک انکی بہت سی گڑھیاں تھیں جنکو گودام سمجھنا چاہیے، ابن ابی الحقیق ایک یہودی تھا، جس کو لوگ "تاجر الحجاز" کہا کرتے تھے[11]، لیکن آخر کار مسلمانوں نے انکی جگہ لینی شروع کردی اور آخر ۷ھ میں ملک کو انکے پنجہ سے آزاد کیا،

عرب میں، جو بڑے بڑے تجارتی میلے لگتے تھے، قریش ان میں سے زیادہ عکاظ اور ذو المجاز میں شریک ہوتے تھے، عکاظ کے بعد ذو المجاز کے میلے کے دن آتے تھے، یہ میلہ عین مکہ میں آکر لگتا تھا، اور حج تک قائم رہتا تھا[12]،

اسلام آیا تو لوگوں نے ان میلوں میں شرکت اور ایام حج میں تجارت اور خرید و فروخت کو بُرا جانا، اس پر یہ آیت اُتری[13]،

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا — تمہارے لیے کوئی حرج نہیں اگر حج کے زمانہ میں ا

---

[1] ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۳۰، [2] ابن ماجہ باب المزاح [3] مسند احمد ج ۱ ص ۶۲، [4] مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۴۰۴، [5] مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۲۰۰، [6] صحیح بخاری باب الاخاء بین المہاجرین والانصار [7] [8] صحیح بخاری ما جاء فی الغرس [9] بخاری باب ما جاء فی الغرس و ابواب المزارعة [10] صحیح بخاری واقعہ قتل ابن ابی الحقیق، [11] یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۱۳، [12] صحیح بخاری کتاب الحج التجارة فی ایام الموسم

من ربکم (فی مواسم الحج) اپنے پروردگار کی مہربانی تلاش کرو،

اسکے بعد ان میلون مین پھر وہی رونق اور تجارتی دھوم دھام شروع ہوگئی، اور تقریبًا سوا سو برس تک یہ زمانۂ اسلام مین قائم رہے، سب سے پہلے عکاظ کا بازار سرد ہوا، سنہ ۱۲۹ھ مین خارجیون کی لوٹ مار کے خوف سے بند[1] ہوگیا، اس کے بعد اور بازار بھی کچھ دنون تک چلتے رہے، بصری اور اذرعات مین بنو امیہ کے اہتمام سے بڑا بازار لگتا تھا،[2]

---

[1] فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۴۷۲، [2] حوالہ سابق،

السنتہ العرب قبل الاسلام

یعنی

اسلام سے پہلے عرب کی زبانین

لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ

ہمارے ناظرین کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہ کتاب نسل آدم کے جس خانوادہ کی تاریخ ہے، اُسکا نام بنو سام یا امم سامیہ ہے، اس لئے ملک عرب کی زبان بھی شجرۂ السنۂ سامیہ کی ایک شاخ ہے، وہ تمام قطعۂ زمین جو بنو سام کی آبادی کہلاتی ہے، جو حبش سے لیکر یمن، نجد اور حجاز کو طے کرتی ہوئی، بابل اور شام کے کنارون پر جاکر ختم ہو جاتی ہے عرب اُسکے بیچ مین ہے، یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ حبش کوئی مستقل آبادی نہین بلکہ وہ یمن کا ایک ٹکڑا ہے، اس بنا پر جغرافی حیثیت سے سامی زبانین تین مرکزون پر منقسم ہوتی ہین، عربی، بابلی اور شامی، ان مین ایک کی متعدد شاخین ہین،

۱۔ عربی

آرامی، ثمودی، مدیانی، نبطی، عدیانی، سبائی، حمیری، حبشی، وغیرہ،

۲۔ بابلی

آرامی، کلدانی، سریانی،

۳۔ شامی

آرامی فنیقی، عبرانی، تدمری،

جس زمانہ مین یہ تمام قومین صرف ایک خاندان یا قبیلہ تھا، ظاہر ہو کہ انکی کوئی مشترک زبان ہوگی جسکا نام ہم سامی رکھتے ہین، سیکڑون ہزارون برس کے بعد جب یہ ایک خاندان سیکڑون قبائل، اور یہ قبائل مختلف قومون مین منقسم ہوگئے تو آب وہوا، خصائص وعادات، رسوم وعوائد، مذاہب اور اخلاق اور دیگر ضروریات کے اختلاف سے بنو سام کی مادری زبان، چند بچون کی مان بنگئی، لغویین کا اختلاف ہے کہ ان بچون مین پہلوٹا کون ہے،

ہم نے امم سامیہ کی حقیقت اور اُن کے اصل مسکن کی نسبت پہلی جلد مین جو بحثین کی ہین اُن سے یہ بخوبی ثابت ہوگیا کہ بنو سام کا اصل مسکن عرب تھا، اسلیئے اصل زبان سامی کا جو کچھ نام بھی ہو لیکن جغرافی اور ملکی حیثیت سے اُسکا نام[۱] عربی ہی ہوگا، اسکے بعد یہ بحث بھی فیصل ہوچکی ہو، کہ سامی قبائل مین سب سے پہلا نامور اور ممتاز قبیلہ بنو ارم پیدا ہوا، جسکا سُراغ عرب، عراق (بابل) اور شام مین[۲] ہر جگہ ملتا ہو، اس بنا پر عربی زبان کی پہلی شاخ آرامی[۳] ہوگی، آرامی قبائل جس جس ملک مین جا جا کر رہ گئے اُس کے انتساب سے بعد کو اُسکا الگ الگ نام پڑگیا۔

اس بیان کے مطابق آل سام کی قدیم ترین زبان کو ملکی حیثیت سے عربی اور قومی حیثیت سے آرامی کہنا چاہیئے، اکثر لوگ یہ سمجھتے ہین کہ عبرانی زبان سب سے قدیم زبان ہے، اور یہی حضرت ابراہیم کی زبان تھی، لیکن یہ بالکل غلط ہے، حضرت ابراہیم کی زبان آرامی عربی

---

[۱] یہان ایک شبہہ واقع ہوتا ہو اُسکو دور کرلینا چاہیئے، عربی زبان سے وہ بعینہ زبان مراد نہین ہے، جو ظہور اسلام کے وقت بولی جاتی تھی، اور جو اب تک محفوظ ہے،   [۲] دیکھو ارض القرآن جلد اول صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷،

[۳] اِس سے مراد وہ آرامی زبان نہین ہو جسمین یہودیون کی تالمود لکھی گئی، وہ تو بعد کی زبان ہے،

تھی، چنانچہ ایک عیسائی فاضل قس جبرائیل قرواحی نائب پٹریارک و پروفیسر عربی و سریانی مدرسہ مارونیہ، واقع رومیہ، اپنی کتاب متعلقہ سریانی زبان مین لکھتا ہے[1]،

علمائے سریانی نے آرامی زبان کی قدامت مین بہت مبالغہ کیا ہے، یہان تک اُنکا بیان ہے کہ حضرت آدم کی زبان بھی تھی، لیکن اہل تحقیق اس سے زیادہ تسلیم نہین کرتے کہ یہ عبرانیون کے پدر اعلیٰ ابراہیم کی زبان ہے،

اس بنا پر حضرت اسماعیل کی اصلی زبان عبرانی نہین، بلکہ آرامی عربی تھی، جرہم جنہین آکر وہ عرب مین بسے اُنکی زبان بھی وہ عربی نہ تھی جو ظہور اسلام کے وقت قریش بولتے تھے، اسلیئے نسل اسماعیل کو "مستعربہ" کہنے کی یہ وجہ کہ عربی اُنکی اصلی زبان نہ تھی بلکہ جرہم کے ساتھ رہکر اُنھون نے سیکھی تھی، صحیح نہین ہے، مورخین نے عرب کی تمام قومون کو تین طبقون پر منقسم کیا ہے، بائدہ جنکو ہم نے امم سامیہ اولیٰ کا لقب دیا ہے، عرب عربا، یعنی بنو قحطان، اور عرب مستعربہ یعنی بنو اسماعیل، عرب کے یہ تینون طبقے جو تین مستقل خاندانون سے تعلق رکھتے ہین الگ الگ تین زبانین بولتے تھے، یہ تینون زبانین گو باہم اپنی اصلیت کے رو سے ایک ہی مان سے پیدا ہوئی تھین، لیکن چونکہ مختلف خاندانون مین انکی پرورش اور نشو و نما ہوئی تھی، اس لیے ان مین باہم خاص امتیازات پیدا ہو گئے تھے،

امم بائدہ کی زبان: آرامی

جلد اوّل مین امم بائدہ کے حالات بتفصیل گذر چکے ہین، اور یہ ثابت ہو چکا ہے، کہ ان کے لیئے امم سامیہ اولیٰ کی اصطلاح مناسب تر ہے، یہ بھی اُسی مقام مین طے ہو چکا ہے کہ امم سامیہ اولیٰ مین سب سے طاقتور اور نامور قومیت بنو ارم کی تھی، تورات سے یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ بابل (عراق) اور شام یہ دونون ملک قدیم زمانے

[1] الہلال مصر ۲۳ صفر ۱۳۲۰ھ

مین آرامی تھے، قرآن مجید اور عرب کے بیانات اور اشعار سے یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ عربون کی پہلی آبادی بنو ارم کی تھی، اسلیے عاد ارم کو عاد اور ثمود ارم کو ثمود کہتے تھے، یہ بھی وہین گذر چکا ہے کہ بنو ارم کی حکومت ابتدائی زمانہ مین، تمام عرب، عراق، شام، اور مصر مین پھیلی تھی، اس بنا پر یہ نتیجہ لازمی ہے کہ اِن ممالک کی زبان، قدیم آرامی ہو، جسکو اس بنا پر کہ اُنکا اصلی وطن عرب تھا عربی بھی کہنا چاہیے،

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (طبع ۱۱) نے آرامی زبان کی حسب زبان تفصیل کی ہے،

آرامی زبانین، زبانون کی ایک صنف کا نام ہے جسکو آرامی اسلیے کہتے ہین کہ وہ آرام کیطرف منسوب ہے، ارم ایک جغرافی اصطلاح ہے جو توراۃ کے محاورہ مین تقریبًا اُسی مقام پر اطلاق پاتا ہے جس پر یونانی لفظ سیریا (شام) اطلاق پاتا ہے، اسمین فلسطین شامل نہین ہے، بجائیکہ میسوپوٹیمیا (عبرانی: دو دریاؤن[۱۵۱] کا ارم) یعنی وہ مقام جسکو یونانی اکثر سیریا خاص سے الگ کرتے ہین، اس بنا پر ارامی زبانون کی جغرافی حیثیت سے اسی طرح تحدید کی جاسکتی ہے کہ وہ سامی بولیان ہین جو اصلاً مسوپوٹیمیا اور فرات کے جنوبی مغربی مقامات سے فلسطین تک[۱۵۲] جاری ہوئی،

غلطی سے اس جغرافی تحدید مین مضمون نگار نے اُن مقامات کو نہین لیا ہے جو عرب مین واقع تھے اور جو بنو آرم کا خاص مولد و منشا تھا، اسی بنا پر "السنۂ سامیہ" کے مضمون مین یورپ کے سرمایۂ ناز محقق تھیوڈر نالڈیکی، کو حیرت سے کہنا پڑا:

آرامی زبان کے اصلی وطن کے متعلق، یقینی طور سے کوئی بات نہین معلوم ہے توراۃ مین "ارم" قدیم زمانے مین، ارم دمشق وغیرہ شام کے کئی مقامات کو کہا گیا ہے نیز عراق کو ارم ما بین النہرین کہا ہے[۱۵۳]،

---

۱۵۱ ارض القرآن: اسی لیے عرب اسکو ما بین النہرین کہتے ہین، ۱۵۲ ج ۲ ص ۲۱۰، ۱۵۳ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲۴ ص ۶۲۲،

اسکے بعد پورے مضمون مین نالڈیکی نے تفصیل کی ہے کہ یہ زبان، عراق، شام، اور عراق عرب مین بولی جاتی تھی بلکہ مصر اور ایران کی زبانون مین بھی اسکے آثار ملتے ہین" ہم اس بیان کی تشریح، اپنے نظریۂ امم سامیہ اولیٰ کی بنا پر، جنکی عراق، شام، مصر اور ایران وغیرہ مین حکومتین ثابت کی جا چکی ہین[۱]، یہ کرتے ہین کہ حکومت کے سایہ مین یہ زبان بھی ان ممالک مین پھیلتی چلی گئی،

ثمود کی زبان | اس تشریح کے بعد یہ دعویٰ قابل قبول ہونا چاہئیے، کہ عاد و ثمود وغیرہ امم بائدہ کی زبان عربی آرامی تھی، ثمود، کے متعلق ایک اور بات بھی غور کے لائق ہے، شمالی عرب کے جن مقامات مین ثمود کی سکونت ثابت ہوتی ہے، وہان ایک خاص خط کے بہت سے کتبات پائے گئے ہین جنکی زبان آرامی عربی ہے، العلاء، کے کتبات اسی قسم کے ہین، اس خط کا نام پہلے "پروٹو عربک" (ابتدائی عربی) تھا، بعض لوگ اسکو لحیانی کہتے ہین، کہ یہان کے چند کتبات مین لحیان نامی ایک قبیلہ کا ذکر ہے، لیکن زیادہ تر لوگ اسکو ثمودی کہتے ہین، تھیوڈر نولڈیکی ان کتبات کو ثمودی کہنا پسند نہین کرتا، کہتا ہے،

> بہت قدیم زمانہ مین ... شمالی عرب اپنی زبان کو قید تحریر مین لائے، کیونکہ سیاحون نے ابھی کچھ دن ہوئے شمالی حجاز علاء، مین ایسے کتبات جو ایک مجہول خط مین جو سبائی سے ماخوذ معلوم ہوتا تھا، پائے، جسکا زمانہ بظاہر سنہ عیسوی سے بیشتر معلوم ہوتا ہے، ..... ان کتبات کا نام ثمودی ہے، کیونکہ وہ ثمود کے مقامات مین پائے گئے ہین، لیکن یہ وصف بلشکل مناسب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ جس زمانے مین ثمود پوری ترقی پر تھے، اور وہ مکانات جنکو قرآن نے بیان کیا ہے کہ پہاڑونکو کاٹ کر بنا رہے تھے، اس ملک کی زبان نبطی[۲] تھی

[۱] ارض القرآن جلد اول: [۲] برٹانیکا جلد ۱۹، ص ۶۲۴،

اسکی دلیل غالباً نولڈیکی کے پاس یہ ہوگی کہ حجر جو عام طور پر ثمود کا دار الحکومت سمجھا جاتا ہے. وہان کے عمارات کے کتبات کی زبان نبطی ہے اِس سے وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ علاء کے کتبات اگر ثمودی ہوتے تو حجر کی طرح نبطی ہوتے، کیونکہ حجر ہی کی زبان ثمود کی زبان ہوتی، لیکن اِس خیال کی غلطی ہم انباط کے ذکر مین بہ تفصیل بیان کر چکے ہین، ہم نے اسکو نہین تسلیم کیا ہے کہ حجر کے کتبات جو نبطی مین ہین وہ ثمود کے ہو سکتے ہین، جیساکہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اور نولڈیکی نے سمجھنا چاہا ہے بلکہ ہم نے بیان کیا ہے کہ وہ انباط کی یادگار ہین، اسکو کون صاحب عقل تسلیم کر سکتا ہے کہ ایک طاقتور قوم اپنے شباب اور ترقی کے عہد مین اپنی یادگارون کے لیئے غیر قومی زبان اختیار کرے گی، اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ "ثمود جب اپنی پوری ترقی پر تھے، تو ملک کی زبان نباطی نہ تھی"

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مین H. Schaade نے "عربی زبان" پر جو مضمون لکھا ہے اسمین وہ اِن کتبات کے متعلق لکھتا ہے..

"ایک بظاہر بعد کے نمونہ کا خط اُن کتبات مین پایا گیا ہے، جنکا نام پہلے "پروٹو عربک" تھا، اور اَب ثمودی کہلاتا ہے، یہ کتبات اول یوٹنگ نے اسی مقام پر پائے، جہان لحیانی کتبات ملے ہین، یہ کتبات ایک حد تک اور شمال کی جانب مین ہین برٹن (ارض مدین ج ۲ ص ۱۵۰) نے اِسی خط کے چند کتبات، مدین مین پائے ہین، اور راقم ہذا نے اسکی کچھ تعداد، تبوک کے شمال مغرب مین قریہ کے معدنی مقام مین دریافت کیئے، کتبات کی کثیر تعداد (تنہا یوٹنگ نے ۹۲ کتبات جمع کیئے ہین) کے مقابلہ مین واقعات کا بہت کم پتہ لگتا ہے، اور اُن کے زمانہ کی تعیین تیقن کے ساتھ نہین کی جا سکتی"،

اس محقق کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو اِس خط کو لحیانی کہا جا سکتا ہے، اور نہ اس

خط کو ثمودی سمجھنا خلاف قیاس ہے،

اہل عرب نے اِن قومون کی زبان کا نام مُسنَد رکھا ہے۔ معجم یاقوت مین ہے،

فاهل المسند عاد وثمود والعماليق وجرهم	مُسند زبان ولے عاد، ثمود، عمالیق، جرہم
وعبد بن الضخم وطسم وجديس وامیم فهم	عبد بن ضخم، طسم، جدیس، امیم ہین، یہ لوگ
اول من تکلم بالعربية بعد البلبلة و	وہ ہین جو سب سے پہلے عربی بولے، ان کی
لسانهم المسند وکتابهم المسند (لفظ عرب)	زبان مسند اور ان کا خط مسند ہے،

اِس بیان سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ ان قومون کی زبان خاص قسم کی عربی تھی، لیکن اسکو مسند کہنا خلاف تحقیق ہے، محققین عرب کے نزدیک مسند زبان کا نہین، خط[1] کا نام ہے جو اہل یمن کے استعمال مین تھا، اِس خط کے ہزارون کتبے یمن مین موجود ہین،

شمالی اور جنوبی زبانین: بنو قحطان اور اسماعیل

طبقۂ اول یعنی امم سامیۂ اولی کے بعد طبقۂ دوم (بنو قحطان) اور طبقۂ سوم (بنو اسماعیل) کی زبانون پر ایک نظر ڈالنا ہے، اتنا محقق طور سے ثابت ہے اور کئی بار اسکا اعادہ بھی ہو چکا ہے کہ عرب کی دو بڑی تقسیمین ہین، ان مین باہم متعدد اُمور مین باہم امتیاز اور تفریق ہے، اہل عرب اسکی قومی تقسیم کرتے ہین یعنی بنو قحطان اور بنو اسماعیل اور علمائے یورپ نے اسکی جغرافی حد بندی کی ہے، یعنی جنوبی اور شمالی بنو قحطان جنوبی عرب کے باشندے ہین، اور بنو اسماعیل کا مسکن شمالی عرب ہے، عربی زبان بھی ان دو شاخون مین منقسم نظر آتی ہے، شمالی (اسماعیلی) اور جنوبی (قحطانی) عربی زبانو مین متعدد حیثیتون سے اختلاف ہے، پھر یہ دو شاخین بھی چند اور چھوٹے چھوٹے شعبون مین منقسم ہین،

---

[1] شمس العلوم ابن سعید حمیری، لفظ مسند موجودہ کتبخانہ بانکی پور و صفتہ جزیرۃ العرب، ہمدانی

اہل عرب کا بیان ہے کہ عربی زبان عرب کی مختلف قومون مین اسطرح منقسم تھی،[1]

زبان	قوم	زبان	قوم
زبور	جرہم	عربی	قحطان
حویل	مدین بن ابراہیم	زفرقہ	یقطن بن عامر
مُبین	اسماعیل بن ابراہیم	رشق	یافش بن ابراہیم

لیکن خود صاحب کتاب نے ان زبانون کی نسبت درست کی ہے، اور وہ ایک حد تک صحیح ہے،

زبان	قوم	زبان	قوم
رشق	اہل جند	مُسند	حمیر
رشق	اہل عدن	زبور	حضرموت
زفرقہ	اشعر	حویل	اہل مہرۃ
		مُبین	مَعَدّ

آجکل کتبات کی مدد سے ان زبانون کے متعلق کسی قدر مزید تحقیق ہوئی ہے، اس کے بیان کیلئے سب سے پہلے عربی زبانون کی دونون جلی تقسیمون کو الگ الگ کر دینا چاہیئے،

جنوبی یا قحطانی زبانین جنوبی عربی کی حسب ذیل قسمین ہین، سبائی، حمیری، حضرموتی، مہری، حبشی، سبائی، قوم سبا کی، حمیری اصحاب الاخدود کی، حبشی اصحاب الفیل کی زبان تھی، سبائی زبان تو بہت پہلے مردہ ہو چکی تھین، بقیہ زبانین ظہور اسلام تک بولی جاتی

[1] معجم یاقوت لفظ عرب،

تھین، قرآن مجید کے اثر نے گو بعد کو تمام عرب مین صرف اپنی زبان رائج کردی، تاہم ان صوبون مین اپنی اصلی زبانون کا اثر ہمدانی کے زمانہ تک موجود تھا، اور موجودہ سیاح بیان کرتے ہین کہ اب بھی ہے، حبشی تغیر زمانہ کے بعد ایک مستقل زبان بن گئی۔ سبائی اور حمیری مین بہت کم فرق ہے، جنوبی اور شمالی زبانون مین موٹے موٹے فرق حسب ذیل ہین:

۱- **الفاظ کا فرق**، بہت سے ایسے الفاظ ہین جو جنوبی زبانون مین مستعمل ہین وہ شمالی مین نہین مثلاً المقہ چاند، عرم، بند، مزندن، لوح،

۲- **معانی کا فرق**، لفظ ایک ہے لیکن معنی مین تخصیص، تعمیم یا کسی اور قسم کا فرق ہے مثلاً

لفظ	جنوبی	شمالی
ذو	بادشاہ	والا (جیسے روپے والا)
بیت	قلعہ	گھر
حضر	شہر	مستقل آبادی

۳- **قواعد کا فرق**، مثلاً شمالی عربی مین علامت جمع "ن" ہے، جنوبی مین "م" شمالی عربی مین حرف تعریف الف ہے جنوبی مین میم، فرق کے زیادہ واضح کرنے کے لیے، جنوبی عربی کا ایک کتبہ ہم اصل زبان مین نقل کرتے ہین،

۱ وهبم ۲ داخهو ۳ بنو ۴ کلبت ۵ هقینو ۶ المقه ۷ ذمرن

۸ ذن ۹ مزندن ۱۰ لحجن ۱۱ ذقههو ۱۲ بسالهو ۱۳ لوفیهو ۱۴ وسعدهمو ۱۵ نعمتم

شمالی عربی

۱ وهب ۲ واخوه ۳ بنو ۴ کلبه ۵ اقنوا ۶ المقه ۷ ذا سران

۸ ذا ۹ اللوح ۱۰ لانه ۱۱ وقاهم ۱۲ بماسالوه ۱۳ ووفاهم ۱۴ واسعدهم ۱۵ منه

ان زبانون مین سے ہرایک کے قواعد صرف ونحو ولغت پر جرمن اور فرنچ مین متعدد کتابین لکھی گئی ہین، لیکن افسوس کہ ہماری وہان تک رسائی نہین، اہل عرب نے دو تین باتین یادرکھی ہین مثلاً یہ کہ شمالی عربی کے س کو جنوبی عربی مین ت، اور کاف کو ش کر دیتے تھے جیسے "ناس" کو "نات" اور "علیک" کو "علیش"، الف لام تعریف کی جگہ الف میم طاب الھوا کے موقع پر طاب امھوا حرف کو کم کردینا مثلاً ماشاء اللہ کو مشاء اللہ[51]، چنانچہ کتبہ بالا مین بماسالوہ کی جگہ بمسالھو ہے،

قرآن مجید مین سبائی حمیری زبان کا ایک لفظ "عرم" سبا کے قصہ مین آیا ہے حبشی کے کئی لفظ جو عرب کے عیسائیون مین اس سبب سے مستعمل تھے کہ جنوب عرب مین عیسائیت وہین سے آئی تھی اسلئے قرآن کی مذہبی زبان مین بھی وہی الفاظ چلے آئے، مثلاً

نفاق، صحف، برھان، جبت، ھرج، مائدۃ، مشکوۃ، سورۃ، حواری، تبع، استبرق، درق،

ابن الحائک الھمدانی جو چوتھی صدی کے اوائل مین، یمن مین موجود تھا اور حمیری زبان کا عالم تھا وہ اپنے زمانہ کے قبائل کی زبان کی حالت حسب ذیل لکھتا ہے، اس سے معلوم ہوگا کہ گو عرب مین قرآن مجید کی زبان کی اشاعت کو ساڑھے تین سو برس گذر چکے تھے تاہم جنوبی عربی زبان بے نشان نہین ہوگئی تھی، کہتا ہے:

شحر اور اسعار کے باشندے فصیح اللسان نہین ہین، مہرہ کے باشندون مین عجمیت ہے، اہل حضرموت بھی اچھی زبان نہین بولتے، کبھی کبھی کوئی زباندان ان مین نکل آتا ہے، ان مین نسبتہً زیادہ زباندان، کندہ، ہمدان اور کسی قدر صرف کے لوگ ہین مدحج، مارب، بیجان، اور قریب والے فصیح اللسان ہین، غیر فصیح آدمی ان مین کم ہین، حمیر

---

[51] مزہر سیوطی صفحہ ۱۰۹، مصر [52] مزہر سیوطی صفحہ ۱۱۰، مصر،

اور جعدہ زباندان نہین، ان کے کلام مین کسیقدر حمیریت ہے، بعض حرفون کو کھینچتے ہین، بعض کو حذف کرکے بدلتے ہین مثلاً یا ابن العم کو یا بن مُعَم، اِسْمَعْ کو سِمَعْ لُجّ، ابین، اور دثینہ کی زبان اچھی ہے، عدن کی زبان نہایت خراب ہے، مجید، واقداد اشعر کی زبان قابل اعتراض نہین، معافر کے نشیب کی زبان خراب، اور فراز کی زبان اچھی ہے،

کلاع کی زبان خاصی ہے، گو حمیریت کی آمیزش ہے، کلان، جیشان، زاخ، حضر، صہیب اور بدر کی زبان، حمیر کے قریب قریب ہے... قتاب سے لیکر ذمار تک خالص غیر مفہوم حمیری بولی جاتی ہے، مذحج کے بلند و پست مقامات کی زبان مثلاً... نہ بہت اچھی اور نہ بہت خراب ہے، ان مین کہین کہین حمیریت زیادہ ہے، خصوصاً حضری قبائل مین، اشعر، علیک، اور حکم بن سند جو تہامہ مین ہین انکی زبان قابل اعتراض نہین، لیکن ہان جو دیہاتون مین آباد ہین۔ ہمدان کی... زبان عربی اور حمیری ملی ہے، خیوان فصیح اللسان ہین، لیکن انہین حمیریت بہت ہے، سفیان بن ارحب فصیح ہین، لیکن لام کو میم بولتے ہین مثلاً الوجل کے بجائے اَمْوجل زبر کو الف بولتے ہین، مثلاً قید بعیرِکَ کو قید بعیرَاکَ (اسمائے ستہ کو حالت نصب مین واؤ کے ساتھ بولتے ہین) مثلاً رأیت اخاکَ کی جگہ، رأیت اخوکَ، اشعر، عک اہل تہامہ مین حکم، اور عُذَر مَطِرۃ، نہم، مُرْہبۃ، ذَئیبان اور بلحارث جو رحبہ مین رہتے ہین فصیح ہین،... بنو حرب امالہ کرتے ہین، بنو سعد کی زبان نہایت عمدہ ہے، اہل صنعا مین خالص عربیت کسیقدر حمیریت کی آمیزش کے ساتھ ہے، اسکے علاوہ یہان ہر قسم کی زبانین اور بولیان ہین، ہر ٹکڑے مین نئی بولی ہے شبام، مصانع، اور تخلی مین خالص حمیری زبان ہے،

فصاحت اور زبان کی خوبی، مقامی ترتیب کے ساتھ ان قبائل مین ہے:

وادعہ، جنب، یام، زبید، بنی الحارث، نجران کا وہ حصہ جو بنی شاکر کے مسکن سے متصل ہے، یام کی سرزمین تک، پھر سنحان، پھر نہد، اور بنی اسامہ، پھر عنز، خثعم ہلال، عامر بن ربیعہ، حجر کا نشیبی علاقہ، دوس، غامد، یشکر، فہم، ثقیف، بجیلہ، بنو علی،

عروض کے صوبہ مین گاؤن کے علاوہ اور مقامات مین فصاحت ہے، حجاز اور نجد زیرین سے شام اور دیار مضر و دیار ربیعہ (عراق) تک ایک حال ہے[له]،

اس تفصیل سے لغوی شہادت کے ذریعہ سے نہایت عمدگی کے ساتھ یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے جسکی ہمنے اس کتاب مین بار بار تکرار کی ہے کہ عرب کا ملک جنوبی اور شمالی دو حصون مین منقسم ہے، اور یہ نہ صرف جغرافی، بلکہ نسلی اور قومی تقسیم بھی ہے، جو قبائل حقیقت مین قحطانی النسل ہین، یمن چھوڑنے کے بعد بھی اُن مین حمیریت کا شائبہ موجود ہے، اس نکتہ کو بھی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ ہمدانی، حمیری اور عربی کا دو حریف زبانون کی حیثیت سے نام لیتا ہے،

شمالی یا اسماعیلی زبانین شمالی زبانون کے حدود، تدمر (شام کے قریب) اور حیرۃ (عراق) کے قریب سے شروع ہوتی ہین، اِن کی حسب ذیل شاخین ہین، تدمری، نبطی، حجازی، اِن مین بھی الفاظ، حروف، معانی اور قواعد کا باہم فرق ہے، دو پہلی زبانون مین ارامی کا اثر زیادہ نمایان ہے، تدمری، قرآن کی عربی زبان سے الفاظ مین بہت مغائر ہے، بلکہ عبرانی سے قریب قریب ہے، چنانچہ حسب ذیل تدمری کتبہ سے یہ فرق نمایان ہوگا:

صلمت مفطیما بت زبای نہیرنا دنودمتا
بنت صدیقة

[له] صفۃ جزیرۃ العرب، صفحہ ۱۳۵ و ۱۳۶، لیڈن،

ملکتا / ملکتہ   سقطیموا   زبدا   رب / دبّ   حیلا

دبا   وزبای   دب حیلادی   تدمور   فترططوا

اقیم   لمرتھون   ببرح   اب   دی   شنیۃ ۵۸۲ سنۃ

نبطی جو اصحاب الحجر کی زبان تھی وہ قرآن کی عربی سے بہت قریب ہے، نبطی خط بھی قدیم عربی خط بلکہ کوفی خط تک سے مشابہ ہے، زبان یہ ہے:

تی نفس مرالقیس برعمرو ملك العرب مذ تجو ذوا سر التاج وملك

الاسدین ونزرو ملوکھم وعرب مذ تجو عکدی وجاء یزجو فی حج

نجران مدینۃ شمر وملك معدو نزل بنیہ الشعوب و وکلہ لفرس ولروم

فلم یبلغ ملك مبلغہ، عکدی ھلك سنۃ ۲۲۳ بکسلول بلسعہ ذوولدہ،

عربی زبان

تی نفس امرء القیس، بن عمرو ملك العرب مذ حج الذی لبس لتاج وملك

الاسدین ونزار وملوکھم وعرب مذحج حتی الیوم، وجاء یزجو فی

سود بجران مدینۃ شمر وملك معداً و نزل بنیہ الشعوب و وکلھم للفرس

وللروم فلم یبلغ ملك مبلغہ الیوم ھلك سنۃ ۲۲۳ اسعد الذی ولدہ،

شمالی عرب کے مختلف قبائل مین لہجہ تلفظ، اور الفاظ کی حرکات مین اختلاف تھا، چنانچہ اوائل عہد اسلام تک یہ اختلافات موجود تھے، اِسوقت بھی شعرائے عرب کے وہ قصائد اور اشعار موجود ہین جو اسلام سے پہلے سو برس کے اندر لکھے گئے، قرآن کی زبان مین جو قرآن مین مستعمل ہوئی ہے نیز اُس عہد کے شعرا کے کلام مین مستعمل ہے اور اگلے قدیم شعرائے جاہلیت کی زبان مین زمین آسمان کا فرق ہے، ہم قرآن کے ایک ایک لفظ کا ترجمہ بلا پس وپیش

کر سکتے ہین شعرائے جاہلیت کے کلام کے حل کرنے کیلئے قدم قدم پر لغت کی ضرورت پیش آتی ہے

عربی لغات مین لاکھون الفاظ ہین جو ۱۳۰۰ برس سے کبھی استعمال مین نہین آئے اور نہ قرآن وحدیث مین مستعمل ہوئے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف قبائل کی زبانون کے الفاظ کا ایک مخلوط مجموعہ ہے - جو قرآن کی عربی کے ماورا رہی،

افسوس ہے کہ اہل لغت اور مصنفین صرف ونحو نے اِن اختلافات کو بہت کم محفوظ رکھا، کتاب سیبویہ، خصائص ابن جنی، اوضح المسالک، مزہر سیوطی مین مختلف استثنائی قواعد اور شعرا کے اشعار خلاف قواعد مشہورہ لکھے ہین، وہ درحقیقت قرآن کی عربی کے قواعد کے خلاف ہون تو ہون، لیکن اپنی اصل عربی زبان کے وہ خلاف نہون گے، عام نحو کی کتابون مین صرف ذُو کے متعلق یہ بیان باقی رہ گیا ہے کہ وہ لغت طی مین الذی کے معنی مین ہے، چنانچہ ارامی زبان مین ذُو اسی معنی مین شائع تھا، اس کے علاوہ بعض اور باتین بھی محفوظ رہ گئی ہین - مثلاً یہ کہ

۱ - بنو تمیم ہمزۂ ابتدا کو عین کر دیتے تھے، جیسے "اسلم" کو "عسلم"،

۲ - بنو ہذیل ح کو عین کر دیتے تھے، جیسے "حرب" کو "عرب"،

۳ - بنو قضاعہ ی کو ج کر دیتے تھے، جیسے "تمیمی" کو "تمیمج"،

۴ - بنو سعد ع کو ن کہتے تھے، جیسے "اعطی" کو "انطی"

۵ - عام عربی مین حرف گ نہین، بنو تمیم گ بولتے تھے،

۶ - قریش و اسد کی زبان مین یائے مضارع کو فتحہ یا ضمہ ہوتا ہے - اِن کے علاوہ دیگر قبائل کسرہ دیتے تھے، یَفعل کو یِفعل کہتے تھے،

۷ ۔ ربیعہ اور مضر مونث مین کاف خطاب کے بعد ش بڑھا دیتے تھے، جیسے "علیک" کی جگہ "علیکش"

۸ ۔ ج کو گ بولتے تھے جیسے جعة کو گبعة،

اِن اختلافات کے علاوہ، شاذ، منکر، متفرد لغات جو عربی فلسفہ لغت کی کتابون مین لکھے گئے ہین وہ بھی انھین زبانون کے بقایا ہین، انھین وجوہ سے لغویین عرب کا قول ہے:

ان لغة العرب لم تنته الینا بکلیتها و	عربون کی زبان بتمامہ ہم تک نہین پہنچی، جو عربی الفاظ
ان الذی جاءنا عن العرب قلیل عن کثیر	ہمارے پاس محفوظ ہین، وہ غیر محفوظ کے مقابلہ مین
وان کثیرا من الکلام ذهب بذهاب	کم ہین، بہت سے الفاظ اُن کے بولنے والون کے
اهله (مزهر سیوطی ص ۴۳ مصر)	مرجانے سے مرگئے،

یہ زبان، تمام، شمالی عرب مین یعنی حدود یمن سے لیکر شام و عراق تک بولی جاتی تھی لیکن حجاز اور نجد کی زبان سب سے بہتر تھی، اور ان مین بھی قبیلہ بنی سعد اور **قریش** کی زبان۔ اسی لئے آنحضرت صلعم نے ان دو قبیلون کے انتساب پر فخر کیا ہے آپ قریش مین پیدا ہوئے تھے اور بنو سعد مین پرورش پائی تھی،

قرآن مجید مین | قرآن کی زبان کو آٹھ دفعہ عربی، کہا گیا ہے،

۱ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا (یوسف) ہم نے اُتارا اُسکو عربی قرآن،

۲ اَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا (رعد) ہم نے اُتارا اُسکو عربی حکم،

۳ اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا (طٰہ) ہم نے اُتارا اُسکو عربی قرآن

۴ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ (زمر) عربی قرآن ٹیڑھا نہین

۵ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (فصلت) کتاب جسکی آیتین مفصل ہین، عربی قرآن،

۶ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (شوری) عربی قرآن کو تیری طرف وحی کیا،

۷ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (زخرف) ہم نے اُتارا اُسکو عربی قرآن،

۸ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا (احقاف) یہ کتاب ہے جو تصدیق کرتی ہے عربی زبان مین،

دو موقع پر لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ، کہا گیا ہے،

۱ وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ۔ (نحل) یہ عربی مبین زبان ہے،

۲ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ (شعرا) یہ عربی مبین زبان مین ہے،

"مبین" کے لغوی معنی ہین ظاہر کرنے والا، واضح کرنے والا، کھولنے والا، اکثر مفسرین نے ان آیتون سے مین مبین کے یہی لغوی معنی مراد لئے ہین، یعنی قرآن ایسی زبان مین اُتارا گیا جو نہایت فصیح ہے، مطالب کھل جاتے ہین، معانی واضح ہوجاتے ہین سمجھنے مین کوئی دشواری نہین پیش آتی، ارض القرآن جلد اول کے اثنائے تحریر مین خیال آیا کہ مبین کے یہان معنی لغوی نہین ہین، بلکہ بطور علم کے ہین، اوپر گذر چکا ہے کہ ظہور اسلام کے وقت بھی عربی زبان مختلف بولیون اور لہجون مین منقسم تھی، ان مین سے جو فصیح ترین اور شیرین ترین زبان تھی اُسکا نام لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ تھا مثلاً اُردو زبان کا اطلاق، لاہور، دلی، لکھنؤ، بنارس، پٹنہ، کلکتہ، ڈھاکہ، حیدرآباد، بمبئی اور مدراس کی تمام اُردو زبانون پر ہوتا ہے، حالانکہ مختلف اسباب سے ان زبانون مین ذخیرۂ الفاظ لب ولہجہ تذکیر وتانیث اور بیسیون قواعد کا اختلاف ہے، تاہم ان سب پر اُردو وہی زبان کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن ان مین سے بہترین اور فصیح ترین زبان کو ہم "اُردوی معلیٰ" کہتے ہین، جو قلعۂ دہلی مین بولی جاتی تھی، یا جو اب ہمارے قلم اور شاعری کی زبان ہے، اسی طریقہ سے باوجود اختلافات کے عربی زبان مین ایک

خاص مستند اور ٹکسالی زبان تھی جسمین مختلف قبائل کے شعرا اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کرتے اور باہم قبائل ایک دوسرے سے گفتگو کرتے تھے اور یہی لسان مبین تھی،

یہ خیال ایک نظریہ کے طور پر میرے ذہن مین آیا تھا، لیکن اثناء مطالعہ مین ایسے شواہد بہم پہنچے جن سے معلوم ہوا کہ بعض اور علمائے کبار بھی یہی سمجھتے تھے،

روی الحاکم فی المستدرك وصححه والبیهقی فی شعب الایمان عن بریدة رضی الله عنه فی قوله تعالی بلسان عربی مبین قال بلسان جرهم (مزهر ص ۱۰)	محدث حاکم نے مستدرک مین روایت کی ہے اور اس کو صحیح کہا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان مین بیان کیا ہے کہ حضرت بریدہ سے مروی ہے کہ لسان عربی مبین مراد لسانِ جرہم ہے،

جرہم، قریش کے ناناہالی مورث اوّل کا نام ہے، جس کے خاندان مین حضرت اسماعیل نے شادی کی تھی، یہ روایت اگر صحیح نہ بھی ہو تو بھی اپنے زمانہ کے رُواۃ کے خیال کی مترجم ہے۔ یاقوت نے معجم مین (تحت لفظ عرب) ہشام کلبی کی روایت سے لکھا ہے۔

واللسان السادس ممن انطقه الله فی عربیة بلسان لم یکن قبلهم اسمعیل بن ابراهیم نطقوا بالمبین وهو السادس ممن تکلم بالعربیة هو وبنوه ولسانهم المبین وکتابهم المبین وهو الغالب علی العرب الیوم،	چھٹی زبان جو عرب مین اللہ تعالی نے بلوائی اور جو ان سے پہلے نہ تھی وہ حضرت اسماعیل کو بلوائی، بنو اسماعیل مبین زبان بولے، اور یہ چھٹے بزرگ ہین جو (اس چھٹی) عربی مین بولے اُن کی زبان اور تحریر مبین ہی، اور یہی زبان آج تمام عرب کی زبانون پر غالب ہے،

پھر کہتا ہے، المبین لمعد بن عدنان، "مبین، معد بن عدنان کی زبان ہی"، احادیث

صیحح مین ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد مین جب قرآن کی نقلین کرائین تو کاتبو کو حکم دیا کہ جس لغت کے تلفظ اور قرأت مین، تمھارے درمیان اختلاف ہو اُسکو قریش کے لغت مین لکھو نزل بلغة قریش کہ قرآن، قریش کی زبان مین اُترا ہے،

قریش کی زبان کی خوبی اور فصاحت کے دو سبب ائمہ لغت نے بیان کیئے ہین، جو بالکل صیحح ہین، عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جو قوم دوسری قومون سے الگ تھلگ رہتی ہے اور ملتی جلتی نہین، اُسکی زبان خالص اور بے میل رہتی ہے یہ خیال ایک حد تک صیحح ہے، لیکن ایک دوسری نظر سے یہ نظریہ بہت کچھ قابل ترمیم ہے، عموماً دیکھا گیا ہے کہ جو قومین دوسرون سے الگ اور محفوظ ہین، اُنکی زبان محدود اور مفلس ہوتی ہے یہی سبب ہے کہ وحشی قومون کی زبانین ہمیشہ عمدہ اور وسیع خیال کے ادا کرنے سے قاصر رہتی ہین، دیہات کی زبان اسی اُصول کی بنا پر عدم اختلاط کے باعث دوسری زبانون کی اثر پذیری سے گو محفوظ رہتی ہے، لیکن اسی کے ساتھ لطیف و نازک جذبات، اور بلند و عالی خیالات کی تعبیر سے قاصر رہتی ہے، اسلام کے سو دو سو برس پہلے سے تمام قبائل عرب مین صرف قریش کا قبیلہ اس لحاظ سے ممتاز تھا۔ کہ اُسکا گذر تجارتی ذرائع سے نہ صرف عرب کے گوشہ گوشہ مین بلکہ آس پاس کے ممالک مین بھی ہوتا تھا، اس بنا پر اُسکی زبان مین دوسری زبانون کے اعتبار سے زیادہ وسعت، اور زیادہ ہمہ گیری پیدا ہو گئی ہو گی، مذہبی خیالات کے ادا کرنے کیلئے، جسکا عربی زبان مین اُسوقت تک وجود نہ تھا، ایک ایسی ہی زبان کی ضرورت تھی، جسمین اِن خیالات کے ادا کرنے کیلئے الفاظ ہون، اور دیگر قدیم المذاہب زبانون سے اُسکا رابطہ اور ارتباط ہو جسکی بنا پر اُن سے الفاظ، عاریۃً حاصل کیئے جا سکین، تمام عرب مین ایسی زبان صرف

قریش کی ہو سکتی تھی،

دوسرا سبب یہ ہی کہ گو تمام عرب مین مقامی بتخانے تھے، جہان مراسم حج ادا ہوتے تھے، مقامی میلے بھی لگتے تھے، لیکن تمام ملک کا سالانہ مجمع صرف مکہ ہی کی سرزمین مین اکٹھا ہوتا تھا، ملک کے ہر گوشہ سے لوگ یہان یکجا ہوتے تھے **عکاظ** کا میلہ عرب کی اکاڈیمی تھی، اس بنا پر شہر مکہ کی زبان ایک ایسی زبان ہو گی جو عرب کی تمام زبانون کا خلاصہ اور عطر ہو گی، شعرائے عرب بھی اس موقع پر جبکہ عرب کے تمام گوشون سے لوگ سمٹکر ایک نقطہ پر جمع ہو جاتے تھے، اپنی شاعری کیلئے ایسی زبان اختیار کرتے ہونگے جو عرب کی عام اور مشترک زبان ہو گی اور جسکو عرب کا بچہ بچہ سمجھ سکتا ہو گا، اور وہ تقریبًا مکہ ہی کی زبان ہو سکتی ہی، یہی سبب ہی کہ شعرائے عرب کے قصائد کی زبانون مین اختلافات کے باوجود ایک قسم کی ہمرنگی اور ہمواری پائی جاتی ہی، تمام عرب کو مخاطب کرنے کے لیئے وحی الٰہی کو اسی قسم کی زبان درکار تھی،

ادیانُ العرَبِ قبل الاسلام

یعنی

اسلام سے پہلے عرب کے مذاہب

مغرور انسان کی اندرونی حالت یہ ہی کہ وہ قدم قدم پر اپنے عجز اور بیچارگی کے اعتراف پر مجبور رہی، اور اُسکا یہی اعتراف ایسی طاقتون کی تلاش پر آمادہ کرتا ہی جو اُسکے عجز و بیچارگی کی تلافی کر سکے، انسان آغاز تخلیق مین اپنے سوا ہر شے سے جھجکتا تھا اور ڈرتا تھا، اسلیئے ہر شے سے وہ اپنی مدد کا طالب تھا، گھنا درخت۔ اونچا پہاڑ، پُرشور دریا، خوفناک جانور انمین سے ہر چیز اُسکا خدا تھی،

وہ ایک مدت کے بعد جب اِن سے آشنا ہوا، اور اِن قوتون کو اچھی طرح آزما چکا، تو زمین سے اوپر آسمان کی طرف اُسکی نظر اُٹھی، یہان ہر ستارہ اسکو اپنا معبود نظر آیا، سب سے بڑے انمین سات سیارے دکھائی دیئے۔ یہ ساتون آسمان و زمین کے تمام مہمات کے کارکن سمجھے گئے، انسان کی مختلف ضرورتون کا ایک ایک قادر علی الاطلاق مانا گیا، کوئی حُسن کی دیوی تھی، کوئی لڑائی کا دیوتا تھا، کوئی زندگی اور موت کا خزینہ دار تھا، کوئی علم و کمال کا خدا تھا، آفتاب کا جاہ و جلال اور چاند کا حسن و جمال خداوند اعظم ہونے کا بہترین استحقاق تھا، یہ سورج، چاند، اور مختلف الاشکال ستارون کے جھرمٹ اُسکی نگاہون سے اتنی دور تھے کہ انسان اُنکو پیار نہین کر سکتا تھا، اور نہ اُنکی خدمتگذاری کا فرض ادا کر سکتا تھا، اس لیئے

اُنکی خیالی مورتین بنا کر اپنے بتخانون کی اسنے بنیاد ڈالی،

اِن ستارون کی کمزوری کا راز بھی جب افشا ہوا تو غیر محسوس روحون کا تسلط شروع ہوا، اور چونکہ وہ بھی آنکھون سے اوجھل تھے، متخیلہ نے جن اشکال مین چاہا اُن کی تصویر کھینچکر سامنے رکھی، اُنکی عظمت واقتدار کے لحاظ سے مٹی، پتھر، چاندی، سونے اور جواہرات کے اُن کے مجسمے تیار کیئے، اُن کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لیئے اُن پر خون کے چھینٹے دیئے گئے، اُن کو خوش رکھنے کے لیئے اُن کو بیش قیمت نذرانے پیش کیئے گئے۔

اِس اثنا مین انسان کی مختلف آبادیون مین، اُسکے مرتبۂ فہم اور درجۂ ترقی کے مناسب تعلیمات لیکر **انبیا** اللہ تعالیٰ کی طرف سے دُنیا مین آتے رہے،

حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اپنے وقت مین فرزندان سام مین مبعوث ہوتے رہے، کچھ لوگون نے اُنکو مانا اور اُنکی الگ الگ اُمّتین بنین، کچھ ایسے مغرور انسان بھی ہمیشہ رہے ہین جو اپنے زعم باطل مین اپنی ہستی سے بڑی کوئی دوسری چیز نہین مانتے، یہ ملحد اور دہریہ ہین،

عرب کی سرزمین عجب سرزمین تھی، یہان انسان کے مذہبی ارتقا، کے ہر درجہ کی مجسم تاریخ موجود تھی، اجسام پرست، ستارہ پرست، بت پرست، ارواح پرست نیز ابراہیمی، موسوی، عیسوی، اور ملحد و دہریہ فرقہ کے لوگ موجود تھے، لیکن استقصاء سے معلوم ہوتا ہی کہ انکا عام قومی مذہب ستارون اور روحون کے خیالی مجسمونکی پرستش تھی،

ہم نے عرب کی تمام قومون کو مخصوص اور واضح باہمی امتیازات کی بنا پر تین طبقون پر منقسم کیا ہی، **امم سامیۂ اُولیٰ**، یا عرب بائدہ، **امم قحطانیہ** یا عرب عرباء،

بنوابراہیم یا عرب مستعربہ، من جملہ اور امتیازات اور تفریقون کے ان تینون طبقون مین ایک مذہبی امتیاز اور تفریق بھی ہے،

امم سامیہ اولی کا مذہب امم سامیہ اولیٰ مین عاد، ثمود، جرہم وغیرہ قبائل داخل ہین، اُنکی آبادی بتائی جاچکی ہی کہ عرب سے لیکر عراق و شام و مصر تک پھیلی ہوئی تھی، اس بنا پر اِن قومون کا مذہب وہی ہو سکتا ہی جو ان ممالک کے اندر اس عہد مین رائج تھا، عربی تاریخون سے صرف اسقدر پتہ چلتا ہی کہ یہ قومین بت پرست تھین، لیکن کن بتون کی پرستش کرتی تھین اور اُنکی بت پرستی کے اُصول اور مراسم کیا تھے؟ اسکی تفصیل نہین ملتی، صرف قبیلۂ جدیس کی نسبت معلوم ہی کہ "وہ کُثری" نام ایک بت کو پوجتا تھا،[1] قرآن مجید نے عاد اور ثمود کے ذکر مین حضرت ہود اور صالح کی زبانی صرف اسقدر کہا ہی، کہ وہ خداے برحق کو چھوڑ کر اور بہت سے خداؤن کو پوجتے تھے، اور اُن کے الگ الگ نام رکھ لیتے تھے۔ حضرت ہود اپنی قوم عاد کو سمجھاتے ہین،

اتجادلوننی فی الاسماء سمیتموھا انتم داباءکم ماانزل اللہ بھامن سلطان (اعراف) کیاتم مجھ سے اُن نامون مین جھگڑتے ہو جنکو تمنے اور تمھارے اسلاف نے رکھ لیا اور خدانے اُنکی کوئی دلیل نہین اُتاری۔

اُنکی قوم کہتی ہے۔

قالوا اجئتنا لنعبداللہ وحدہ ونذر ماکان یعبد اباء نا، (اعراف) کیاتم اسلیئے میرے پاس آئے ہو کہ ہم ایک خدا کو پوجین اور جنکو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اُنکو چھوڑ دین،

اِس سوال وجواب سے معلوم ہوتا ہی کہ عاد خدا کے ساتھ اور خداؤنکو بھی پوجتے تھے، ثمود کا بھی یہی حال تھا، وہ اپنے پیغمبر کو کہتے ہین،

[1] یعقوبی ج اول ادیان العرب، قاموس فیروز آبادی (لفظ کُثریٰ)

قالوا یصلح قد کنت فینا مرجوًّا قبل ھذا اتنھٰنا ان نعبد ما یعبد اٰباؤنا۔ اے صالح تسے تو پہلے بڑی توقعات تھین کیا تم اس سے روکتے ہو کہ جسکو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اُنکو ہم بھی پوجین،

حضرت صالح فرماتے ہین،

یٰقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ، بھائیو! خدا کو پوجو اُسکے سوا کوئی خدا نہین،

اَب ہمکو یہ پتہ لگانا چاہیئے کہ اگر عرب مین نہین تو دوسرے ملکو نمین ان کے مذاہب کے متعلق کوئی تفصیل مذکور ہی؟ عرب سے باہر بابل، شام اور مصر مین جو مذہبی مراسم ان قومون کے جاری تھے اُنھین پر انکی عرب آبادی کو بھی قیاس کرنا چاہیئے ممالک مذکور کے متعلق قدیم کتبات اور تحریرون کے چھان بین سے یہ نظر آتا ہی کہ اُس زمانے مین قاعدہ یہ تھا کہ قومین مختلف آبادیون پر منقسم ہوتی تھین ہر آبادی مین دو بڑی عمارتین ہوتی تھین، ایک بیت الحکومہ اور ایک ہیکل، آبادی کا حاکم بیت الحکومت مین رہتا تھا، اور ہیکل آبادی کے کاہن کا مسکن ہوتا تھا، اور اُنھین دونون کی شرکت سے آبادی پر دُنیاوی اور مذہبی حکمرانی کی جاتی تھی، اور جسطرح ہر آبادی کا الگ شیخ یا حاکم ہوتا تھا، اِسی طرح ہر ہیکل مین ایک دیوتا یا بُت جو اُس گاؤن کا محافظ خیال کیا جاتا تھا، جب دو آبادیونکے رہنے والون مین جنگ ہوتی، تو گویا ان دونون آبادیون کے دیوتاؤن مین جنگ ہوتی، فاتح مفتوح کے دیوتا اُٹھالیجاتا مفتوح اُسوقت تک دم نہین لیتے تھے جب تک لڑکر یا منت سماجت کرکے اپنا دیوتا واپس نہین لیتے تھے، چنانچہ اِن قومون کے قدیم کتبات مین اِس قسم کے یادگاری پتھر بکثرت ملتے ہین ہم نے آغاز باب مین لکھا ہی کہ جب انسانون مین کسیقدر تہذیب و تمدن پیدا ہوا تو مخلوقات ارضی سے ہٹکر دیکھا تو آسمان کے بلند اور روشن ستارے اُن کو خداوندی کے بہترین مستحق نظر آئے چنانچہ اُن کی پرستش شروع ہوئی، مشہور عرب مورخ مسعودی نے لکھا ہی کہ چونکہ

یہ ستارے نکلتے اور ڈوبتے رہتے تھے، اسلیئے انکی متخیل شبیہین بنا بنا کر لوگون نے اُن کو پوجنا شروع کیا، اور اسطرح بت پرستی کی ابتدا ہوئی، یہ نظریہ بظاہر غلط نہین معلوم ہوتا، اسلیئے لائق قبول ہے،

ہماری کتاب کے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ستارہ شناسی کا آغاز اُنھین بدوی سامیون سے ہوا ہے آب دہوا اور جغرافی خصوصیات کی بنا پر ان مقامات کی فضائے آسمانی ابر اور گرد و غبار سے عموماً صاف رہتی ہے، بدوی سامی راتون کو اپنے بھیڑ بکری اور مویشی کے گلون کو لیکر آسمانی خیمون کے سایہ مین رات بسر کرتے تھے، جبکبھی آنکھ کھلتی سامنے صحیفۂ آسمانی کھلا نظر آتا،

پہلی جلد مین بہ تفصیل دکھایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم جس زمانہ مین پیدا ہوئے ہین، بابل اور مصر پر بھی قدیم سامی قومین حکمران تھین، جنکو ہم عاد و ثمود کہتے ہین حضرت ابراہیم کی خداشناسی کا جو تدریجی تخیل قرآن نے بیان کیا ہے اُسکو ہمارے بیان کردہ نظریہ سے کلی تطابق ہے، پہلے ان آیتون کو پڑھیئے۔

اذ قال ابراھیم لابیہ ازر اتتخذ اصناما الھۃ	ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ بتونکو آپ خدا ٹھہراتے
انی ارٰک وقومک فی ضلال مبین، وکذلک	ہین آپکو اور آپکی قوم کو کھلی گمراہی مین دیکھتا ہون، ہم
نری ابراھیم ملکوت السموٰت والارض لیکون	ایسطرح ابراہیم کو آسمانون کی اور زمین کی بادشاہی دکھاتے
من الموقنین فلما جن علیہ اللیل را ای	تھے کہ وہ ایمان والون مین ہو، جب رات نے اُسپر پردہ
کوکبا قال ھذا ربی فلما افل قال لا احب الافلین	ڈالا ستارہ کو دیکھا بولا یہ میرا خدا ہے جب وہ چھپ گیا تو اُسنے
فلما را ای القمر بازغا قال ھذا ربی فلما افل	کہا مین چھپ جانے والے کو نہین پیار کرتا جب چاند کو دیکھا کہا یہ
قال لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم	میرا خدا ہے جب وہ بھی ڈوب گیا، بولا اگر میرا پروردگار ہدایت نکرتا تو مین

الضالین، فلما رای الشمس بازغة — گمراہو نہین ہوتا، جب آفتاب پر نظر پڑی بول اُٹھا یہی میر
قال ھذا ربی، ھذا اکبر فلما افلت قال — پروردگار ہی، یہ سب سے بڑا ہی جب وہ بھی ڈوب گیا، کہا اے
یقوم انی بریٓء مما تشرکون انی وجھت — بھائیو مین اُس سے برأت کرتا ہون جسکو تم خدا کا شریک
وجھی للذی فطر السموات والارض — کہتے ہو، مین اپنا مُنھ اُسکی طرف کرتا ہون جس نے آسمانونکو
حنیفا وما انا من المشرکین، — اور زمین کو پیدا کیا، مین مشرکو نمین سے نہین،

حضرت ابراہیم نے اِن ستارونمین سے جو انکی قوم کے دیوتا تھے، ہر ایک کی حالت پر غور کیا، اِن مین سے کوئی اُن کو خدائی کا مستحق نظر نآیا اور آخر اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مین ان کے آگے نہین، بلکہ ان کے پیدا کرنے والے کے آگے اپنا سر جھکاتا ہون دوسری دفعہ جب اُن کو ایک مذہبی تہوار مین اپنے دیوتاؤن کے حضور آنے کی دعوت دیجاتی ہی تو اُسوقت بھی قرآن کہتا ہے،

فنظر نظرة فی النجوم وقال انی سقیم — ایک نظر بھر کر ستارونکو دیکھا اور کہا مین بیمار ہون۔

مفسرین اِس امر مین مضطرب البیان ہین کہ یہ ستارون کے دیکھنے کا کون سا موقع تھا؟ لیکن مین سمجھتا ہون کہ یہ اسلیئے تھا تاکہ اُن کے رشتہ دارون اور ہموطنون کو یہ نظر آئے کہ یہ اُن کے دیوتاؤن سے مشورہ لے رہے ہین، اور وہ اُن کو کسی قابل سمجھتے ہین، ایک اور نکتہ یہ ہی کہ جب انسان کے سامنے کچھ چیزین پیش ہوتی ہین، اور وہ متردد ہوتا ہی کہ اِن مین سے کس کو قبول کرے تو اکثر ایسا ہوتا ہی کہ اپنے فیصلہ سے پہلے اُن چیزون پر ایک آخری نگاہ ڈال لیتا ہی، حضرت ابراہیم نے آخری فیصلہ سے پہلے اِن ستارون کی حقیقت[۱] پر ایک نظر اور ڈال لی، یہ آخری فیصلہ کا موقع اسلیئے تھا کہ اس عظیم الشان تہوار مین عدم شرکت گویا

---

[۱] عربی مین نظر فیہ کے معنی بغور دیکھنے کے ہین مطلق دیکھنے کے نہین ہین،

انکا اپنی قوم کو اعلان جنگ دینا تھا، قرآن مجید کہتا ہی کہ ستارہ پرستی کے ساتھ بت پرستی بھی اِس قوم کا شیوہ تھا، حضرت ابراہیم کی زبانی مذکور ہے،

اذ قال ابراهیم لابیه آزر اتتخذ اصناماً الهة (انعام)	جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ آپ بتونکو اپنے خدا بناتے ہین،

سورۂ انبیا مین ہے،

اذ قال ابراهیم لابیه وقومه ماهذه التماثیل	جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور قوم کے لوگون سے کہا یہ
التی انتم لها عاکفون،	کیا مورتین ہین جن کو آپ گھیرے رہتے ہین،

سورۂ عنکبوت مین ہے،

انما تعبدون من دون الله اوثانا وتخلقون افکا	خدا کو چھوڑ کر بتون کو پوجتے ہو، جھوٹ گھڑ کر،

حضرت ابراہیمؑ کے پڑپوتے حضرت یوسفؑ عاد کی اُس جماعت کو جو مصر پر حکمران تھی خطاب فرماتے ہین،

یٰصاحبی السجن ءارباب متفرقون خیر ام الله	یارانِ زندان! یہ چند اُجد امعبود اچھے، یا ایک زبردست
الواحد القهار ما تعبدون من دونه الا اسماء	خُدا، تم چند (بے معنی) نامون کی پرستش کرتے ہو جنکو
سمیتموها انتم واباءکم (یوسف)	تمنے اور تمھارے باپ داداؤن نے گھڑ لیا،

اُصول مذکورہ کے مطابق یہ بت انھین کواکب کی شبیہ ہونگے،

مجموعۂ توراۃ سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ یہ قوم بت پرست تھی، سِفر یوشع مین ہی:

تمھارے باپ دادے، تارح، ابراہیمؑ کا باپ اور ناحور ابراہیم کے دادا) قدیم زمانے مین نہر (فرات) کے پار رہتے تھے، اور غیر معبودونکی بندگی کرتے تھے، (۲۴-۲)

حضرت یعقوب (حضرت ابراہیمؑ کے پوتے) کنعان سے حران اپنے خاندان مین ماموں کی لڑکی سے شادی کرنے گئے تھے، صاحبزادی جب باپ سے رخصت ہونے لگین

تو باپ کے قیمتی بت چرالائین (تکوین ۳۱-۳۴) باپ کو معلوم ہوا تو بیٹی سے اپنے بت واپس لینے کیلئے پیچھے گھار لیکر دوڑے، (تکوین ۲۵-۲۰) حضرت ابراہیم جب شام گئے ہین تو یروشلیم کا مذہبی کاہن اُن کے استقبال کو نکلا ہے، اس کاہن کا نام ابی مالک تھا (تکوین

اس زمانہ کے سامیون کا یہ اعتقاد تھا کہ تمام دُنیا ارواح سے بھری ہوئی ہے، جن مین زیادہ تر ارواح خبیثہ، اور کچھ ارواح طیبہ ہین، اُن کے مذہب کا خلاصہ یہ تھا کہ ارواح خبیثہ کو نذر و نیاز، قربانی اور چڑھاوے سے خوش رکھنا اور ارواح طیبہ کی مدح و ثنا گا کر اُن کے مقابلہ کیلئے تیار کرنا اُن مین سے ہر روح کا مسکن ایک ستارہ ہے، بابل کے کھنڈرونمین جو تختیان اور ہیکلون کے جو کتبات پڑھے گئے ہین اُن مین بیسیون معبودون کے نام ملے ہین، ذیل مین شہرون کے نام کے ساتھ اُن کے کچھ دیوتاؤن کے نام لکھے جاتے ہین، ان کا ماخذ لیر LAYARD کی کتابین ہین[۱]،

شہر کا نام	معبود کا نام	معنی
اریدو	ای (یا ایا)	پانی کا دیوتا
اور	سِن	چاند
لارسہ	شمش	آفتاب
اوروخ (عراق؟)	آنو	تاریکی اور آسمان کا اور ستارونکا دیوتا
	اشتار	ستارہ زہرہ (محبت اور حسن کی دیوی)
لاغش	ننگرسو	

[۱] اس مصنف کی دو کتابین ہین، نینوی اینڈ اِٹس ریمینس (نینوی اور اُسکے آثار باقیہ) مطبوعہ ۱۸۴۹ء دوسری ڈسکوریزان دی رومینس آف نینوی اینڈ بیلونیا (نینوی اور بابل کے کھنڈرون کے اکتشافات) مطبوعہ ۱۸۵۳ء

معنی	معبود کا نام	شہر نام
زمین کا دیوتا	انلیل	نپّور
قوت کی دیوی	بیلت ایسن	ایسن
	زمامہ	کشن
ستارۂ مریخ (لڑائی اور قہر کا دیوتا)	نرغل (یا نرگال)	کوتو (کوتیٰ)
ستارۂ مشتری (روشنی کا دیوتا)	مردوک	بابیلو (بابل)
ستارۂ عطارد (علم کا دیوتا)	نبُو	بارسپ
آفتاب	شمش	سپّور
چاند (خوشحالی کا دیوتا)	انیتو	اکّاد
زہرہ	اشتار	٫٫
لڑائی کا دیوتا	اشور	اشور
ستارہ زہرہ	اشتار	نینوٰی
ستارۂ زہرہ (محبت اور حُسن کی دیوی)	اشتار	اربابل (اربل)
چاند	سِن	حرّان

مشترک خداؤں میں سے بیل جو دوسری سامی زبانوں میں بعل ہی، اسکے معنی قوت اور تسلط کے ہین، بعل کے دوسرے معنی قوی، سُلطان اور مالک کے ہین، عربی مین اسی سے بعل کے معنی شوہر کے ہین، یہ بابل کا حال ہی، مصر مین بھی سامیہ اولیٰ کے زمانہ مین اسی قسم کی ستارہ پرستی جاری تھی، سب سے بڑا دیوتا آفتاب تھا جس کو وہ اپنی زبان مین رَع کہتے تھے، اُن کے دار الحکومت کا نام مدینۃ الشمس تھا جس کو مصری ”ان“ کہتے تھے،

یمن آفتاب دیوتا کا مندر تھا، بادشاہ آفتاب دیوتا کا بیٹا سمجھا جاتا تھا اسلیئے اُس کا لقب رعمسیس ہوتا تھا، یعنی "ابن الشمس" یہی سبب ہے کہ سلاطین مصر کو دعوائے خدائی تھا، قوم نوح، عاد، ثمود، قوم لوط، قوم ابراہیم، مدین، اور فرعون مصر کی تباہی کا حال بیان کر کے قرآن مجید کہتا ہے:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِىْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ (ھود)

یہ ان آبادیون کے حالات ہین، جو تم سے بیان کرتے ہین ان مین کچھ تو اب تک باقی ہین، کچھ برباد ہو گئے، ہمنے ان پر ظلم نہین کیا، اپنے پر آپ اُنھون نے ظلم کیا، ان کے دیوتاؤن نے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچایا،

توراۃ سے ثابت ہی کہ حضرت ابراہیم مصر تشریف لے گئے تھے[1]، اور اسوقت وہان قوم عاد کی حکومت تھی[2]، قرآن مجید مین حضرت ابراہیم کا ایک بادشاہ سے مناظرہ کا حال مذکور ہی، جو خدائی کا مدعی تھا،

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ، اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ، قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ، فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ (بقرہ)

تم نے اُسکی طرف نہین دیکھا جسنے ابراہیم سے اُسکے خدا کے بارہ مین حجت اسلیئے کی کہ خدا نے اُسکو بادشاہی دی تھی، جب براہیم نے اُس سے کہا کہ میرا خدا وہ ہی جو زندہ کرتا ہی اور مارتا ہی اُسنے کہا مین بھی زندہ کرتا اور مارتا ہون ابراہیم نے کہا میرا خدا آفتاب کو شرق سے نکالتا ہی تم مغرب سے نکالو، اس دلیل کو سنکر وہ کافر کچھ جواب نہ دے سکا،

---

[1] تکوین ۱۲، [2] ارض القرآن، جلد اول ص ۱۵۰،

حضرت ابراہیم نے اپنی اِس دلیل مین بادشاہ کی بیچارگی وعاجزی کے ثابت کرنے کے علاوہ، آفتاب دیوتا کی بندگی اور غلامی بھی ثابت کی ہی کہ اُسکو کوئی اور ادھر سے اُدھر چلانیوالا ہی، حضرت موسیٰ کے سامنے بھی شاہ مصر نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا'

أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ ۔ مین تمھارا بڑا دیوتا ہون'

لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ (شعراء) اگر میرے سوا کسی اور کو تمنے خدا بنایا تو تمکو قیدیون مین کر دونگا۔

يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي، (قصص) اے درباریو اپنے سوا تمہارا کوئی اور خدا مین نہین جانتا۔

گو یہ زمانہ سامیون کا نہ تھا، مگر معلوم ہوتا ہی کہ اُنکا مذہب جو مصری مذہب تھا، اُسوقت بھی باقی تھا، رَعْ یعنی آفتاب کے علاوہ مصر مین اور بہت سے دیوتا اور دیویان تھین، ہر شہر کا ایک خاص مالک دیوتا تھا، پھر شہر کے ہر گھر کا الگ' اور گھر کے ہر آدمی کا الگ الگ دیوتا تھا، کل ملک مین ۹ دیوتا اور ۱۱ دیویان بڑی تھین، اِن کے نام طوالت کے خوف سے قلم انداز ہوے ہین'

امم سامیہ اولیٰ مین ہماری تحقیق کے مطابق تین پیغمبر مبعوث ہوئے حضرت ابراہیم اُن قبائل سامیہ مین مبعوث ہوئے، جو بابل، شام اور مصر مین آباد تھے' اور سفر تکوین کے روسے آپ کی ان تین ملکون مین آمد و رفت اور سفر و اقامت ثابت ہی، حضرت ہود اُن قبائل مین پیدا ہوئے جو جنوبی عرب مین سکونت پذیر تھے' اور حضرت صالح شمالی عرب کے سامیون کے پیغمبر تھے' الغرض ان دھندھلے بیانات سے کسی قدر یہ روشن ہوتا ہی کہ امم سامیہ اولیٰ یعنی عاد و ثمود وغیرہ کا مذہبی تخیل کیا تھا' اور خدا کے یہ تین فرستادہ پیغمبر اُن کو کن باطل پرستیون سے روکتے تھے'

---

[1] مصر کے قدیم مذاہب کی تفصیل عربی کی مستند کتاب سوء السبیل فی سکان وادی النیل مصنفہ پروفیسر ولس بج مطبوعہ سنہ ۱۸۹۹ء کے ص۶۰ تا ۶۳ سے ماخوذ ہی۔

اہل معین | جنوبی عرب کی ایک قدیم سامی قوم اہل معین کے حالات پہلی جلد مین گذر چکے ہین، یہ قوم بھی ستارہ پرست تھی، بابل کے دیوتا یہان بھی پجتے تھے، ان کے علاوہ کچھ خاص عرب کے دیوتا بھی اُن کے معبودون کی فہرست مین شامل تھے جنمین سے کتبات مین حسب ذیل بتون کے نام ملے[1] ہین،

عَشتار — یہ وہی دیوتا ہی جو بابل مین اشتار تھا، یعنی ستارۂ زہرہ،

وَدّ — محبت کا دیوتا (عربی لفظ وَدّ: محبت)

نکُرہ — نفرت و عداوت کا دیوتا (عربی لفظ کرہ: ناپسندیدگی)

شَمس — آفتاب، یہی لفظ بابل مین شَمَش تھا۔

ان مین سے **عشتار** بڑا دیوتا تھا، شمالی عرب مین معین کا جو کتبہ ملا ہی اسمین، کتبہ نگار اپنے آقا کی بخیریت جنگ سے واپسی پر عشتار دیوتا کا شکریہ ادا کرتا ہے[2]۔

بنو قحطان یا جنوبی عرب | جنوبی عرب یعنی یمن و حضرموت، مین جو عاد وغیرہ قبائل کا اصل مسکن تھا، اور بابل کے ملک مین جہان وہ کسی زمانے مین حکمران تھے، باہمی تعلقات کے متعدد دلائل جلد اوّل مین گذر چکے ہین، اُن مین سے ایک دلیل یہ بھی تھی کہ ان دونون ملکون کے مذہبی تخیل مین نہایت شدید تشابہ ہی، اس اجمال کی تفصیل کا اب موقع ہاتھ آیا ہے،

بنو قحطان، جو امم سامیۂ اولی کے بعد جنوبی عرب مین برسرِ اقتدار ہو گئے تھے، واقعات تاریخی اور آثار عتیقہ دونون کی بنا پر ستارہ پرست تھے، مختلف قبائل مین مختلف ستارونکی

---

[1] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۹ ۳۷ و برٹانیکا طبع ۱۱ ص ۷۰۰، ج ۲۳

[2] اصول الانسانیۃ (ہیومن اوریجن) مصنفہ سموال لینگ، فصل عرب،

پرستش ہوتی تھی، اِن ستارون کے نام سے ہیکل قائم تھے، اور وہان اُنکی خیالی مورتین بناکر رکھی گئی ہین، ہیکلون کے پاسبان اور عہدہ دار جنکو کاہن کہتے ہین متعین تھے، اِن ہیکلون مین لوبان اور خوشبودار لکڑیان جلائی جاتی تھین،

بنو قحطان مین سب سے پہلے ہماری ملاقات قوم سبا سے ہوتی ہی، اِس قوم مین زیادہ تر آفتاب کی پوجا ہوتی تھی، قرآن مجید ہُدہُد کی زبان سے ملکۂ سبا کے تذکرہ مین کہتا ہے،

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (نمل) — مین نے سبا کی ملکہ اور اُسکی قوم کو پایا کہ خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے تھے،

یہودیون کی تلمیم مین جہان سبا ذکر ہی، اُنکی آفتاب پرستی کا تذکرہ نہین، لیکن ترگوم مین یہ تفصیل موجود ہی، چنانچہ ہُدہُد کے قصّہ مین ہے کہ:

"جبکہ ملکہ آفتاب کی عبادت کو جارہی تھی" (جوئش انسائیکلوپیڈیا ج ۱۱ ص ۲۳۶)

یونانی مورخ تھیوفرستینس جو حضرت عیسیٰ سے ۳۱۲ برس پہلے اور اسلام سے تقریبًا ۹۰۰ برس پیشتر اور سبا کا معاصر تھا، بخورات کے ذکر مین لکھتا ہے،

یہ ملک سبا سے متعلق ہی جو بخورات کی بڑی حفاظت کرتے ہین، اِن بخورات کا ڈھیر آفتاب کے ہیکل مین لایا جاتا ہی جو اس ملک مین نہایت مقدس سمجھا جاتا ہے[۱]،

عرب کے علمائے انساب متفقًا بیان کرتے ہین کہ قوم سبا کے مورثِ اعلیٰ کا نام عبد شمس تھا، جس کے معنی "پرستار آفتاب" کے ہین، علمائے اسلام نے دوسری یا تیسری صدی مین یمن کی ایک کے کتبہ مین یہ فقرہ پڑھا تھا،

---

[۱] ہیرن کی ہسٹاریکل ریسرچز ج ۱ ص ۱۰۳،

هذا ما بنی شمر یدعش لسید ته الشمس[1]   شمر یرعش بادشاہ نے یہ سورج دیبی کے لیے بنایا،

آجکل یمن کے آثار قدیمہ کی جو تحقیقات ہوئی ہی، اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ آفتاب کے علاوہ اور ستارون کی بھی یہان پرستش ہوتی تھی، کتبون مین جابجا اِن معبودونکے نام ہین، اور اُن کے نام سے برکت اور اعانت کی درخواست کی گئی ہی، یا اُنکا شکریہ ادا کیا گیا ہی، ڈیوڈ ہنرخ مولر D. H. Muller جس نے برٹانیکا طبع یازدہم مین قوم سبا Sabaeans پر مضمون لکھا ہی، بیان کرتا ہے:

"اجرام سماویہ کی پرستش یمن مین نہایت شائع تھی، اس کی شہادت عربون کی تحریرونسے بھی ملتی ہی، آفتاب پرستی، سبا کی قوم مین اور ہمدانیون[2] مین مخصوص طور سے معلوم ہوتی ہی (یونانی مورخ) پلینی کے بیان مین سبوتا کا سُابی اگر درحقیقت سورج دیوی شمس تھا، تو اسکی تشریح سبائی اثر و اقتدار سے کی جا سکتی ہی (یعنی سبا والون کے اثر سے وہان آفتاب پرستی پھیلی) قوم سبا کی شمس[3] دیوی تھی، حالانکہ اہل معین کا خاص دیوتا عشتار مذکر تھا، جسکی مختلف نامون سے پوجا کی جاتی تھی، سب سے عام نام "عشتار شرقی" اور "عشتار ذُوقبُض" ہے، وَدّ (محبت) اور نکوہ (نفرت) محبت اور نفرت کے دیوتا بھی ممکن ہی کہ اسی عشتار کی دوسری شکلین ہون"

"اہل سبا بھی عشتار کو مانتے تھے، لیکن اسکے ساتھ ایک اور دیوتا اَلمقَہ بھی اُنکے ہان ہی، المقہ ہمدانی[4] کے بیان کے مطابق ستارۂ زہرہ کا نام ہی، اس بنا پر المقہ اور عشتار کو باہم ایک سمجھا جاتا ہی، چاند دیوتا (جو بابل مین) سن تھا، شوہ (واقع حضرموت)

---

[1] حمزہ صفہانی ص ۱۱۰ کلکتہ۔ [2] یمن کا ایک قبیلہ، [3] عربی زبان مین شمس کا لفظ مؤنث ہے،
[4] اس عرب مصنف کا حال ارض القرآن جلد اصفحہ ۱۲ مین پڑھو،

کے ایک کتبہ مین نظر آتا ہی، لیکن ہمدانی کا بیان ہی کہ "ھوبکس" (ستارہ)
قوم سبا کا چاند دیوتا تھا شبوہ کے کتبہ مین عشتار، سن (چاند) کا باپ بتایا گیا ہی، یہ قابل
توجہ ہی کہ یہ دونون دیوتا بابل کے افسانہ مین بھی باہم قریبی رشتہ دار ظاہر کئے گئے ہین،
یہ افسانہ "اشتار" کی اولاد ادوس کا ہی جسمین اشتار (زہرہ) کو سن یعنی چاند کی بیٹی
کہا گیا ہی، ایک اور کتبہ مین عشتار کی مان آفتاب کو کہا گیا ہے، ......"

"کتبہ کے تین بتون کے نام قرآن مین بھی ہین، یعنی ود، یغوث اور نسر، تعلب
ایک دیوتا کا نام ہونا درخت پرستی کو ان مین ظاہر کرتا ہی، چھوٹے چھوٹے دیوتاؤن کے
نام چھوڑ دینا چاہیئے، لیکن (اہل سبا کے) حرم ریام کا ذکر ضروری ہی، جہان چانداور
سورج کی مورتین رہتی تھین، ——— "قدیم
سامی" رواج کے مطابق مختلف موسمون مین، مختلف دیوتاؤن کے جاترے کو
لوگ جاتے تھے، سبا والون کے جاترے کے مہینہ کا نام ذوحجتان تھا، جو
شمالی عرب مین ذوالحجۃ ہی، اسوقت بھی اس قسم کے ہیکلون کے خاکے اور آثار
باقی ہین، قابل لحاظ یہ امر ہی کہ مارب، صرواح اور قصر نقب الحجر کے ہیکل بیضاوی
شکل کے ہین اور اُن کے دروازے اُترا اور دکھن رُخ کے ہین۔[۱]"

"دیوتاؤن کے آگے قربانیان اور بخورات چڑھاے جاتے تھے، قربانگاہ کا نام
مذبح اور قربانی کا نام ذبح مشترک سامی لفظ ہین، چنانچہ عبری مین بھی ہین،[۲]
ایک قسم کا مسالہ جو ملک کی پیداوار تھی ان قربانگاہون پر انکے نام لئے جاتے تھے،

[۱] اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ حضرت ابراہیم کے حج کی شکل بگاڑی گئی تھی،
[۲] اس یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ قربانی کی رسم، طریقۂ ابراہیمی ہی، جو اس زمانہ مین غیر خدا کیلئے مستعمل ہو گی،

دیوتاؤن کو تجارت اور زراعت کی آمدنی کا دسوان حصہ نذر کیا جاتا تھا خواہ وہ چیز دیدی جاتی تھی یا اُس قیمت کی چاندی کے ڈلے یا سونے کی مورتین، یہ آمدنیان بخوشی تمام ہیکلون کی تعمیر اور مرمت پر صرف ہوتی تھین، ہیکل اور شہر کی فصیلین اکثر ساتھ ہوتین، طلائی مورتین منت مانے ہوئے نذرانے ہوتے تھے اِس طریقہ سے کہ میان بیوی ملکر اپنی چار اولادون کی سلامتی کیلئے چار طلائی مورتین چڑھادیتے تھے، کوئی شخص ذو سماء (آسمان کے آقا) کے نام مورتین بنا کر چڑھاتا تھا کہ وہ خود اور اُسکے اونٹ تندرست اور جوڑون کی بیماریون سے محفوظ رہین"

مُلک عرب کے آثار و کتبات مین جنوبی عرب کے مختلف قبائل کے دیوتاؤن کے حسب ذیل نام ملتے ہین،

اہل معین، عثتار (زہرہ) ودّ (محبت) نکروہ (عداوت) شمس (سورج)

حضرموت، عثتار، سین (چاند) حَوْل، (قوت) شمس۔

اہل قتاب، عثتار (زہرہ) عَم، (چاند) انبای (عطارد) شمس۔

سبا، عثتار (زہرہ) ہوبس (چاند) المقہ، شمس۔

مشترک اور عام دیوتاؤن مین دو نظر آتے ہین، عثتار یعنی زہرہ، اور شمس یعنی سورج، اِن کے علاوہ اور جو دیوتاؤن کے نام ہین وہ درحقیقت مختلف ستارون سے عبارت ہین، اور اُن مین سے اکثر کسی نہ کسی طرح بابلی الاصل ہین، عثتار وہی ہے جو بابل مین اشتار تھا، شمس بابلی فہرست مین شمش نظر آتا ہے، سین یعنی چاند بابل کا سین ہے، نکروہ (نفرت کا دیوتا) اور جس سے مراد زحل یا مریخ ہے بابل مین نکرو ہے، انبائی بابل کا نبو ہے

یعنی ستارۂ عطارد، (علم و اطلاع کا ستارہ)[1] آفتاب کی زبان مین عمٗ اور سبا کے محاورہ مین ہوبس چاند کو کہتے ہین، جسکو حضرموت مین سین اور بابل مین سن کہا جاتا ہی، اور ہادس بھی کہتے تھے، اَلْمَقَہ کے لفظی معنی "اُسکے لکھے ہوئے نشانات کے ہین" جن سے مراد ستارے ہین، آفتاب کا نام سبا کے ہان "ذات نشق" بھی ہی جسکے معنی "نشق کے ہیکل کی مالکہ" ہین[2]، آفتاب کو یہ لوگ دیبی سمجھتے تھے، یعنی عورت اسی لیئے عربی مین "شمس" بطور مونث کے استعمال ہوتا ہی اور چاند دیوتا یعنی مذکر تھا، چنانچہ "قمر" عربی مین مذکر ہے۔

الیف ہومل F. Hommel جو ایک مشہور مستشرق ہی، انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مضمون "عرب" مین لکھتا ہے،

ان کے علاوہ ایک بڑی ماتا دیوی تھی جو چاند دیوتا کی مان یا جوڑی تھی، خیال کیا جاتا ہی کہ یہ منزل قمری کی مفروضہ شخصی صورت تھی، معین والے اسکو "اثیراۃ" (اثیرا، اثیرتو) کہتے تھے، اور سبا والو نمین اسکا نام حرمتو تھا، اور زیادہ اغلبیت کے ساتھ کہا جا سکتا ہی کہ اسی کا نام عام طور سے "ایلات" تھا مثلاً جسکی مخفف شکل "لات" بہت سے عربی نامون کا جزا تھی ہم مختلف چھوٹے عثتار (زہرہ) دیوتاؤن کے نام بیان کر سکتے ہین، جنکو بعد کو یہ سمجھا گیا ہی کہ یہ زہرہ کے نام بحیثیت صبح اور شام کے تارے کے ہین، مغربی سبا والون مین "تعلب" کمان کا ایک خدا تھا جسکو ذوسماوی (آقائے آسمان) کا لقب بھی حاصل تھا، سبا کے ذوسماوی کا مقابلہ کنعان اور ارم کے "بعل شامیم" (آسمان کا آقا) سے کرنا چاہیئے، اسکے نام پر خاص طور سے اونٹ جسکو عربی مین "ابل" کہتے ہین، مقدس سمجھے جاتے تھے، اسی وجہ سے مدین مین بلکہ جنوبی عرب مین بھی ہُبل یا اُہبل وغیرہ ہے،

[1] عبرانی مین خبر کو کہتے ہین، اسی سے سامی زبانو نمین "نبی" ہی خبر دینے والا، [2] یہ تمام تفصیل انسائیکلوپیڈیا آف اسلام سے ماخوذ ہی، بلد ۱

ہُوبل چاند کو اصل دیوتا مانکر چھوٹے چھوٹے دیوتاؤن کے جو بالمقابل نام ملے ہین اُنکو چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی دو متضاد شکلون سے عبارت سمجھتا ہی، گویا وہ توأم دیوتا ہین مختلف مقامات مین مقامی خصوصیات کی بنا پر کہین بڑھنے والی اور کہین گھٹنے والی شکل کی پرستش کی جاتی تھی از روے قیاس انکی مختلف صورتین قائم کی جاسکتی ہین، مثلاً

بڑھنے والے چاند کا نام	گھٹنے والے چاند کا نام	کیفیت
۱- وَدّ (پیارہ یعنی باپ)	عَمُ (چچا)	
۲- وَدّ (محبت کا دیوتا)	نَکرَہ (نفرت اور برائی)	نکرہ زحل یا مریخ کو اصل مین کہتے ہین۔
۳- عزیز لات (لات کا دوست)	رُضُو لات (لات کا دشمن)	"رضو لات" ہیرو ڈٹس مورخ یونانی کے حوالہ سے ہی
۴- عبری بابل (اونٹ اور بھیڑ بکری کا گلہ) کا مقابلہ عربی ہبل سے کرو	عبری قین (پیشہ ور) کا سبا کے دیوتا قینان سے کرو۔	گویا بدوی اور متمدن زندگی کا مقابلہ،
۵- ونخ	حرمتو (روکنے اور محروم رکھنے والا)	یہ نام یمن کے قتابونکے کتبہ مین ہی-

میرے خیال مین ان مین سے اکثر قیاسات علمی فرض و وہم سے آگے نہین بڑھتے، ہومل اسکے بعد ایک اور مسئلہ کی طرف توجہ دلاتا ہی، جو ہمارے اِس دعوی کی قطعی شہادت ہی کہ یمن اور بابل مین نہایت قدیم زمانہ سے تعلقات تھے، جیساکہ پہلی جلد مین عاد کی حکومت بابل کے ذکر مین دکھایا جاچکا ہی، ہومل لکھتا ہے.

ہمارے لئے یہ قابل توجہ ہی کہ تمام مغربی سامی ناموں کا نظام و ترکیب جو قریبًا دو ہزار برس قبل مسیح کے ہین[۱] اور جو سبائی خط کے کتبات مین ہم تک شخصی نامون کی حیثیت سے پہونچے ہین وہ پہلی بار جنوبی عرب ہی کے دیوتاؤن کے نامون کی صحیح ترجمانی سے سمجھ مین آئے ہین، مثلاً وہان کے شخصی نامون کا جز، ابی (میرا باپ) عمی (میرا چچا) ہوتا ہی جو بڑھنے والے

[۱] یعنی بابل کے جو سامی ممالک کی جانب مغرب ہو، ۵۲ بابل خط،

اور گھٹنے والے چاند سے عبارت ہی، یہ گویا اُس شخص کا جسکا یہ نام ہوتا تھا محافظ دیوتا سمجھا جاتا تھا، (ص ۳۸)

بنو قحطان کے آخری مقتدر قبائل جنکا زمانہ اسلام سے قریب ہی حمیر اور ہمدان ہین، ان کے مختلف قبائل مین مورخین عرب کی تشریح کے مطابق حسب ذیل بتون یا دیوتاؤن کی پرستش ہوتی تھی،

حمیر	شمس ح۱ (آفتاب)
اہل جرش (واقع یمن)	یغوث (فریاد کو پہنچتا ہے)
خیوان (قبیلہ ہمدان)	یعوق (دفع کرتا ہی یا روکتا ہی)
ذوالکلاع (حمیر)	نسر (گدھ، ایک ستارہ کا نام ہی)
خولان، یمن کا قبیلہ	عمیانس، یا عم انس (انسان کا چچا یا محافظ) ح۱ ح۲
عبدالمدان (یمن کا قبیلہ)	مدان
اہل صنعاء (واقع یمن)	کعیت اور اُسکی بیوی دونون بت صنعاء کے کلیسا مین تھے
حضرموت وکندہ	جلد
اہل نجیر (واقع حضرموت)	ذریح ح۳
اہل نجران	ایک درخت کو پوجتے تھی ح۴، اسکو سالانہ تہوار مین کپڑے اور زیور پہناتے تھے،

ح۱ اوپر مول کی رائے پڑھو، یاقوت نے عمیانس لکھا ہی اور ابن ہشام نے عم انس،

ح۲ یہ فہرست سیرۃ ابن ہشام کی فصل اصنام العرب سے ماخوذ ہی صحیح بخاری تفسیر سورۂ نوح مین بھی اسی قسم کی روایت ہی ح۳ ان پانچ بتونکا ذکر معجم یاقوت مین ان نامون کے تحت مین ہی کعیت کا ذکر "قلیس" مین ہی،

ح۴ طبری صفحہ ۹۲۲ یورپ ح۵ طبقات الامم ابن صاعد اندلسی صفحہ ۴۴ بیروت،

ان دیوتاؤن کے لیئے چھوٹے چھوٹے ہیکل یون تو ہر جگہ ہون گے لیکن ان مین چند نہایت مشہور اور ممتاز ہیکل تھے، مثلاً غمدان، ریام، ذوالخلصہ، قلیس،

غمدان صنعاء مین ایک مشہور عمارت تھی، شہرستانی کا بیان ہی کہ وہ ستارہ زہرہ کا ہیکل تھا، یہ اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ عثتار کے نام سے یمن مین زہرہ کی پرستش عام طور سے ہوتی تھی، یاقوت نے معجم مین لکھا ہی کہ "اس عمارت کا بانی الیشرح بن یحصب تھا، اسمین تو بر تو سات منزلین تھین، اور ایک اسمین ایک شیر کا مجسمہ تھا، حضرت عثمان نے اس عمارت کو منہدم کرا دیا"

غمدان کی سات منزلین ممکن ہی کہ سات آسمانون کا تخیل ہو، یا ہفتہ کے سات دن کی مناسبت سے، ان شیر کا مجسمہ ہونا تو اس بات کو واضح کرتا ہی کہ شاید اسد کی صورت کواکب سے اسکو تعلق ہو، مارگولیوتھ نے لائف آف محمد مین یمن کا ایک کتبہ شائع کیا ہی جسمین کتبہ کے پہلو مین ایک شیر کی شکل ہے،

ریام کا ہیکل بھی یمن مین واقع تھا، اس سے پہلے مولر کی شہادت گذر چکی ہی کہ "ریام کے ہیکل مین چاند اور سورج کی مورتین تھین" ہمدانی نے اسکو عرب کی قدیم مذہبی عمارتون مین شمار کیا ہی، اور لکھا ہی کہ قبیلہ ہمدان کی آبادی مین واقع تھا[1]، ابن اسحاق کا بیان ہی کہ اہل یمن اس ہیکل کی بڑی عزت کرتے تھے، اسپر قربانیان چڑھاتے تھے دوسری صدی ہجری تک اس عمارت پر قربانی کے خون کے نشانات موجود تھے[2]، یہ نہین معلوم کہ یہ ہیکل کس بت کا مسکن تھا، لیکن اکثر ائمہ لغت نے اسے "رام" سے مشتق کیا ہی، جسکے معنی "شفقت اور مہربانی" کی ہیں

---

[1] صفۃ جزیرۃ العرب، صفحہ ۱۲۷، [2] یاقوت لفظ "ریام"

اس لیئے یہ ممکن ہے کہ یہ وَدّ کا مرادف ہو

ذو الخلصہ یہ ہیکل مکہ سے سات منزل یمن کی جانب واقع تھا، اسکی وقعت اہل عرب مین اتنی تھی کہ اسکو یمن کا کعبہ کہتے تھے، اسمین سپید مرمر کا ایک بت استادہ تھا، اسکے سر پر پھول بوٹے کا ٹکرا ایک تاج سا بنا تھا، اسکے گلے مین ہار ڈالے جاتے تھے، شتر مرغ کے انڈے لٹکائے جاتے تھے، چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے، دوس، خثعم، بجیلہ اور ازد السراۃ کے قبائل اسکے پوجاری تھے[1]، فتح مکہ کے بعد سنہ مین حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی نے آنحضرت صلعم کے حکم سے اسکو جلا کر خاک کر دیا[2]، آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد جب یہ قبائل مرتد ہوئے تو اُنھون نے ذو الخلصہ کو پھر زندہ کرنا چاہا، لیکن حضرت ابو بکر کی خلافت نے اسکو ہمیشہ کیلئے فنا کر دیا[3]،

قُلیس کلیسا کا معرب ہی، یہ کلیسا اہل حبش نے جو عیسائی تھے، صنعا مین بنوایا تھا کہتے ہین کہ اس مین دو بت نصب تھے جو میان بیوی کہلاتے تھے، مرد کا نام کُعیت تھا، یہ ساٹھ ہاتھ لمبا لکڑی کا ایک بت تھا، دوسری صدی ہجری مین خلیفہ سفاح کے زمانے مین یہ ہیکل برباد ہوا[4]،

اِن بتخانون کی آبادی اور مصارف کے لیئے لوگ اپنی پیداوار اور کمائی کا مخصوص حصہ نذر کیا کرتے تھے، ہمارے مفسرین اور ارباب سیر لکھتے ہین کہ حضر موت والے اس اصول کے بشدت پابند تھے[5]، چنانچہ قرآن کی یہ آیت انھین کے متعلق ہے۔

---

[1] یاقوت لفظ "خلصہ"۔
[2] صحیح بخاری سریہ ذی الخلصہ،
[3] طبری،
[4] یاقوت لفظ "قلیس"،
[5] سیرۃ ابن اسحاق ذکر عرب قبل اسلام؛

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا (انعام)

خدا نے جو کھیتی اور جانور پیدا کئے ہین یہ کافر خدا کا ایک حصہ خدا کے لیے کرتے ہین اور اپنے خیال کے مطابق کہتے ہین کہ یہ تو خدا کا ہے اور یہ ہمارے دیوتاؤنکا ہے،

معلوم ہوتا ہی کہ حضرموت مین یہ رسم بہت قدیم زمانہ سے جاری تھی، پلینی جو ۶۷۹ مین تھا، بیان کرتا ہے:

"سبا کے ایک حصہ کا نام حضرموت ہی، جسکا خاص شہر سبا تھا ہی، اس شہر مین ساٹھ ہیکل ہین، یہان سے بخورات جمع کر کے سبا تھا مائے جاتے ہین، اور اُسوقت تک یہ خرید نہین کیے جا سکتے اور نہ کوئی غیر ملکی ان کو لے جا سکتا ہی جب تک کاہن، سبا تھا کے دیوتاؤنکے لیے دسوان حصہ نکال نہین لیتا[1]"

یہ جابجا بیان کیا جا چکا ہی، کہ فارس اور روم کی باہمی معرکہ آرائیون مین عرب ایک متوسط کی حیثیت رکھتا تھا، شمالی عرب کے سرحدی عرب عیسائیت قبول کر کے رومیون کے بیحد کام آئے تھے، چنانچہ رومیون نے خود بھی اور اُن کے اشارہ سے عیسائی حبشیون نے بھی عرب مین تبلیغ مسیحیت کا بیڑا اُٹھایا، چنانچہ اُن کو نجران مین کامیابی ہوئی، اندرون ملک مین یہود آباد تھے، خدا جانے کیا اسباب پیش آئے، کہ یمن کے اکثر قبائل اور سلاطین نے یہودی مذہب اختیار کر لیا، صرف عبدکلال حمیر مین عیسائی بادشاہ تھا، کتبات مین بھی بجائے دیوتاؤن کے نامون کے "رحمٰن" کا نام اَب ملتا ہی جو قبل اسلام عرب یہودیون اور عیسائیون کیلئے مخصوص تھا، اہل حبشہ نے جو عیسائی تھے ۵۲۵ء مین یمن فتح کیا، اور صنعاء مین ایک کلیسا تعمیر کیا جسکو عرب "قلیس" کہتے ہین، تاہم وہان عیسائیت نے قبولیت عام

[1] ارض القرآن جلد اول صفحہ ۲۴۳-

حاصل نہین کی، ۵۷۵ء مین اہل فارس نے حبشیون کو یمن سے نکالدیا، اور ایک ایرانی حکومت وہان قائم کرلی، اہل یمن کے مذہبی سطح اس سیاسی جنبش سے بھی متاثر نہوئی، اور اب وہ زمانہ آیا جبکہ خورشید اسلام نے یمن[1] مین طلوع کیا،

بنو ابراہیم یا شمالی عرب

جسطرح جنوبی عرب اور بابل و عراق کے مذہبی خیالات مین اتحاد نظر آتا ہے اسیطرح شمالی عرب (حجاز، مدین، نجد) اور شام و فلسطین مین ایک متحد مذہبی تخیل قائم تھا، اور چونکہ نسلاً بھی انمین اتحاد تھا، اسلیئے مذہبی تخیل کا انمین اتحاد کچھ عجیب نہین سلسلہ ابراہیمی کی عرب مین متعدد شاخین آباد تھین جنکے حالات اسی جلد مین تم اوپر تفصیل کے ساتھ پڑھ آئے ہو، یہ ذہن نشین رہے کہ یہ اُس ابراہیمؑ بت شکن کی اولاد تھی، جس نے بابل کی ستارہ پرستی کا طلسم توڑ ڈالا تھا، اور آخر اُس کفرستان سے ہجرت کرکے شام اور عرب کی سرزمین کو اپنے لئے منتخب کیا، ان کی اولاد یہین پھیلی اور بڑھی، اور بڑی بڑی قوم بن گئی، اس بناء پر یہودیون، عیسائیون اور مسلمانون، تینون کے نزدیک یہ مسلّم ہونا چاہیئے کہ بنو ابراہیم ابتدءً موحّد اور اپنے باپ کے دین پر تھے، اسی لیئے قرآن مجید نے حضرت یعقوب کی زبانی کہا ہے،

أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ (بقر)

کیا تم موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی، اور جب انھون نے اپنے بیٹون سے پوچھا کہ میرے بعد تم کسکو پوجوگے؟ انھون نے جواب مین کہا کہ ہم آپ کے خدا اور آپ کے آباؤ اجداد ابراہیمؑ اسماعیل اور اسحاق کے خدا کو پوجین گے، ایک خدا کو، اور ہم اُسی کے فرمانبردار رہنگے،

[1] یہ واقعات بہ تفصیل ارض القرآن جلد اوّل مین گذر چکے ہین،

لیکن رفتہ رفتہ یہ اثر کم ہوتا ہوگیا، چنانچہ بنو اسرائیل مصر جاکر اپنا آبائی مذہب بھول گئے، حضرت موسیٰ نے مبعوث ہوکر اُنکو پھر اُن کا بھولا ہوا خواب یاد دلایا، لیکن انکی مذہبی حالت اِس درجہ مسخ ہوگئی تھی کہ بار بار کی تنبیہ پر بھی جب ذرا غفلت پاتے بتون اور دیوتاؤن کے آگے سر جھکا دیتے، چنانچہ، توراۃ، اونبییم اور تاریخ یہود اِن بیانات سے لبریز ہی، نسل ابراہیمی کے جو خانوادے عرب آکر بسے تھے، انکا بھی یہی حال ہوا،

توراۃ، نبییم اور یہود کی دوسری مقدس کتابون مین اسرائیل کی گنہگار اولادون کی اور اُنکی ہمسایہ قومونکی جس باطل پرستی کا ذکر بار بار آیا ہی، اُس سے اِن قومون کے اُن مذہبی عقاید اور خیالات کا پتہ چلتا ہی جو مرور زمانہ سے اِن بنی زادون مین پیدا ہوگئے تھے، تمام مجموعۂ توراۃ کے پڑھنے سے یہ نظر آتا ہی، کہ یہ قومین تمامتر ستارہ پرست تھین، بڑے اونچے اونچے، ستون یا ہیکل بنائے جاتے تھے یا پہاڑون پر بت خانے اور مذبح تیار ہوتے تھے، اور ان مین قربانیان جلائی جاتی تھین، سونے، چاندی، پتھر اور لکڑی کی مورتین بناکر اُن کو پوجتے تھے، اپنی، بچونکی اور مویشی کی صحت و سلامتی کی قربانیان چڑھائی جاتی تھین، اولاد کو بعل دیوتا کے نام پر ذبح کرتے تھے، مولک ایک دیوتا کا نام تھا، اسپر کھیتی کو اور اولاد کو ذبح کرکے چڑھاتے تھے،

۱ھ تثنیہ ۱۳-۲ ۲ھ تثنیہ ۴-۱۹ ملوک دوم ۲۱-۳- ملوک دوم ۲۳-۵ تاریخ دوم ۳۳-۳- ۳ھ تاریخ دوم ۱۴-۴ و ۲۱-۳ و ۲۳-۴

ملوک دوم ۱۴-۳- ۴ھ یرمیاہ ۱۹-۵ و ۳۲-۳۵- ۵ھ ملوک دوم ۲۱-۳- ۶ھ بحوالہائے سابق ——

۷ھ توراۃ کے محولہ صفحات مین دیکھو-

۸ھ تثنیہ ۲۰-۳۶- ۹ھ خروج ۲۰- ۲۳- ۱۰ھ تثنیہ ۱۲-۳۱- ملوک دوم ۲۱-۳- یرمیاہ ۱۹-۵-

۱۱ھ تثنیہ ۱۲-۳۱- یرمیاہ ۳۲-۳۵-

بتون پر سونا اور چاندی نذر چڑھائی جاتی تھی[1]، توراۃ مین جن دیوتاؤن کے نام آئے[2] ہین اُن مین سب سے زیادہ بعل[3] دیوتا کا تذکرہ ہی، جس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ان سامی قبائل مین اسکو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل تھی، اسکے بعد یسیروت[4]، مولک[5]، شمس اور قمر اور منازل[6] کواکب کے درجے تھے، آفتاب کے متعلق خیال تھا کہ یہ دیوتا ایک گاڑی پر سوار ہی اور روحانی گھوڑے اُسکو شب و روز کھینچتے رہتے ہین، اِس بنا پر آفتاب کے نام سے جو ہیکل بنتا تھا اُسمین گاڑی اور گھوڑے بھی بنا کر کھڑے کیئے جاتے تھے[7]، چنانچہ اس قسم کی ایک سنگی مورت بابل مین آجکل کھود کر نکالی گئی ہی، ہیکلونکی چھتون پر لوبان سُلگائی جاتی تھی تاکہ دیوتاؤن کی رضامندی کی خوشبو تمام آبادی مین پھیل جائے۔

اب ہم سلسلۂ ابراہیمی کے ایک ایک خاندان کو جسکا ملکِ عرب مین آباد ہونا پہلے ثابت ہو چکا ہی، بیان کرتے ہین،

مدین | سلسلۂ ابراہیمی مین، سب سے پہلے ہم نے مدین کو لیا ہی، قرآن مجید مین انکے متعلق صرف اسی قدر ہی کہ وہ خدا کو چھوڑ کر اور معبودون کی پرستش کرتے تھے حضرت شعیبؑ اُن سے کہتے ہین ؎

یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ، (عنکبوت) مرے بھائیو! خدا کو پوجو۔

یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ (اعراف) مرے بھائیون! اللہ کو پوجو اُس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہین

---

[1] تثنیہ ۷-۲۵- و قضاۃ ۹-۴- [2] عدد ۲۲-۴۱ و ۲۵-۲- ملوک دوم ۲۱-۳- و ۲۳-۶- تاریخ دوم ۲۳-۳- قضاۃ ۲-۱۳-
[3] ملوک دوم ۲۱-۷ و ۲۳-۶- [4] اجبار ۱۸-۲۱ و ۱۹-۱-
[5] ملوک دوم ۲۳-۶ و تاریخ دوم ۱۴-۵ [6] ملوک دوم ۲۳-۱۱-
[7] ملوک دوم ۲۳-۵، ۸-

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ (هود) مرے بھائیو! اللہ کو پوجو اُسکے سوا تمھارا کوئی معبود نہین،

مدین جواب دیتے ہین:

يٰشُعَيْبُ أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا (هود) اے شعیب، کیا یہ تمھاری نماز تمکو یہ کہتی ہو کہ ہم اسکو چھوڑ دین جسکو ہمارے اسلاف پوجتے آئے ہین،

توراۃ بتاتی ہو کہ مدین بعل دیوتا کو پوجتے تھے[1]، اِس دیوتا کا ذکر حضرت الیاس کے تعلق سے قرآن مجید مین بھی آیا ہے،

أَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ أَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِيْنَ (صٰفٰت) کیا بعل کو پکارتے ہو اور اس سے بہتر پیدا کرنے والے کو چھوڑتے ہو، اللہ تمھارا اور تمھارے گذشتہ باپ دادا کا "رب" ہے۔

ہمارے مفسرین نے عکرمہ، مجاہد اور قتادہ کی روایت سے بیان کیا ہو کہ "بعل" یمن کی زبان مین "آقا" اور "مالک" کو کہتے ہین، اور یہ حضرت الیاس کی قوم کا بت تھا[2]، اور اسی لیئے عربی مین شوہر کو بعل کہتے ہین[3]۔ ہمارے مفسرین اور اہل لغت کا بیان بالکل صحیح ہو، لیکن صرف اِس تخصیص سے انکار ہو کہ یہ صرف یمن کی زبان کا لفظ ہو، صحیح یہ ہو کہ یہ لفظ تمام سامی زبانون مین پایا جاتا ہو، یہ بھی اوپر معلوم ہو چکا ہو کہ بعل صرف قوم الیاس[4] مین نہین بلکہ اکثر مشرقی سامی قومون مین پوجا جاتا تھا، بعلبک ملک شام کا ایک قدیم شہر ہو جو اِسی بعل دیوتا کی طرف منسوب ہو، روایتون مین ہو کہ یہ دیوتا سونے کا تھا[5]، چودہ ہاتھ لمبا تھا، اور اُس کے چار مونھ تھے[6]، توراۃ مین اسکے تین طریقے سے نام آئے ہین "بعل"[7] "بعل فغور"۔

---

[1] سفر العدد ۲۲-۴۱ و ۲۵-۳، ۵-۱۶۷ - [2] طبری، وبغوی، تفسیر آیۃ مذکورہ،

[3] لسان العرب لفظ بعل، [4] لسان العرب ج ۱۳ ص ۶۲-

[5] معالم التنزیل بغوی، تفسیر آیت مذکورہ، [6] بعل کے متعدد حوالے اوپر گذر چکے ہین، [7] عدد ۲۵-۲-

"بعل بریث"

بعل کے لئے مذبح، قربانگاہ اور ہیکل بنتے تھے، لوبان اور دیگر بخورات اُن مین جلائے جاتے تھے، اولاد کو اُسکی خاطر آگ مین ڈال دیا جاتا تھا، اور یہ بہترین قربانی سمجھی جاتی تھی، بعل کی پوجا کے لئے خاص قسم کے برتن اور ظروف ہوتے تھے، سامی قومون مین اور مدین کے ہمسایون مین بعل کی پوجا کے یہی سب رسوم تھے، غالبًا مدین مین بھی یہی جاری ہون گے،

مستشرقین یورپ کی تحقیق کے مطابق بعل ستارہ زحل کا نام تھا جسکی دوسری مانوس عربی شکل ہبل ہے، اسکی مدین مین پرستش ہوتی تھی، اور اونٹ (ابل) کی قربانی اسکے لئے سب سے بہتر سمجھی جاتی تھی،

حضرت شعیب اس قوم مین مبعوث ہوئے، اور اُنکی دعوت سے ایک فرقہ نے خدا پرستی اختیار کی، تفصیل مدین مین گذر چکی ہے،

ددان یا اصحاب لایکہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ ددان یا اصحاب لایکہ، مدین ہی کے ہمقوم اور ہم نسب تھے، قرآن مجید نے بھی ان دونون کو ایک ہی رشتہ مین منسلک کیا ہے ان دونون کیلئے ایک ہی پیغمبر حضرت شعیبؑ مبعوث ہوئے تھے، دوسری طرف انکی ہموطنی لوطؑ کی آبادی سے تھی، (ارض القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۶) حضرت لوط کے دو بیٹے موآب اور عمون تھے، (تکوین ۱۹-۳۶) قرآن مجید اور نیز توراۃ نے ددان کی مذہبی

ف ۱ قضاۃ ۸-۳۳ و ۹-۴- ف ۲ یرمیاہ، ۱۹-۵- ملوک دوم ۲۱-۳- ف ۳ ملوک دوم ۲۳-۵-

ف ۴ یرمیاہ، ۱۹-۵- ف ۵ ملوک دوم ۲۳-۴- ف ۶ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۷-۹-۳، اور ہسٹری آف دی مورش امپائر ان یورپ، مصنفہ ایس پی، سکاٹ بحوالہ ڈوزی، دیباچہ،

حالت کی تفصیل نہین کی ہی، اسلیئے ہر شخص یہی قیاس کرے گا کہ ان کے مذہبی عقائد مدین، مواب اور عمون سے ملتے جلتے ہون گے، یہ معلوم ہو چکا ہی کہ مدین بعل کی پرستش کرتے تھے، مواب کا دیوتا کموش[1] تھا، عمون مولک کو پوجتے[2] تھے، مولک اور بعل تو قطعاً ایک ہین عبری کا مولک، عربی کا مالک، اور بعل کا ہم معنی ہے، بعل اور مولک دونون کیلیئے رسوم بھی ایک ہی قسم کے تھے، دونون پر لوگ اپنی اولاد کی قربانی کرتے تھے،

بنوادوم یعنی حضرت ایوب کی امت — عرب کا تیسرا ابراہیمی قبیلہ ادوم ہی، اسی قبیلہ مین حضرت ایوبؑ مبعوث ہوئے تھے، قبیلۂ ادوم کی مذہبی حالت سے قرآن نے کچھ تعرض نہین کیا ہی، لیکن اسمین کسی پیغمبر کا مبعوث ہونا ہی اس بات کی شہادت ہی کہ کم ازکم قبیلہ کے کچھ افراد راہ راست پر نہ تھے، سفر ایوب[3] سے معلوم ہوتا ہی کہ اس قبیلہ مین سورج اور چاند کی پوجا ہوتی تھی، عبادت کا طریقہ یہ تھا کہ لوگ سورج اور چاند کی طرف دیکھکر اپنے ہاتھ چوم لیتے تھے، یہ گویا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اگر ممکن ہوتا تو وہ خود اُن کے بوسہ دیتے،

بنو اسماعیل — ہمارے ارباب روایت بیان کرتے ہین کہ حضرت اسماعیل کے بعد اُنکی اولادون ابراہیمی پر قائم تھی، ان مین رفتہ رفتہ بت پرستی کا شیوع اسطرح ہوا کہ خانۂ کعبہ جو پتھرون سے بنا تھا ان کے نزدیک مقدس تھا، جب وہان سے کسی اور مقام پر چلنے لگتے تو اُسکا ایک پتھر تبرکاً اُٹھا لیتے، بعد کو خانۂ کعبہ کا امتیاز بھی اُٹھ گیا جو پتھر اچھا سا چکنا

---

[1] عدد ۲۱-۲۹- قضاۃ ۱۱-۲۴- ملوک اول ۱۱-۷- [2] ملوک اول ۱۱-۷،۳۳، ملوک دوم ۲۳-۱۳-

[3] سفر ایوب ۳۱-۲۶،۲۷،

پڑا مل جاتا اُسکو اُٹھا لیتے، اور اُسکو اپنے گھر کا دیوتا بنا لیتے[1]،

قدیم تحریری شہادتون کے رو سے سب سے پہلے، بابل کے کتبات مین ہمکو ۶۴۵ ق م مین، یہ معلوم ہوتا ہی کہ بنو قیدار اور انباط اِشتار یعنی زہرہ کو پوجتے تھے، اشور بنی پال شاہ نینوی، شاہانِ عربِ شمالی کی مفتوحی کی داستان مین کہتا ہے :-

"عادیہ ملکۂ عرب، عم العدی شاہ قیدار مین، مفتوح ہوئے اور گرفتار کر کے نینوی لائے گئے، اور ایک دوسرے شہزادہ یوتع بن بیرودا (؟) کے بیشمار جنگجو لوگ، تباہ و برباد کیئے گئے اور اُنکے خیمے جلائے گئے، اور ایک تیسرا سردار ابی یاتی کو مع اسکے ساتھیون کے یعنی یوتع بن حتّایل ناتان شاہِ انباط اور اشتار کے پوجنے والون کے، شکست دی گئی[2]"

ہیروڈوٹس ۴۴۰ ق م مین شہادت دیتا ہی کہ "عرب دو دیوتاؤن کو پوجتے ہین، جن کی نام "الیلات" اور "اوروتل" ہین، الیلات تو صاف اللات ہی اور وتل نہین معلوم کیا شی ہے"

اصحاب الرس و اصحاب الحجر | اسماعیلی قبائل کے بارہ سلسلو نمین صرف تین کی نسبت ہمکو کچھ حالات معلوم ہین، قیدما (اصحاب الرس) نبایوط (اصحاب الحجر) اور قیدار، اصحاب الرّس کی مذہبی حالت کی قرآن نے کوئی تفصیل نہین کی، صرف مجرم قومون کی فہرست مین اُنکا نام لیا ہی، تاریخ کے دوسرے ذرائع بھی اُس ظلمتکدہ کو روشن نہین کرتے، انباط یعنی اصحاب الحجر کی نسبت قرآن کہتا ہے:

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ — حجر والون نے پیغمبرونکو جھٹلایا،

پہلی صدی عیسوی کے اوائل کا مورخ اسٹرابو جو اس قوم کا معاصر تھا، شہادت دیتا ہی کہ:

"نبطیہ سبا والونکے دیوتا آفتاب کی پوجا کرتے ہین اور اس دیوتا کا ہیکل یا قربانگاہ، مکانات کی

[1] سیرۃ ابن ہشام ذکر اصنام العرب، [2] ہسٹو رینس ہسٹری آف دی ورلڈ (تاریخ مورخین عالم) جلد ۸ صفحہ ۲۰۰، ۱۹۰۸ء،

چھتون پر بناتے ہین، اور اسپر شراب چڑھاتے ہین، اور اندر ہر روز بخور جلاتے ہین[۵۱]"

اسٹرابو نے جو طریقۂ پرستش بتایا ہی وہ دیگر طریقۂ پرستش کے مطابق ہی جسکی تفصیل توراۃ کی شہادتون کے ساتھ ابھی اوپر گذر چکی ہے،

حجر کے نبطی کتبون مین جو عموماً قبرونکی لوحین ہین، اِن کے دیوتاؤن کے نام بھی ملتے ہین مثلاً ذوالشری، لات، منوت، ہبل، قیش، عمی ند، خریش اِن آخری دو نامون کے علاوہ بقیہ اور دیوتا زمانۂ اسلام تک عرب کے شمالی قبائل مین پوجے جاتے تھے، **ذوالشری** اَوس کا دیوتا تھا، **لات** ثقیف مین پجتا تھا، اور منوت یعنی **مناۃ** اَوس خزرج کا معبود تھا، قیش جو عربی مین قیس ہی گو اس نام کے بت کی تصریح ہمکو کہین نہین ملی، لیکن عرب نامون مین عبد القیس (قیس کا بندہ یا غلام) اور امرء القیس (قیس کا آدمی) ہمکو ملتا ہی، اور چونکہ عرب اپنے نام دیوتاؤن کی نسبت سے رکھا کرتے تھے، اسلیئے یہ خیال کیا جاسکتا ہی، کہ عبد القیس کا قبیلہ جو گو عدنانی تھا، لیکن ایک مدت سے بحرین مین آباد تھا، وہ **قیس** کے پرستارون مین ہو امرء القیس کا نام عرب کے مختلف قبائل مین نظر آتا ہے، حیرہ کی عدنانی النسل سلاطین مین ایک امرء القیس تھا، کندہ کے آخری شاہزادہ اور عرب کے نامور شاعر امرء القیس کا نام کون نہین جانتا، مصر کے ایک ہمہ دان عیسائی مصنف کا بیان ہے کہ عربونمین امرء القیس کا نام، رومیون کے مرقس کا معرب[۵۲] ہی، لیکن ہمکو نہین معلوم کہ سامان آرائش وتمدن کے علاوہ عرب مین نامون کا بھی قحط تھا، نباتی کتبات مین اِن دیوتاؤن کے علاوہ اللہ کا نام بھی بحیثیت ایک معبود کے جزء کے نظر آتا ہے،[۵۳]

۵۱ گولڈ ٹائنس آف مدین، صفحہ ۲۲۸، ۵۲ العرب قبل الاسلام جرجی زیدان صفحہ ۱۹۶

۵۳ انسائیکلوپیڈیا آف ریلجنس اینڈ ایتھکس، (اخلاق اور مذاہب کی انسائیکلوپیڈیا) صفحہ ۲۶۴ ج ۱-

اصحاب الحجر کے کتبات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ انکے ہان باقاعدہ کاہن ہوتا تھا جو لوگون پر مذہبی جرمانہ کرسکتا تھا، قبرستان کا صحن، حرم کا حکم رکھتا تھا، دو کتبون کے ضروری فقرون کا ترجمہ یہ ہے،

۱- "یہ قبرستان کمکم نبت وائلہ نبت حرم اور اُسکی لڑکی کلیبہ نے اپنے اور اپنی اولاد کیلئے طیبہ کے مہینہ بن حارث شاہ انباط محب قوم کے نوین سال جلوس مین ۔ ذوالشری، اور خریش اور لات، اور عمند اور منوت اور قیس اُسپر لعنت کرینگے جو اس قبرستان کو بیچے گا، یا خریدیگا یا رہن رکھے گا، یا اس مین سے کسی کی لاش نکالے گا، یا اسمین کمکم اور اُسکی بیٹی اور اُسکی اولاد کے علاوہ کوئی اور دفن ہوگا۔ جو اس وصیت کی مخالفت کرے، ذوالشری ہبل اور منوت اسپر پانچ لعنتین بھیجین، اور کاہن اسپر جرمانہ کرے، جسکی مقدار ایک ہزار درہم حارثی ہو، ... وہب اللات بن عبادہ نے اسکو بنایا"

۲- اس مقبرہ کو عائذ بن کہیل نے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے بنایا ... ذوالشری، منوت، اور قیس اُسپر لعنت کرین جو اُسکو فروخت کرے یا خریدے یا رہن رکھے، یا دیدے، یا کرایہ پر دے یا اسپر کچھ اور نقش کرائے، یا مذکورہ بالا اشخاص کے علاوہ یہان کسی اور کو دفن کرے، مقبرہ اور اُسکی چارون طرف کی زمین انباط کے اُصول کے مطابق، حرم مقدس[۵۳] ہے،

ہومل، اسلام کی انسائیکلوپیڈیا مین لکھتا ہے، کہ اہل یمن کی طرح انباط مین بھی چاند گھٹنے اور بڑھنے کی حالتین دو توام دیوتا سمجھا جاتا تھا، اُسکے الفاظ یہ ہین،

"موخر الذکر (انباط) مین بھی ہم چاند کو دو توام دیوتاؤن مین منقسم پاتے ہین، یعنی

---

۵۳ ان دونون کتبون کا عکس مین نے نہین دیکھا، جرجی زیدان نے Cook کی کتاب North Semitic Inscriptions Oxford 1903 کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

ذوالشرٰی (پہاڑ کا دیوتا، شرٰی ادوم کے پہاڑی مقام کا نام تھا) اور اُسکا جوڑا خریش
(خریس عبرانی مین آفتاب کو کہتے ہین)، ذوالشرٰی خصوصًا پٹرا مین پوجا جاتا تھا، ہبل اور
اُسکا جوڑا منوات تھا، اسکے بعد ماتا دیبی ایلات (خصوصًا عمنی، ند، دیبی اور ایک دیوتا اعز
(عربی مین اَعَز؛ چمکتی پیشانی والا) یہ اخیر لفظ غالبًا ذوالشرٰی کی ایک صفت کی طور پر ہی (لفظ عزیٰ)

اوس وخزرج اور اُنکے ہم نسب قبائل

ہمنے مدنیہ کے قبائل اوس و خزرج کو جنکا اسلام مین نام انصار ہی انھین
انباط کی شاخ قرار دیا ہی، اس دعوی کا ایک مزید ثبوت یہ بھی ہی کہ ان
دونون کے بتون اور دیوتاؤن کے نام ایک ہی ہین، یا یہ کہو کہ ایک ہی دیوتاؤنکو دونون
پوجتے تھے، ان مین سے انکی مخصوص دیبی مناۃ تھی، جسکو انباط منوت کہتے تھے، اس
دیبی کی مورت مشلل مین قدید کے پاس ساحل بحر احمر کے قریب نصب تھی، حج مین احرام
اُتارنے کی رسم اوس و خزرج یہین ادا کیا کرتے تھے[1]، یاقوت نے معجم مین لکھا ہی کہ "مناۃ ایک پتھر
کی چٹان تھی، شاہان غسان اُسکے نام سے نذرانے بھیجتے تھے، اور ازد کے رؤسا، اس کے
پجاری تھے، اور اسکا اہتمام و انتظام اُنھین کے ہاتھ مین تھا، اسکو قربانیان دیجاتی تھین"
اوس و خزرج مین امرؤالقیس (قیس کا آدمی) کا نام متعدد دفعہ ملتا ہی[2]، کیا اس سے یہ استدلال
کیا جا سکتا ہی کہ قیس بھی ان کے معبودون مین داخل تھا؛ عبداللہ اور اوس اللہ
بھی اُنکی زبان سے سنتے ہین[3]،

لوگون کے گھرون مین دیوتاؤنکی مورتین رہتی تھین، مناۃ کی مورت لکڑی کی ترشی
ہوئی اتنی بڑی یثرب کے ایک گھر مین تھی کہ چند آدمی ملکر اُسکو اُٹھاتے تھے (ابن ہشام

[1] صحیح بخاری، طواف صفا و مروہ، زرقانی و ابن سعد ذکر ہدم مناۃ ابن اسحاق مقدمہ،
[2] سیرہ ابن ہشام ذکر بیعت عقبہ، [3] سیرۃ ابن ہشام بیعت عقبہ و ذکر ہجرت

ذکر بیعت عقبہ) ایک شخص ان دیوتاؤن کے اہتمام وانتظام پر مقرر ہوتا تھا ظہور اسلام کے وقت جو شخص اس عہدہ پر مامور تھا اُسکا نام عمرو بن قیس[1] تھا،

اوس وخزرج، روایات عرب اور دیگر قیاسات عقلی کی بنا پر ازد ور غسان کی شاخ تھے، اس بنا پر مذہبی حیثیت سے بھی اُنمین اتحاد پایا جاتا ہی، چنانچہ مناۃ دیگر قبائل ازد اور غسان کا معبود بھی تھا، اس کے علاوہ اِن قبائل اور اِن کی شاخون مین اور بھی چند دیوتا تھے،

نام	مقام	پرستار
۱- اُقیصر	حدود شام مین	قضاعہ، لخم، جذام، عاملہ، غطفان،
۲- عائم	.	ازد السراۃ
۳- فِلس	جبس	طیٔ
۴- ذُوالشّرٰی	.	دوس، ازد
۵- ذُوالکفّین	.	دوس
۶- بَاجر[2]	.	ازد
۷- وَدّ	.	کلب بن وبرہ (شاخ قضاعہ)
۸- یغوث	.	انعم (شاخ طی)

اِن قبائل مین ستارہ پرستی بھی تھی، لخم اور جذام ستارہ مشتری کو پوجتے تھے،

---

[1] سیرۃ ابن ہشام، ذکر منافقین مدینہ،

[2] ۱، ۲، ۴، کیلئے دیکھو معجم البلدان یاقوت زیر الفاظ اُقیصر، عائم، ذوالشری، ۳ اور ۵ کا حال صحیح بخاری کتاب المغازی اور ابن سعد سریہ فلس وذوالکفین مین پڑھو، ۶- قاموس مین یہ لفظ دیکھو، بسیرت ابن ہشام مقدمہ۔

اور طی سہیل کے پرستار تھے[۱]، اسلیئے ممکن ہی کہ فلس کا ہیکل سہیل ہی کے نام سے بنایا گیا ہو، اور اقیصر، مشتری سے عبارت ہو،

بنو قیدار یعنی عدنانی قبائل

بنو قیدار کے قدیم مذہبی تخیلات کی نسبت مجملا اشارہ اوپر گذر چکا، اسقدر مسلم ہی کہ ابتداءً یہ اپنے باپ دادا حضرت اسمٰعیل اور ابراہیم کے مذہب پر تھے، خانۂ کعبہ کا رسم ابراہیمی کے مطابق حج کیا کرتے تھے، رفتہ رفتہ مسئلہ حج کی غلط فہمی سے اِن مین سنگ پرستی کا آغاز ہوا[۲]، صحیح روایات سے ثابت ہی کہ مکہ اور حجاز مین بت پرستی کا بانی ایک شخص عمرو بن لحی ہی[۳]، اسکے ملک شام سے تعلقات تھے۔ اور وہین سے بت لالا کر اسنے خانۂ کعبہ اور اطراف مکہ مین پھیلا دیئے تھے[۴]، اس روایت کی موجودہ تحقیقات سے بھی تائید ہوتی ہی، ہومل اسلام کی انسائیکلوپیڈیا مین لکھتا ہی:

"شمالی مغربی عرب مین مکہ سے پترا (رقیم)، بلکہ اُس سے آگے صحرائے شام (تدمر) اور حوران تک ایک ہی تخیل، کسیقدر پُرانے اور بعض نئے نامون کے ساتھ پھیلا تھا (ج ۱ صفحہ ۳۸۰)

عدنانی قبائل کا سب سے بڑا بت یا دیوتا ہبل تھا جو خاص خانہ کعبہ مین نصب تھا، لات کا ہیکل شہر طائف مین تھا، مکہ سے چند میل دور مقام نخلہ عزیٰ[۵] نام ایک دیبی کا مسکن تھا، عدنانی قبائل کے یہ تین سب سے بڑے دیوتا تھے، ان پر چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے، قربانیان ہوتی تھین ان کی نذرین مانی جاتی تھین، لوگ انکے جاترے کو آتے تھے، ان کے علاوہ مختلف قبائل کے کچھ مقامی دیوتا تھے، جن کے نام یہ ہین،

۱؎ طبقات الامم ابن صاعد اندلسی، صفحہ ۴۳، بیروت ۲؎ اخبار مکہ ازرقی و سیرۃ ابن ہشام، مقدمہ، ۳؎ صحیح بخاری، ابن ہشام، ۴؎ ابن ہشام،

نام	مقام	پرستار
سُوَاع	دومۃ الجندل	قبیلۂ ہذیل
سعد	ساحل جدہ	بنی ملکان بن خزیمہ بن مضر
آساف	مکہ	.
نائلہ	مکہ	.
رُضاء	.	بنی ربیعہ بن کعب
ذوالکعبات	سنداد (حدود عراق)	قبیلۂ ایاد
جِبار	عکاظ	ہوازن
مُناف	.	قریش
اُوال	.	بکر و تغلب
مُحرِّق	.	بکر و ربیعہ
یالیل	طائف	ثقیف
ذوالخلصہ	تبالہ	خثعم و بجیلہ
سُعَیر	.	عنزہ
فرّاص	.	سعد العشیرہ

بعض قبائل ستارہ پرست تھے، **قیس** جو عدنانی قبائل مین بہت بڑا قبیلہ تھا، **شعریٰ** پوجتا تھا، قبیلہ کنانہ چاند کا پرستار تھا، اسد کا قبیلہ **عطارد** کی پرستش کرتا تھا، تمیم، ستارہ دبران پوجتے تھے[۱]، قریش اور ان کے دیگر ہم نسب قبائل جس ہبل کو

[۱] ابن صاعد اندلسی صفحہ ۴۳، بیروت

پوجتے تھے، ہمارے قدیم علمائے لغت توکچھ نہین بتاتے مگر حسب تحقیقات موجودہ وہ درحقیقت ستارۂ زحل تھا،

چنداور بتون کے نام

لغت کی کتابو نمین متعدد ایسے بتون کے نام ملتے ہین جنکی نسبت یہ تفصیل نہین معلوم کہ یہ کس قبیلہ کے معبود تھے، اور عرب کے کس بتخانہ مین انکی پرستش ہوتی تھی، مثلاً کُسْعَہ، جُبْہَہ، جُرَیش، شارِق، عَوف، بَجَّۃ، یہ نام علامہ فیروز آبادی کی قاموس سے التقاط کیئے گئے ہین، عرب مین ایک اور بت تھا جس کو دُوار کہتے تھے، عورتین اور نوجوان لڑکیان اسکی چارون طرف طواف کرتی تھین، چنانچہ امرا القیس کہتا ہے:

فعنّ لنا سرب کان نعاجہ   عذارے دوار فی ملاء مذیل

ہمارے سامنے ہرنونکا گلہ آیا جسکی ہرنیان،   "دوار" کی ناکتخدا لڑکیان معلوم ہوتی تھین، جو بڑی بڑی دامن کی چادرین اوڑھی ہون

گذشتہ صفحات مین جن بتون اور دیوتاؤن کے نام لکھے گئے ہین، گو وہ بہت تفحص اور تلاش سے جمع کیئے گئے ہین، تاہم اُنکی اصلی تعداد کا احاطہ نہین ہوسکتا، بخاری مین حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ فتح مکہ کے موقع پر جب آنحضرت صلعم خانہ کعبہ مین داخل ہوئے ہین، تو اُسوقت خلیل بت شکن کا معبد، ۳۶۰ بتون مسکن تھا،[1] یہ خانہ کعبہ کے اندر کے بتون کی تعداد ہی، اسکے علاوہ ملک کے گوشہ گوشہ مین جو بت بچ رہے تھے، انکی کثرت کا اندازہ اسی سے کیا جاسکتا ہی، قاعدے کے مطابق خاص بنائے ہوئے بتون کے علاوہ عربون کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ راستہ چلتے چلتے جو اچھا سا پتھر بھی اُنکو مل جاتا، اُسکو دیوتا بنا لیتے تھے، اگر کبھی اُس سے اچھا پتھر ملگیا تو

---

[1] صحیح بخاری، فتح مکہ،

پہلے کو چھوڑ کر اسکے آگے سر جھکا دیتے تھے، اگر بد قسمتی سے کوئی پتھر ہاتھ نہ آتا تو مٹی کا گول پنڈا بنا کر، بکری کا دودھ اُسپر ڈالتے تھے، اور پھر وہ دیوتا بن جاتا تھا[۱]، عرب مین ایک قبیلہ تھا جسنے آٹے کی مورت بنا کر اُسکی پرستش شروع کردی تھی[۲]،

ان پتھر اور مٹی کی مورتون کے علاوہ، بھوت پریت پر بھی اُنکا اعتقاد تھا، اُنکو خدا سمجھکر، یا خدا کا مقرب سمجھکر پوجتے تھے[۳]، عرب مین ایسے لوگ بھی موجود تھے، جو ایک خدائے اعظم کے قائل تھے، لیکن اِسکے ساتھ وہ جنون کو اور فرشتون کو بھی اسلیئے پوجتے تھے، کہ ان کو وہ خدا کا مقرب، اور اپنا سفارشی سمجھتے تھے، اور کہتے تھے کہ یہ خدا کی بیٹیان ہین،

خانۂ کعبہ مین ۳۶۰ بت تھے، یہ کل پتھر کی مورتین نہ تھین کہ اتنی تعداد تو کعبہ کی وسعت مین سما بھی نہین سکتی تھی، بلکہ ان مین ایک خاصی تعداد رنگین تصاویر کی تھی، دیوارون پر بزرگون اور دیوتاؤن کی تصویرین بنی ہوئی تھین، معلوم ایسا ہوتا ہو کہ چونکہ کعبہ تمام عرب کا مرکز تھا، اسلیئے ہر فرقہ کے معبود، اور بزرگان دین کا اس گھر مین مجمع تھا، چنانچہ بتون کو چھوڑ کر خانۂ کعبہ کی دیوارون پر حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل حضرت مسیح اور حضرت مریم کی تصویرین تھین، اس سے کعبہ کی یہودیون، اسماعیلی عربون اور عیسائیون کے لیئے بھی مرجع القلوب بننے کا دعوی اسمجھا جا سکتا ہو، بعض ارباب فکر نے کعبہ کے ۳۶۰ بتون کی تشریح یہ کی ہو کہ سال کے ہر دن کے لئے ایک نیابت تھا، سال کے ۳۶۰ دنون کی تقریبی مدت کیلئے ۳۶۰ بت تھے، لیکن ہمارے نزدیک یہ تشریح اسلیئے صحیح نہین کہ یہ تمام اصنام ایک قوم یا قبیلہ کے معبود نہ تھے، بلکہ

[۱] صحیح بخاری، وفد بنی حنیفہ، [۲] سیرۃ ابن ہشام، مقدمہ، [۳] صحیح مسلم، کتاب التفسیر،

جُدا جُدا قومون اور جُدا جُدا قبیلون کے تھے، اور وہ ایک کعبہ مین اسلیئے جمع کر دیے گئے تھے کہ تمام عرب کی مرجعیت اسکے بغیر قائم نہین رہ سکتی تھی،

عرب مین دیگر مذاہب کا وجود

بت پرستی کے علاوہ، عرب مین بعض اور مذاہب بھی موجود تھے، بلکہ انمین ایسے لوگ بھی تھے جو ملحد اور بے دین تھے، عربونمین قیامت اور دوبارہ زندگی کے انکار کا خیال عام طور سے پایا جاتا ہی، عام مذاہب مین سے چار مذہبون کا وجود عرب مین غیر مشکوک طریقہ سے تھا، صابئیت، مجوسیت، یہودیت اور عیسائیت **صابئیت** یعنی ستارہ پرستی زیادہ تر اہل یمن مین نظر آتی ہی، اور کسیقدر شمالی عرب مین بھی اُس کا سُراغ ملتا ہی، اور یہ نہایت قدیم زمانہ سے عرب مین موجود معلوم ہوتا ہی **مجوسیّت** نے عرب پر بہت کم اثر ڈالا تھا، حالانکہ سیاسی حیثیت سے آخر زمانہ مین اہل ایران یمن، عمان اور دیگر ساحلی مقامات پر قابض تھے، کیقباد کے عہد مین امرءالقیس کے باپ حجر آکل المرار شاہ کندہ نے مجوسیت اسلیئے اختیار کر لی تھی کہ شاہِ ایران کا وہ ملک عرب مین نائب بن سکے، اسکے علاوہ اور بھی خال خال مجوسی تھے، قبیلۂ تمیم مین زرارہ بن عدس، اور اُسکا بیٹا حاجب، اور اقرع بن حابس، اور اسود بھی اِسی مذہب کے پیرو تھے،

عیسائیت شام کا شاہی مذہب تھا، اِسی لیئے شمالی عرب کے وہ قبائل جو حدود شام مین جا کر آباد ہو گئے تھے، اُنھون نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا، چنانچہ لخم، جذام، عاملہ، مذحج، بہرا، سلیح وغیرہ قبائل مین عیسائیت عام تھی، حدود شام کے عرب رؤسا، جنکو غسّان کہتے ہین عیسائی تھے، حدود شام سے بڑھکر عیسائیت کی تبلیغ حدود عراق تک پہنچ چکی تھی، تغلب اور تنوخ کے قبیلے جو عراق کی سمت مین

پھیلے تھے عیسائی تھے، حیرہ کے عرب بادشاہون نے گو مستقل طور سے عیسائیت قبول نہین کی تاہم اِس بناپر کہ اُنکے حرم مین عیسائی عورتین تھین، اُنمین متعدد بادشاہ عیسائی ہوگئے تھے، حیرہ مین اُنھین عورتون نے دیراور کلیسے بنوائے تھے، یہان راہب لوگ رہتے تھے، اور اِن کے ذریعہ سے یہان نوشت و خواند کا کسیقدر رواج تھا، چنانچہ سلاطین حیرہ کے حالات انھین دیرون مین مورخین اسلام نے قلمبند پائے تھے،

اندرون عرب مین بھی عیسائیت کے نشانات ملتے ہین طے کا قبیلہ جو نجد کے قریب آباد تھا، عیسائی تھا، قبیلۂ قریش کے خاندان بنی اسد مین چند آدمی عیسائی ہوگئے تھے، جن مین ورقہ بن نوفل کا نام تو احادیث صحاح مین مذکور ہے، عثمان بن حویرث بھی اِسی خاندان کے ایک عیسائی تھے، اوس و خزرج مین بھی ایک دو آدمی عیسائی تھے، جنوبی عرب مین نجران ایک مقام ہے، وہان تمامتر لوگ عیسائی تھے، وہان کلیسا بھی تھا، جس مین راہب رہا کرتے تھے، خاص یمن کے اندر باوجود اسکے کہ عیسائی حبشیون نے ۷۰ برس حکومت کی، عیسائیت فروغ نہ پاسکی، تمام سلاطین یمن مین عبد کلال نام ایک بادشاہ صرف عیسائی تھا،

لیکن بجائے اسکے یہودیت نے یہان بڑا برگ و بار پیدا کیا، حمیر یہودی تھے، بنی کنانہ، بنی الحارث بن کعب اور کندہ مین بھی یہودیت تھی، یثرب سے شام تک عرب کے اکثر سرسبز مقامات یہودیون کے قبضہ مین تھے، بنو قریظہ، بنو قینقاع، اہل خیبر تمام کے تمام یہودی تھے[۱]، یثرب یعنی مدینہ منورہ مین یہودیون کی آبادی تھی، یہان اُنکا ایک بیت المدراس تھا، جہان علمائے یہود اپنی مذہبی کتابین عربی زبان

[۱] یہ تمام بیانات مذکورہ معارف ابن قتیبہ، و در یعقوبی جلد اول ص ۲۹۰ سے ماخوذ ہین،

مین ترجمہ کرکے سامعین کو سنایا کرتے تھے[1]، یثرب مین یہودیون کے مذہبی تقدس کا اتنا اثر تھا کہ اوس و خزرج کے قبیلون مین لوگ نذر مانتے تھے کہ بچہ اگر زندہ رہا تو اسکو یہودی بنائین گے[2]،

پروفیسر ڈوزی جو عربی کا بہت بڑا عالم جرمنی مین گذرا ہی، اُسنے "مکہ مین بنی اسرائیل" کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا ہی، جسمین یہ ثابت کیا ہی کہ بنی اسرائیل شام سے بھاگ کر حجاز کے شہر مین آکر آباد ہو گئے تھے، اور کعبہ اُنھین کا بنایا ہوا معبد ہی جسکو انھون نے ہبعل (بعل) دیوتا کے نام سے جس کو وہ اکثر گمراہی کے زمانہ مین پوجا کرتے تھے، تعمیر کیا تھا، عربون مین اسی دیوتا کا نام ہبل مشہور تھا، اور جو محمدؐ کے زمانہ تک خانۂ کعبہ مین نصب تھا[3]،

پروفیسر موصوف کے اس نظریہ نے گو جرمنی کے اکثر یہودی علما مین برافروختگی پیدا کردی، لیکن ہم مسلمانون کا جہان تک تعلق ہی، اس رائے مین صرف جزئی ترمیم چاہتے ہین، مکہ مین بنی اسرائیل نہین، بلکہ اسرائیل کے عمزاد بھائی بنی اسماعیل آکر آباد ہوئے تھے، اس گھر کو بنی اسرائیل نے نہین بلکہ اُنکے دادا ابراہیم نے تعمیر کیا تھا، وہ "ہبل" کے نام سے نہین بلکہ "خدائے عزوجل" کے نام سے بنایا گیا تھا،

---

[1] صحیح بخاری [2] ابو داؤد

[3] ڈوزی کی تاریخ مسلمانان اسپین کا مقدمہ ترجمۂ انگریزی،

قرآن مجید

اور

مذاہبِ عرب قبلِ اسلام

گذشتہ صفحات مین عرب کے مذاہب کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے، اُس سے ظاہر ہو گا کہ اسلام کو آغازِ بعثت مین کسی ایک سے نہین، بلکہ سیکڑون مذاہب اور مختلف الاصول عقاید سے برسرِپیکار ہونا پڑا، یہ پڑھ چکے ہو کہ عرب، اختلافِ عقاید اور کثرتِ مذاہب کی بنا پر گویا کائنات مذہبی کا **عالمِ اصغر** تھا، اور تعجب نہین کہ قرآن کے نزول کے لیے عرب کی سرزمین کا انتخاب منجملہ اور وجوہ کے ایک اس بنا پر بھی ہو کہ یہان بحث و مناظرہ کے لیے اُس کو ہر قسم کے مخاطب اور ہر مذہب کے وکیل ملجائین گے،

۱- مذہب کی ابتدائی تاریخ کا مظہر یعنی "اعاظم پرستی[1]" عرب مین موجود تھی۔ صحیح بخاری مین عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ "عرب کے مشہور بت لات، وَدّ، یغوث وغیرہ پہلے زمانہ کے بزرگون کے نام ہین، بعد مین اہل عرب اُنکی مورتین بناکر پوجنے لگے" قرآن مجید ذیل کی آیت پاک مین اسی مذہب کی تردید کرتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ، (اعراف)	خدا کے سوا اور جن کو پکارتے ہو وہ تمھاری ہی طرح "مخلوق" ہین۔
اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا آتِی	آسمان و زمین مین جو بھی ہے وہ خدا کے سامنے

[1] یعنی ہر اُس شے کی پرستش جو انسان کی نظر مین بڑی معلوم ہو۔

الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ، (مریم) "غلام" بنکر آنیوالی ہے۔

قرآن مجید نے جابجا کائنات کی ہستیون کو خدا کا مخلوق بیان کیا ہے، اس سے مقصود یہی ہے کہ یہ چیزین لایق پرستش نہین ہین، اوپر گذر چکا ہے کہ انسان پہلے گھنے درخت اونچے پہاڑ، مہیب جانور، روشن چاند، اور چمکنے والے سورج اور ستارون کی پرستش کرتا تھا، کیونکہ یہ چیزین اُسکو بڑی اور اپنی ہستی اُسکے آگے حقیر نظر آتی تھی، قرآن نے اس کی تردید کی۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کیا نہین دیکھتے کہ آسمان وزمین مین جو بھی ہے
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ اور سورج چاند ستارے پہاڑ درخت اور جانور
وَالدَّوَابُّ ، حج سب خدا کے آگے سر جھکاے ہین۔

۲- اسکے بعد "قوی پرستی" کا درجہ ہے **قرآن مجید** مین بیسیون مقام پر قواے فطریہ کو خدا کا مخلوق اور اُس کے حکم سے انسان کا تابع فرمان بیان کیا ہے اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ جو چیزین خود انسانون کے لیے بنائی گئی ہین، انسان کا اُن کو اپنا معبود ٹھہرانا انتہائی حماقت ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ کیا تم نہین دیکھتے کہ اللہ نے خشکی مین جو کچھ ہے،
الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اور کشتیان جو تری مین چلتی ہین انکو تمھارا تابع
اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ، حج فرمان کر دیا ہے، وہی آسمانون کو روکے ہے کہ زمین سے آ پڑین لیکن اسکے حکم سے
وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ ، نحل اور اُسی نے سمندر کو مسخر کیا،
اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ وہ اللہ جسنے سمندر کو تمھارے تابع کر دیا تاکہ اُسمین اُسکے
بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ حکم سے جہاز چلین اور خدا کی روزی ڈھونڈھو اور شکر

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ کرو اور جو کچھ آسمانونین اور زمین مین ہی سب کو اپنی

جَمِيعًا مِّنْهُ، جاثیہ — طرف سے اُسنے تمھارے قابو مین کر دیا۔

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ وہی ہے جو خوف اور امید کی حالت مین تمکو بجلی کی چمک

السَّحَابَ الثِّقَالَ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰئِكَةُ دکھاتا ہی اور (پانی سے) بوجھل بادلون کو اُبھارتا ہی

مِنْ خِيفَتِهٖ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا اور وہی ہے جسکی حمد و تسبیح بادلون کی گرج اور فرشتے

مَنْ يَّشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللّٰهِ وَهُوَ شَدِيدُ اُسکے خوف سے کرتے ہین اور وہی بجلیون کی کڑک بھیجتا ہی اور جسپر

الْمِحَالِ، رعد — چاہتا ہی اُسکو گرا دیتا ہی کیا یہ کافر خدا کی بابت جھگڑا کرتے ہین حالانکہ وہ بڑا زبردست ہے۔

اس کے ہم معنی قرآن مجید مین اور بہت سی آیتین ملین گی۔

۳- تیسرا درجہ "ستارہ پرستی" کا ہے، جس مین چاند اور سورج کو اپنی عظمت کے لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے، حضرت ابراہیم کے قصہ مین ستارہ پرستی کی نہایت روشن دلایل کے ساتھ تردید کی گئی ہے، اسکی مزید تفصیل صابئیت کے ذکر مین آئیگی۔

مخصوص ستارون کی پرستش کے متعلق اوپر گذر چکا ہے کہ مشہور قبیلہ قیس ستارہ شعری کا پرستار تھا، قرآن نے کہا:

وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى، — اور وہی خدا شعری کا مالک ہے۔

قبیلہ کنانہ چاند کو اور حمیر آفتاب کو پوجتے تھے، قرآن مجید ان کو خطاب کر کے کہتا ہے:

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ — آفتاب و ماہتاب کو سجدہ نکرو،

قوم سبا کے متعلق معلوم ہو چکا ہے کہ وہ آفتاب کو پوجتی تھی قرآن ایک بے زبان لیکن گویا پرندہ کی زبانی انکو الزام دیتا ہے:

يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، نمل — خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہین۔

عرب کے مستند مذاہب قرآن مجید کے نزول کے وقت عرب مین جو مستند مذاہب رائج تھے، وہ حسب ذیل تے، یہودیت، نصرانیت، مجوسیت، صائبیت، حنفیت، حنفیت کے علاوہ اور مذاہب کو متعدد دفعہ قرآن نے یکجا بیان کیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصَّابِئِيْنَ، بقرہ — جو ایمان لاے ہین (مسلمان) جو یہودی بنے ہین اور نصری اور صابی،

اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى، مائدہ — جو ایمان لاے ہین جو یہودی بنے ہین، اور صابی اور نصاریٰ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئِيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا، حج، — جو ایمان لائے ہین جو یہودی بنے ہین اور صابی اور نصاریٰ اور مجوس اور جو مشرک ہین۔

اب ہم بہ ترتیب ایک ایک مذہب کو لیکر بیان کرتے ہین۔

یہودیت یہ تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہودیت عرب کے کن قبایل مین تھی؟ یہان یہ سوال ہے کہ کیا عرب کے یہودی دوسرے ملکون کے یہودیون سے کچھ الگ اعتقاد رکھتے تھے؟ قرآن مجید نے عرب کے یہودیون کے ذمایم اخلاق کو تو کھول کھول کر بیان کیا ہے لیکن انکے اعتقادات پر کوئی خاص حملہ نہین کیا، صرف ایک موقع پر یہ آیت ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ (توبہ) — یہود نے کہا کہ عُزیر خدا کے بیٹے ہین۔

عُزَیر سے مراد، عزرا کاہن ہین جنھون نے توراۃ کو اپنے اعجاز سے دوبارہ زندہ کیا۔ معترضین اسلام کا بیان ہے کہ یہودیون مین عُزَیر کی ابنیت کا کوئی عقیدہ

نہین ہے، اس لیے قرآن کا یہ دعوے سراسر خلاف واقع ہے، اس اعتراض کا سرسری جواب تو جیسا **بیضاوی** نے لکھا ہے یہ ہے کہ قرآن نے اپنی یہ آواز مدینہ مین یہودیون کے مجمع کے اندر بلند کی، اور کہین سے اسکی تکذیب اور خلاف واقعیت کی صدا نہ اُٹھی، اس سے یہ معلوم ہوا کہ عرب کے یہودیون مین یہ اعتقاد موجود تھا، ابن جریر **طبری** نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ مدینہ مین اس اعتقاد کے چند لوگ موجود تھے **ابن حزم** نے ملل مین لکھا ہے کہ یہودیون کا صدوقی فرقہ جو یمن مین تھا اُسی کا یہ عقیدہ[1] تھا،

میرے نزدیک اصل یہ ہے کہ یہودیون مین ابنیت کا تخیل نہایت قدیم ہے تکوین کے چھٹے باب مین ہے کہ:

"خدا کے بیٹون نے دیکھا کہ انسان کی بیٹیان خوبصورت ہین"

"ابن اللہ" کے معنی عبرانیون کے محاورہ مین خدا کے محبوب اور پیارے کے تھے، اسی لیے مسلمانون کے مقابلہ مین عرب کے یہودیون اور عیسائیون کا دعوی تھا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (مائدہ) — ہم خدا کے فرزند ہین، اور اُس کے چہیتے ہین۔

ایسی حالت مین یہودِ عرب اگر عیسائیون کے مقابلہ مین اُنکا غرور توڑنے کے لیے حضرت عُزیرؑ کو حضرت عیسیٰؑ کا مماثل اور ہمسر قرار دیتے ہون تو کیا عجب ہے۔ قرآن نے بھی اسی موقع پر یہودیون کے اِس قول کو نقل کیا ہے، چنانچہ پوری آیت یہ ہے:

[1] جلد اول صفحہ ۹۹

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرٰى یہودنے کہا عزیر خدا کا بیٹا ہے، اور نصریٰ نے کہا الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ یہ اُن کا صرف زبانی دعوے يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ (توبہ) ہے۔ یہ اگلے کافرون کی بات کی نقل اتارتے ہین۔

آیت بالا کے اخیر حصہ کے مطلب بیان کرنے مین ہمارے مفسّر مضطرب البیان ہین کہ ابنیت کے مسئلہ مین یہ کس اگلی قوم کے عقیدہ کی نقل اُتارتے ہین درحقیقت یہ تخیل تمام بت پرست قومون کی میتھالوجی کا جزو رہا ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ عیسائیون نے جس قوم سے اس عقیدہ کو حاصل کیا وہ اہلِ مصر ہین، اور یہودی فرقہ نے عیسائیون کی دیکھا دیکھی یہ کلمہ منھ سے نکالا۔

عیسائیت عرب مین عیسائیون کا کونسا فرقہ آباد تھا؟ خود عرب مین تو عیسائی حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ سے ناپید ہین۔ اسلیے عیسائیون کا ہر فرقہ مدعی ہے کہ وہ ہمارے ہم مذہب تھے، ابوالفرج ملطی جو چھٹی صدی مین ایک یعقوبی العقیدہ عرب عیسائی مورخ تھا، بوثوق تمام کہتا ہے کہ عرب تمامتر یعقوبی (جاکوبائیٹ) تھے[1]، اسکی تاریخ کا عیسائی محشی جو بیروت کا ایک مشہور کیتھولک فاضل ہے دعویٰ کرتا ہے کہ نہین وہ کیتھولک تھے، کیونکہ کیتھولک رومیون کے ساتھ انکے تعلقات[1] تھے، ڈریپر کا منشا معلوم ہوتا ہے کہ وہ نسطوری[2] تھے، ہمکو حافظ کا فیصلہ پسند ہے۔ ؎

بیا کاین داوری ہا را بہ پیش داور اندازیم

خدا کی کتاب یعنی قرآن مجید مین عیسائیون کے عقیدون کی چار مقام پر تردید کی گئی ہے،

[1] تاریخ مختصر الدول ملطی مطبوعہ بیروت، صفحہ ۱۴۸ [2] معرکۂ مذہب و سائنس،

يَاَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اے اہل کتاب اپنے دین مین حد اعتدال سے آگے نہ بڑھو اور خدا
اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ کی نسبت حق بات کے سوا کچھ اور منھ سے نہ نکالو مریم کے بیٹے
رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ عیسیٰ مسیح صرف خدا کے رسول تھے اور اسکے حکم جو مریم تک
وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا پہنچایا گیا اور اسکی طرف سے ایک (بھیجی) ہوئی روح تھے پس
ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ خدا اور اسکے رسولون پر ایمان لاؤ اور تین (خدا) نہ کہو اس سے
سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ، (نساء) باز آؤ یہی تمہارے لیے بہتر ہے خدا تو ایک ہی خدا ہے اور اس سے پاک ہے کہ اسکی کوئی لڑکا ہو

دوسری آیت:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ وہ کافر ہین جو کہتے ہین کہ یہی مسیح ابن مریم خدا
ابْنُ مَرْيَمَ[1]، (مائدہ) ہین۔

تیسری آیت:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وہ کافر ہین جو کہتے ہین کہ خدا تین مین کا تیسرا ہے
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، (مائدہ) حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی اور خدا نہین۔

چوتھی آیت:

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اے مریم کے بیٹے عیسے! کیا تم نے لوگون سے
اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، کہا کہ خدا کے سوا مجھکو اور میری مان کو بھی
(مائدہ) دو خدا مانو،

ہمارے ملک کے عیسائی اعتراض کرتے ہین کہ قرآن نے ہم عیسائیون کی طرف مختلف قسم کے عقائد منسوب کیے ہین جو ہمارے نہین مثلاً حضرت مریم کو خدا سمجھنا، اور

[1] یہ آیت اسی سورہ مین دو دفعہ ہے۔

صرف حضرت عیسیٰ کو خدا سے واحد ماننا، ان مین سے کوئی چیز ہمارے اعتقادات مین داخل نہین، لیکن شاید ان بیخبرون کو معلوم نہین کہ پندرھوین صدی عیسوی کا پیدا شدہ پروٹسٹنٹ فرقہ چھٹی صدی کے عرب مین موجود تھا، عرب، نسطوری، یعقوبی، ماروَنی اور ملکانی فرقے کے عیسائی آباد تھے، جنکے عقاید یورپ کے نئے فرقون سے الگ تھے،

پہلی آیت عیسائیت کے اُن تثلیث پرست فرقون سے متعلق ہے، جو باپ بیٹے اور روح القدس تینون کی مستقل الوہیت کے قایل ہین، اس آیت مین انکے عقیدہ کلمۃ اللہ (ورڈ آف گاڈ، یا لوگس) کے صحیح معنی بھی بیان کیے گئے جسکی صحیح تعبیر مین عیسائی فرقے باہم ایک دوسرے سے ایک مدت سے معرکۃ الآرا تھے، دوسری آیت جس مین یہ بیان ہے کہ مسیح ہی خدا ہے، یہ یعقوبی فرقہ (جاکو بائیٹ) کی تردید ہے اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح کی ایک ہی ذات خود خدا ہے، اُس مین شائبہ انسانیت (ناسوتیت) نہین وہ خدا ہی تھا، جو مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ تیسری آیت نسطوری (نسٹورین) اور ملکانی (کیتھولک) فرقہ کی تردید مین ہے، جو اس بات کے مدعی ہین کہ باپ اِلٰہِ کامل ہے، بیٹا لاہوتی و ناسوتی دونون سے مرکب ہے، روح القدس الوہیت کا تیسرا عنصر (اقنوم) ہے۔

جس آیت مین مریم کی خدائی کا ذکر ہے وہ عیسائیون کے اُن فرقون کی تردید مین ہے جو اقانیم ثلثہ کے ساتھ مریم کو خدا کی مان کی حیثیت سے لایق پرستش جانتے تھے نسطوری فرقہ خاص اسی مسئلہ کے سبب سے رومن کیتھولک سے الگ ہے کیونکہ نسطوری مریم کو لایق پرستش نہین سمجھتا تھا، اور اسی لیے اس کو قسطنطنیہ سے جلاوطن ہونا پڑا۔ ماریمی یا مریمی فرقہ یہان تک بڑھا کہ اُس نے باپ، بیٹے، اور روح القدس کی جگہ باپ، بیٹے، اور بیٹے کی مان کو مانا[1]، عرب مین عورتون کا ایک فرقہ تھا جو مریم کو خدا سمجھکر پوجتا تھا[2]، علامہ ابن حزم

[1] ڈریپر معرکۂ مذہب و سائنس و ترجمہ قرآن سیل مقدمہ صفحہ ۲۷ [2] برٹانیکا، طبع ۱۱، لفظ مریم

نے لکھا ہے کہ ان مین بربرانی فرقہ تھا جو مسیح اور مریم دونون کو خدا سمجھتا تھا۔[1]

روح القدس کو عیسائیت کے اکثر فرقے حضرت عیسیٰ کے ساتھ الوہیت کا تیسرا اقنوم سمجھتے ہین، مسلمانون کے اعتقاد کے مطابق روح القدس فرشتہ کا نام ہے اسی لیے قرآن نے کہا:

وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰئِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (بقرہ) اور خدا یہ حکم تمکو نہین دیتا کہ فرشتون اور پیغمبرون کو خدا بناؤ، کیا اسلام لے آنے کے بعد تمکو کفر کا حکم دیگا۔

اِس تفصیل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ملک عرب مین کن کن فرقون کے عیسائی آباد تھے،

خدا جانے کن اسباب سے عربون کو حضرت عیسیٰ سے محبت نہ تھی، اور اسی لیے وہ اسلام سے بھڑکتے تھے، وہ کہتے تھے کہ عیسائیون کے خدا کا بیٹا ہمارے دیوتاؤن سے کس بات مین اچھا ہے:

وَإِذَا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ (زخرف) جب ابن مریم کا حال بیان کیا جاتا ہے تو تیری قوم اس سے ہنستی ہے، کہتے ہین کہ ہمارے دیوتا اچھے ہین یا وہ۔

اِس آیت سے عیسائیون کے اس دعوے کی بنیاد کھل جاتی ہے کہ اسلام سے پہلے عرب مین عیسائیت کو بڑا فروغ اور قبول عام حاصل تھا،

مجوسیت مجوسیت، ایران کا قدیم مذہب ہے جس کا بانی زرتشت بتایا جاتا ہے، زرتشتی خود اپنے کو مجوس نہین کہتے، عربی مین مجوس کا لفظ یونانی سے آیا ہے، یونانی انکو "میجوس" کہتے

[1] فصل فی الملل والنحل جلد ۱ ص ۴۸

ہین، اصل فارسی لفظ "مُغ" ہے، مجوس، یزدان اور ہرمن دو خداؤن کے قائل تھے، ایک فاعلِ خیر (یزدان) اور دوسرا فاعلِ شر (اہرمن) یزدان کو نور اور اہرمن کو ظلمت سے بھی تعبیر کرتے تھے، **قرآن** نے عرب کے مجوسی اعتقاد کا ابطال بھی ضروری سمجھا چنانچہ کہتا ہے:

قَالَ اللّٰہُ لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰھَیْنِ اثْنَیْنِ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ، (نحل) خدا نے فرمایا کہ دو خدا نہ بناؤ، خدا تو ایک ہی ہے۔

میری راے مین قرآن مجید کی یہ آیتین:

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (نور) خدا آسمان وزمین کی روشنی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ (انعام) حمد ہو اس اللہ کی جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا، اور تاریکی اور روشنی کو بنایا۔

انھین مجوس کی ردمین ہے،

مجوس کا نام ایک ہی دفعہ قرآن مین آیا ہے، سورۂ حج مین۔

صابئیت قرآن مجید مین صابئین کا نام جیسا کہ اوپر کی آیتون مین گذر چکا ہے، تین دفعہ آیا ہے لیکن نام کے علاوہ کچھ اور حقیقت واضح نہین کی ہے اسلیے اسکی تحقیق کہ اس مذہب کے اصول کیا تھے، اس کا مولد کہان تھا، اس کا بانی کون تھا؟ کس کے نام سے یہ فرقہ قایم تھا بہت کم کی جاسکی ہے، حالانکہ دین حنیف جسکی جانشینی کا مذہب اسلام مدعی ہے اسکی حقیقت کا انکشاف بہت کچھ صابئی مذہب کے فہم وتشریح پر منحصر ہے، مفسرین شراح حدیث، ارباب لغت اور مورخین بھی صابئیت کی تعیین حقیقت مین نہایت مختلف الراے، ہین، ان مختلف اسباب سے ہم اس داستان کو ذرا پھیلا کر لکھنا چاہتے ہین۔

مختصر حال | صابئین کا اصل مولد بابل تھا، آغاز باب مین بتایا جاچکا ہے کہ اس ملک مین ستارہ پرستی کا رواج مدت سے تھا، اسی کے ساتھ ان مین ارواح پرستی بھی تھی، ستارونکے ہیکل ان کے معبد تھے، عربی اور انگریزی دونون شہادتون سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ یہ عراق کا نہایت قدیم مذہب تھا، رفتہ رفتہ سیاسی انقلابات کے ساتھ ساتھ ان پر جو مذہب غالب آتا گیا، ان کے کچھ اجزا اُس مین شامل ہوتے گئے، ان مین بنی اسرائیل کی یہودیت، ایرانیون کی مجوسیت، یونانیون کا فلسفہ، رومیون کی عیسائیت ہر چیز مین سرائت کر گئی تھی، خداے واحد پر ان کا اعتقاد تھا، لیکن ستارون کی ارواح کو خدا اور اس کے بندون کے درمیان واسطہ سمجھتے تھے، تین وقت ستارون کی پوجا کرتے تھے، صبح کو تا طلوع آفتاب، دوپہر کو عین زوال کے وقت، شام کو آفتاب[1] ڈوبنے تک۔ ان کا اعتقاد تھا کہ تمام ستارون کا مرکز قطب شمالی ہے، تمام ستارے آغاز عالم سے ہر وقت اپنی جگہ سے ہٹتے اور بڑھتے رہتے ہین، لیکن قطب کا تارا ہمیشہ ایک حال پر اپنی جگہ پر قایم رہتا ہے، اس لیے وہ قبلہ ہے، اسی طرف منھ کر کے وہ اپنی دعا، اور مناجات پڑھا کرتے ہین دن مین تین دفعہ ہر نماز کے لئے انکو غسل کرنا پڑتا ہے۔

مسلمانون کے بیانات | اس تفصیل کے بعد اس مذہب کے متعلق مفسرین کے الفاظ سننے چاہئین۔ حافظ ابن کثیر نے سورہ بقرہ کی آیت وَالصَّابِئِينَ کی تفسیر مین تمام اقوال نقل کر دیے ہین۔

مجاہد، عطا، سعید بن جبیر، سفیان ثوری — صابی یہود و نصاری اور مجوس کے بین بین ایک قوم ہے جسکا کوئی خاص مذہب نہین۔

---

[1] اسی لیے ان ۳- اوقات مین اسلام مین نماز ناجائز ہے کہ تشابہ نہو۔

ابو العالیہ، ربیع بن انس، سدی، جابر بن زید، اسحاق بن راہویہ،	صابی اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھتا ہے۔
حسن بصری،	یہ مجوس کے مشابہ ہین، فرشتون کو پوجتے ہین؛
ابو جعفر رازی، قتادہ،	صابی فرشتہ پرست ہین، زبور پڑھتے ہین اور قبلہ کی طرف نماز ادا کرتے ہین۔
ابو الزناد،	صابی ایک قوم ہے جو عراق کے قریب کوثی مین رہتی ہے، تمام پیغمبرون پر ایمان رکھتی ہے ہر سال ۳۰ روزے رکھتی ہے پانچ وقت یمن کی طرف منھ کرکے نماز پڑھتی ہے
وہب ابن منبہ،	صابی وہ مذہب ہے جو خدا کی توحید کا قایل ہو لیکن اُسکے پاس کوئی شریعت نہو۔
عبد الرحمٰن بن زید،	صابی موصل مین ایک قوم ہے جو توحید کی قایل ہے۔ لیکن عبادات، کتاب الٰہی اور پیغمبر سے محروم ہے۔
خلیل،	صابی مذہب عیسائیون سے ملتا جلتا ہے انکا قبلہ باد جنوب کے بہنے کا رخ ہے، وہ سمجھتے ہین کہ ہم حضرت نوح کی شریعت پر ہین۔
مجاہد، حسن بصری، ابن ابی نجیح (بروایت قرطبی)،	یہ ایک قوم ہے جسکا مذہب یہود اور مجوس سے مرکب ہے۔

بعض علماے متاخرین	حاصل یہ ہے کہ یہ موحد ہین لیکن تاثیر کواکب کے قایل ہین۔
امام رازی	صابئی ستارہ پرست قوم جو ستارہ کو اس اعتقاد سے پوجتی ہی کہ خدا نے اسکو قبلہ بنایا ہی اور تدبیر عالم اس کے سپرد کیا ہے۔
حافظ ابن کثیر	مجاہد اور اونکے پیرؤون، اور وہب بن منبہ کا قول درست معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہ یہود، نہ عیسائی، نہ مجوس اور نہ مشرکین کے مذہب مین ہین، بلکہ سادہ خلقت پر قایم ہین، کسی خاص مذہب کے متبع نہین،

ابن ندیم نے فہرست کے ایک طویل باب مین صابئین کا ذکر کیا ہے، اور اُن کے تمام اعمال وعقاید لکھے ہین، کہ یہ اپنے کو حضرت ابراہیمؑ کے پہلے کے پیغمبر حضرت نوحؑ اور شیثؑ کا پیرو کہتے ہین، ایک صحیفۂ شیث بھی ان کے پاس ہے جس مین اخلاقی باتین درج ہین۔

علامہ ابن تیمیہ نے صابئین کی تحقیق پر الردّ علی المنطقیین، مین جو کچھ لکھا ہے، وہ محققانہ ہے۔ ہم اسکا یہان لفظی ترجمہ کردیتے ہین۔

"اُن صابئین کا خاص مرکز حرّان تھا، حضرت ابراہیم یہین پیدا ہوے تھے، یا عراق سے یہان آئے تھے، دونون قول ہین، یہان علتِ اولی، عقلِ اولی اور نفسِ کلیہ کے ہیکل تھے، نیز زحل، مشتری، مریخ، شمس، زہرہ، عطارد، اور قمر کے

ہیکل تھے، عیسائیت سے پہلے ان کا یہی مذہب تھا، عیسائیت کے بعد، اُن شرک صابئین کے بقا کے ساتھ ساتھ ان مین عیسائیت پھیلی، یہان تک کہ اسلام آیا اور وہان یہ صابئین اور فلاسفہ حکومت اسلامی مین آخر وقت تک موجود رہے، انھین مین سے وہ صابئین تھے جو بغداد وغیرہ مین طبیب یا منشی تھے، ان مین سے بعض اسلام نہ لائے، چوتھی صدی مین **فارابی** جب حران گیا ہے، تو انھین سے فلسفہ سیکھا۔...... اہل دمشق وغیرہ کا مذہب بھی عیسائیت سے پہلے یہی تھا، انکی نماز کا قبلہ "قطب شمالی" تھا اسی لیے دمشق مین بہت سی کہنہ مسجدین ہین جن کا ایک قبلہ قطب شمالی کی طرف[1] بھی ہے دمشق کی جامع مسجد کے نیچے ایک بہت بڑا معبد ہے، جس کا ایک قبلہ قطب شمالی کی طرف ہے یہ انھین لوگون کا معبد ہے،

علامۂ موصوف نے اس کے بعد صابئین کی دو قسمین کی ہین، ایک موحدین، یہ وہ ہین جنھون نے حضرت **ابراہیم** کی ملت کی پیروی کی، دوسری جماعت وہ تھی جو مشرک تھی، قرآن شریف نے دو حیثیتون سے صابئین کا ذکر کیا ہے، ایک مین اول کا ذکر ہے اور دوسرے مین دوم کا۔

علامۂ **ابن حزم** ظاہری نے ملل مین لکھا ہے کہ صابئیت دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے **شہرستانی** نے اپنی ملل مین صابئیہ اور حنفیہ کا باہم دو متقابل مذہبونکی حیثیت سے ذکر کیا ہے اور ان کے اختلافات و مناظرات نہایت تفصیل سے لکھے ہین، جن کا حاصل یہ ہے کہ صابئین خدا کے قایل ہین۔ رسالت کے قطعاً منکر ہین، خدا اور بندون کے درمیان یہ ستارے جو

---

[1] گویا مسلمان ہونے کے بعد یہی ہیکل مسجد بنگئی۔

دی روح ہین متوسط ہین' اور اس لیے اُن کے خوش رکھنے کی ضرورت ہے اور اسی بنا پر انکی پرستش کی جاتی ہے' حنفیہ رسالت کے قایل ہین اور صاحب رسالت ہی کو خدا اور بندہ کے درمیان واسطہ قرار دیتے ہین۔

قدیم عیسائی بیان | چھٹی صدی کا ایک عیسائی مورخ اپنی تحقیق کی بنا پر نہایت وثوق کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ صابئین کا مذہب قدیم کلدانیون کا مذہب ہے' قطب شمالی انکا قبلہ ہے' تین وقت کی نماز یہ پڑھتے ہین' اوّل طلوع آفتاب کے آدھ گھنٹہ پہلے سے طلوع آفتاب تک ۸ رکعتین' دوسرے عین زوال آفتاب' اور تیسرے عین غروب کے وقت پانچ پانچ رکعتین' ہر رکعت مین تین سجدے' روزے بہت ہین' اول تیس روزے ایک ساتھ' ۸ آذر (مارچ) سے۔ نو روزے ایک دفعہ ۹ کانون اول (دسمبر) سے۔ پھر سات دن کے روزے ۸ شباط (فروری) سے۔ ستارون کی یہ پرستش کرتے ہین۔ قربانیان کثرت سے کرتے ہین لیکن کھاتے نہین۔ بلکہ جلا دیتے ہین۔ انکی باتین حکما سے مشابہ ہوتی ہین' توحید کے مسائل ان کے ہان نہایت مضبوط ہین' لہسن' لوبیا' کرم کلا اور مسور نہین کھاتے' ان کا عقیدہ یہ ہے کہ گنہگار ۹ ہزار دورہ مین عذاب اُٹھاکر آخر رحمت الٰہی کے سایہ مین داخل ہوجائیگا۔

علماے یورپ کا بیان | اہل یورپ کو اس فرقہ کا حال ابتداءً ایک یورپین سیاح کی زبانی معلوم ہوا جو عراق کی سیاحت کرکے یورپ واپس گیا تھا' عراق مین صابئیون کی ابتک تھوڑی سی آبادی ہے' یہ دیکھکر کہ یہ حضرت یحییٰ (جان) کی بڑی عزت کرتے ہین' اُسنے اپنے اہل وطن کو یہ پیغام بشارت سنایا کہ وہ حضرت یحییٰ کے عیسائیون (؟) کا پتہ لگا کر آیا ہے' اس کے بعد مسلمان مصنفین کی کتابون مین انکے حالات یورپ کو ہاتھ آئے' بعد ازین ایک عیسائی مشنری نے عراق آکر ان مین کام کرنا شروع کیا' ایک دو نے عیسائی مذہب قبول

کیا اور اپنے قدیم مذہبی عقائد کا طلسم خود اپنی زبان سے کھولا۔

صابئین اپنے آپ کو **ماندیین** کہتے ہین ساحلِ فرات پر بصرہ اور خوزستان کے پاس انکی مختصر آبادی ہے (ماند) کے لفظی معنی انکی زبان مین (علم) کے ہین انکی بول چال کی زبان فارسی اور عربی ہے۔ لیکن مذہبی زبان ایک قسم کی آرامی ہے، خط، قدیم تدمری (پالمائرن) خط کے مشابہ ہے، اسی خط اور زبان مین ایک مذہبی صحیفہ انکے ہاتھ مین ہے، جس کے بعض حصے نہایت قدیم ہین اور کسی پرانے لٹریچر سے ماخوذ ہین، ان مین سے سب سے طویل اور اہم ٹکڑے کا نام سدرہ ربٰا[۱] یعنی بڑی کتاب ہے اور اسی کا دوسرا نام "گنز" (گنج یا کنز) یعنی خزانہ ہے، اس کے دو چھوٹے بڑے حصے ہین، بڑے کو "یامین" (یمین) داہنا ہاتھ، اور چھوٹے کو سمال (شمال) بایان ہاتھ کہتے ہین، پہلا حصہ زندگی کے لیے ہے، اور دوسرے مین مذہبی عہدہ دارون کی تجہیز و تکفین کی دعائین ہین، یامین کا آخری باب کتاب الملوک ہے جس مین ایرانی اور عرب بادشاہون کے تذکرے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ ساتوین اور نوین صدی عیسوی (یا پہلی اور تیسری صدی ہجری)[۲] کے درمیان کا ہے، رسوم مذہبی کچھ زیادہ پرانے یعنی ساسانیون کے عہد کے معلوم ہوتے ہین۔

ان کے عقائد اور اصول مذہب پر ایک مجموعی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلدان کے قدیم مذہب ستارہ پرستی، یونان کے فرقۂ ناسٹک، اور ایران کے مسئلہ نور و ظلمت کا ایک

---

[۱] سامی زبانون مین ربٰ کے معنی بڑے کے ہین۔

[۲] تیسری صدی ہجری کے اواخر مین یعنی خلیفہ معتضد کے زمانہ مین ثابت بن قرہ صابی نے صابی مذہب کے فرائض و سنن و تجہیز و تکفین میت و قواعد نجاست و طہارت وحیوانات قربانی و اوقات نماز پر ایک کتاب لکھی تھی، (ابو الفرج ملطی صفحہ ۲۶۵) کیا وہ یہی حصہ ہے؟

مخلوط مجموعہ ہے، تمام اشیا کی اصل ایک تاریک غار ہے، اس کے ساتھ دو چیزین ہین، جو قوائے ازلیہ ہین، ایک "ایار - زیو - رب" (فضائے منور اعظم) اور دوسری 'مان رب' (روح اعظم جلال) جسکو وہ ملکُ النور بھی کہتے ہین - مان رب نے برترین قوائے ازلیہ حی قدیمای (حیاۃ قدیمہ) یعنی حیاۃِ اُزلیٰ، یا علت اولیٰ کو پیدا کیا، اور اس کے بعد خود پردۂ راز مین چھپ گیا، اور صرف نیک صابئیون کو موت کے بعد نظر آئے گا، اب یہی حیاۃ قدیمہ اُولیٰ عملاً اس فرقہ کا خدا ہے - تمام مناجاتون اور دعاؤن مین اسی کی حمد وثنا ہوتی ہے - مِلکُ النور جاہ و جلال کے ساتھ، سمت شمال مین سکونت گزین ہے، نورِ اوّل کے پانچ مظاہر ہین، نورِ خاص[۱] وبلند، بادِ نسیم[۲]، لطفِ صوت[۳]، قوائے[۴] ازلیہ کی آواز، اور اُنکا حُسنِ خلقت[۵]، ان سے ملکر ۳۶۰ روحانی قوتین (ملائکہ) پیدا ہوئین، ان مین سے اکثر کی نام بنام پوجا ہوتی ہے -

حیاۃ اولیٰ سے پھر حیّ تنائی (حیاۃ ثانیہ یا علت ثانیہ) پیدا ہوئی، اس کا دوسرا نام 'یُشُومُن' بھی ہے، اسکے بعد اس کا دوسرا مظہر رسولِ حیاۃ یعنی 'ماندٗ' ہے، جسکی نسبت سے اس فرقہ کا 'ماندین' نام پڑا ہے اور جسکو وہ اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہین، ماندٗ مان ربا کا فرزند اول، فرزند عزیز، رسول برتر، اور کلمۂ حیاۃ ہے -

حیاۃ نے اس عالم ظاہری مین اپنے تین مددگار پیدا کیے ہیبل شیتل[۱] اور آنوش یہ تینون محافظ ارواح ہین - آنوش کا دوسرا نام حیّ تلیتھای (حیاۃ ثالثہ) ہے۔ عتیق، یعنی قدیم بھی اسکو کہتے ہین اور یہ دنیا اور آخرت کے بیچ مین عالم نور کی آخری سرحد پر رہتا ہے، اس دنیا سے اس دنیا مین جو جاتا ہے یہ اپنی ترازو مین اس کے اعمال پہلے تول لیتا ہے اُسکے نیچے ایک تاریک غار مین میلا پانی تھا، جس مین اُس کا عکس پڑا تو ایک صورت پتاہل، نام

[۱] یہ تینون نام توراۃ کے ہابل، شیث اور نوح کی بابلی صورت ہے -

مجسم ہوگئی، یہ تباہل فرزندِ حیاۃ ثالثہ اس عالم مادی کا خالق ہے۔ اسی نے آدم وحوا کو پیدا کیا لیکن یہ کھڑے نہین ہو سکتے تھے اسیلیے حیاۃ اولیٰ نے ہیبل شیتیل اور انوش کو بھیجا، انھون نے انکے اندر روح پھونکی اور انکو خدا کے حکم سے تعلیم کیا کہ عالم نور کیا چیز ہے اور یہ کہ انکا اصلی خالق تباہل نہین، بلکہ خدا سے برتر ہے۔ تباہل کے تین اور سلسلۂ مخلوقات ہین، ایک ستارگانِ سیارہ دوسرے منازل برج، تیسرا سلسلہ اب تک غیر معین ہے،

ستارگانِ سیارہ یہ ہین: ایسترا (اشتار) یعنی زہرہ، روح قدس بھی اس کا نام ہے۔ انبا (نیبو) یعنی عطارد، سِن یعنی چاند۔ کیوان یعنی زحل، بیل یعنی مشتری، زرنگل (نرگال) یعنی مریخ، ال یا ال ہلل، آفتاب جس کا دوسرا نام قادوش یعنی قدوس اور اَدُونا ہے، یہ تمام ستارونکی ارواح کا مالک ہے، اور اسی لیے اسکی جگہ اُن کے وسط مین ہے، آسمان خالص پانی کا ایک سمندر ہے جس مین یہ ستارے تیر رہے ہین، شمالی قطب ستارہ، ستارون کا مرکزی آفتاب ہے جس کے اردگرد تمام اجرام سماویہ حرکت کر رہے ہین۔ وہ تاج زرنگار پہنے عالم نور کے دروازہ پر بیٹھا ہے۔ منادیین عبادت کرتے وقت اُسی طرف رخ کرتے ہین۔ زمانہ کے مختلف اجزا کرکے ہر زمانہ کی حکومت ایک خاص ستارے کے سپرد ہوتی ہے۔

ان کے ہان روزون کے دن بھی مقرر ہین لیکن روزہ کے دن کے معنی صرف آرام کے دن کے ہین کیونکہ فاقہ ان کے ہان سخت ممنوع ہے، حکم ہے کہ ان دنون مین مرد وزن سب سپید کپڑے پہنین اور تین وقت نہائین کسی جانور کو ان دنون نہ مارین اور نہ گوشت کھائین، سہ شنبہ ان کا مقدس دن ہے، مذہبی عقاید کو غیرون سے چھپانا انکا اولین اصول ہے۔

---

[۱] ایل سامی زبانون مین خدا کو کہتے ہین، [۲] اس عبری لفظ کے معنی ہمارے خداوند کے ہین یہود اصطلاحاً اسکو خدا کے لیے استعمال کرتے ہین، [۳] پارسی مذہب مین بھی منع ہے۔

سب سے تعجب انگیز بات یہ ہے کہ اُن کے مذہبی عقاید بنی اسرائیل کے عقاید اور اصول کے بالکل ضد قایم کیے گئے ہین، توراۃ کے تمام بزرگون کو حضرت ابراہیم سے لیکر آخر تک سب کو کاذب اور مفتری پیغمبر سمجھتے ہین حضرت موسیٰ کے مقابلہ مین فرعون کی طرفداری کرتے ہین، فرعون کو اپنا رہنما اور پیشوا جانتے ہین، اور یقین رکھتے ہین کہ خدا کا صحیح مذہب اسی کے زمانہ مین مصر مین قائم تھا، جو مصری، فرعون کے ساتھ ڈوبنے سے بچ گئے وہ قطب شمالی کی چھوٹی جنت مین آرام کر رہے ہین، اور منادی جب کم ہو جاتے ہین تو وہ آکر انکی تعداد بڑھا دیتے ہین ابراہیم جو (نو (نوح) کے چھ ہزار برس کے بعد آفتاب کے عہد حکومت مین پیدا ہوئے تھے۔ جھوٹے پیغمبر تھے اسی طرح حضرت موسیٰ سلیمانؑ داؤدؑ اور عیسیٰ بھی، صرف یحییٰ بن زکریا سچے پیغمبر تھے جنکو یہودیون نے قتل کر دیا، اور اسی کی پاداش مین وہ زمین مین پراگندہ کر دیے گئے، "اور" (حضرت ابراہیم کی جاے ولادت) دوزخ کا نام ہے۔ یہوا جو بنی اسرائیل کے خدا کا نام ہے وہ یہوشمن کی صورت مین دوسرے درجہ کے خداون مین شامل ہے۔[1]

تبصرہ ان صفحات کے پڑھ لینے کے بعد یہ بآسانی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ قدیم مسلمان مصنفین کی تحقیقات اور جدید انکشافات تقریباً ایک ہی تصویر کے دو رخ ہین۔ خصوصاً قدما مین سے مجاہد قتادہ حسن بصری، اور ابن ندیم کا اور متاخرین مین علامہ ابن تیمیہ کا بیان نہایت محققانہ ہے معلوم ہوتا ہی کہ صابئین کا اصلی مذہب کلدانی تھا جس مین بابلی الاسمار ستارون کی پرستش اصل بنیاد ہے، ایران کی ترقی و حکومت کے عہد مین مجوسی مذہب کے مسئلہ نور و ظلمت اور استیلاے ارواح نے ان پر سایہ ڈالا، اس کے بعد یونانی فلسفیون کا دور آیا، انھون نے ایران کو ہٹا کر اسکی جگہ خود لی اسوقت ناسٹک فلسفہ نے اُن پر اپنا اثر ڈالا۔ چنانچہ خلق عالم اور نظم کائنات

[1] یہ تمام تفصیل انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۲۰ صفحہ ۵۵ سے ماخوذ ہے۔

کے اکثر مباحث اسی فلسفہ کے اوراق ہین، اثبات وانکار کی حیثیت سے اسرائیلی پیغمبرون کے نام یہودیت کے آثار ہین خصوصاً حضرت آدم، حوا، نوح، شیث کا ان مین مقبول ہونا دعوی کی کافی شہادت ہے اور اسی سبب سے ہمارے مورخین نے انکو حضرت شیث کی امت بتایا ہے۔ بپتسمہ، روح القدس اور کلمہ کا ان مین تخیل عیسائی تصور ہے۔

سب سے زیادہ تعجب انگیز اور حیرت زا اس مذہب کا وہ پہلو ہے جس مین حضرت ابراہیم اور انکی نسل کے دیگر پیغمبرون کی شدید مخالفت بلکہ عداوت پنہان ہے، یہ حیرت زائی اور تعجب انگیزی ایک اہم نکتہ کی طرف ہماری رہبری کرتی ہے، یہ معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم کا مولد بابل کا شہر اُوْر اور منشا شہر حران ہے۔ یہ وہ مقامات ہین جو صابئیت کے مرکز اور درسگاہ ہین اس بنا پر ہمارے مفسرین اور خصوصاً علامۂ ابن تیمیہ کا یہ دعویٰ قابل قبول ہونا چاہیے کہ یہی وہ بدبخت قوم ہے جس مین خلیلِ بت شکن نے ظہور پایا تھا اور ان کے بتون اور مورتون کو توڑ کر ستارہ پرستی سے روکا تھا، لیکن شومی قسمت نے انکی دعوت کے قبول کے بجاے ان کا دشمن بنا دیا اور وہی دشمنی وعداوت کا خمیر اب تک اس فرقہ کا عنصر بطور وراثت موجود ہے، اور خدا جانے کتنے قدیم زمانہ سے اوسنے عقیدہ کی صورت اختیار کرلی ہے، غالباً یہی سبب ہے کہ نسلِ ابراہیم کی ایک بڑی شاخ (عرب) مین صابی کا لفظ مرتد، بے دین اور بد مذہب کے معنی مین مستعمل ہے۔ چنانچہ آغاز اسلام مین کفار کی طرف سے مسلمانون کو یہی خطاب ملا[1] تھا۔ اس موقع پر پہنچکر قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر عملاً ہماری آنکھون کے سامنے نمایان ہوجاتی ہے،

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَالَّذِیْنَ	ابراہیم اور اسکے ساتھیون مین تمھارے لیے بہترین نمونۂ اقتدا ہے
مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ	جب انھون نے اپنی قوم (بابل) سے کہا، ہم تمسے اور جنکو خدا کے

[1] صحیح بخاری، باب غزوۃ العسرۃ، وباب اسلام ثمامہ وغیرہ

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ الْعَدَا وَۃُ وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ ۔ (ممتحنہ)

علاوہ تم پوجتے ہو ان سے الگ ہین، تمہارے منکر ہین، اور ہمارے تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت اور دشمنی پیدا ہوگئی، یہان تک کہ تم ایک خدا پر ایمان لاؤ۔

لغوی تشریح لفظ صابئی، کی لغوی تشریح بھی کسی قدر تفصیل طلب ہے، کہتے ہین، کہ صبا، عبری لفظ صبغ کا آرمی تلفظ ہے صبع، عربی لفظ صبغ، کے ہم معنی ہے جس سے عربی مین دوسرا لفظ اصطباغ بنا ہے۔ اس کے اصلی معنی نہانے اور دھونے کے ہین اور اصطلاحاً بپتسمہ کے معنی مین بولا جاتا ہے، چونکہ یہ فرقہ مذہباً دن مین کئی دفعہ غسل کرتا ہے اس لیے ان کا آرامی نام صابئی پڑا اور اسی سے عربی مین آیا لیکن ہمارے سامنے ایک اور لغوی تشریح اس سے زیادہ سہل اور بامعنی موجود ہے اصل یہ ہے کہ سامی زبانون مین صبا کا لفظ ستارون کے مفہوم مین عام طور سے مستعمل ہے۔ عبرانی مین اس کے معنی جماعت ستارگان، کے ہین[1]۔ عربی مین صبا کے معنی ستارے کے طلوع ہونے اور نکلنے کے ہین[2]۔ چنانچہ قاضی بیضاوی نے صابئی کا اشتقاق اسی لفظ سے کیا ہے،

تنبیہ اہم منادیین کے لیے صابئین کا لفظ سب سے پہلے انکے دشمنون نے استعمال کیا لیکن آپ تعجب سے سنین گے کہ خلافت عباسیہ نے جب انکے وطن عراق مین اپنا سیاسی مرکز قائم کیا تو انھون نے نہایت فخر کے ساتھ خلیفہ مامون کے عہد مین اس لقب[3] کو اختیار کیا اور چونکہ یہ یونانی زبان اور فلسفہ سے واقف تھے، اس لیے خلافت کے علمی صیغون مین انھون نے بڑے بڑے درجے حاصل کیے اور بعد کو ان مین عربی زبان کے اچھے اچھے ادیب بھی پیدا

---

[1] سیل کے ترجمہ قرآن کا مقدمہ وچیمبرس ٹوئنٹھ سنچری ڈکشنری لفظ سیبین [2] لسان العرب لفظ صبا،
[3] مفاتیح العلوم خوارزمی طبع یورپ صفحہ ۳۶ وکتاب الفہرست ابن ندیم،

اوراس کوشش مین کہ وہ حقیقت مین اہل کتاب ہین، انھون نے اپنے مذہب کی ایسی تجدید واصلاح کی کہ وہ اپنے کو اسلام کے قریب تر ثابت کرسکے، یہی سبب ہے کہ بعض علماے اسلام نے انکے عقاید وطرز عبادات کو اسلام سے قریب تر بیان کیا، اوراس سے عیسائیون کو یہ دھوکا ہوا کہ وہ سمجھے کہ اسلام کے بعض رسوم وعبادات انھین صابئین سے ماخوذ ہین[۱]، حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے، اور خوشی کی بات ہے کہ اب اِن حملہ آورون کو بھی اپنے راستہ کی غلطی معلوم ہورہی ہے[۲]۔

مذہب صابئی اور قرآن مجید

قرآن مجید مین صابئی مذہب کا نام بقرہ، مائدہ، اور حج، تین سورتون مین آیا ہے، اس کے علاوہ ان کے مذہب کا کوئی اور ذکر مذکور نہین چونکہ ہم کو یہ معلوم ہوچکا ہے کہ انکا اصل ابتدائی مذہب بعد کی آمیزشون سے پہلے، خدا کے اقرار کے ساتھ ستارون روحون اوران کے مجسمون کی پرستش ہے، توبآسانی یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ان عقاید کی تردید وابطال مین قرآن مجید نے جوکچھ کہا ہے اس کا اصلی تخاطب انھین سے ہے۔

قرآن بتاتا ہے کہ صابئی قوم کی ہدایت واصلاح کے لیے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام مامور ہوے، توراۃ مین تصریح ہے کہ حضرت ابراہیم کو عراق کے شہر اُوْر اور حران[۳] سے تعلق تھا، اوران کا خاندان غیر خداؤن کو سجدہ کرتا تھا[۴]، قرآن مجید، حضرت ابراہیم کی زبانی انہی صابئی مجسمہ پرستون کو خطاب کرکے کہتا ہے:

أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً (انعام) — کیا بتون کو خدا ٹھراتے ہو،

مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ، (انبیا) — یہ کیا مورتین ہین جنکو تم گھیرے رہتے ہو۔

---

[۱] سورس آف القرآن سرولیم میور [۲] برٹانیکا لفظ صابئین، ولٹریری ہسٹری آف پرشیا، مصنفہ براؤن جلد
صفحہ ۳۰۴-[۳] تکوین، [۴] یوشع ۲۴-۲

اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا جن کو تم اپنے ہاتھون سے گھڑتے ہو اُنھین کو پوجتے ہو حالانکہ
تَعْمَلُوْنَ، (صٰفّٰت) تمکو اور تم جو بناتے ہو سب کو خدا نے پیدا کیا ہے۔

اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ خدا کو چھوڑ کر بتون کو پوجتے ہو، جھوٹ
اِفْكًا، (عنکبوت) گھڑ کر،

يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ میرے باپ، شیطان کو نہ پوج، وہ خدا کا نافرمان
لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا، ہے۔

ستارہ پرستی کی تردید مین حضرت ابراہیم کا مکالمہ سب سے روشن دلیل ہے۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ جب اس پر رات نے پردہ ڈالا ستارہ کو دیکھا، بولا یہ میرا
لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ، فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ خدا ہے، جب وہ چھپ گیا تو اُسنے کہا مین چھپ جانے
هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ والے کو پیار نہین کرتا جب چاند کو دیکھا کہا یہ میرا خدا ہے
مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ، فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً جب وہ بھی ڈوب گیا بولا اگر میرا پروردگار ہدایت نکرتا تو
قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مین گمراہو مین ہوتا، جب آفتاب پر نظر پڑی بول اُٹھا یہی میرا پروردگار ہے
مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ یہ سب سے بڑا ہی، جب وہ بھی ڈوب گیا، کہا اے بھائیو مین اس سے برات کرتا ہون
وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۵ جسکو تم خدا کا شریک کہتے ہو مین اپنا منھ اسکی طرف کرتا ہون جسنے
(ابراهیم) آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا۔ مین مشرکون مین سے نہین۔

آیت کے آخری ٹکڑے سے ثابت ہوتا ہے کہ صابئی خدا کے منکر نہین تھے بلکہ خدائی مین اورونکو بھی شریک ٹھہراتے تھے، بابلی مذہب کی تفصیل کرتے وقت ہمنے بتایا ہے کہ یہ آیت

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۵ ایک نظر بھر کر ستارون کو دیکھا۔

بھی اسی ستارہ پرستی کی طرف اشارہ ہے۔

عدنانی عربون کی مذہبی حالت جہان بیان ہوئی ہے بتایا گیا ہے کہ نزول قرآن کے وقت کس قبیلہ مین کون ستارہ پوجا جاتا تھا، عربون نے دنیا کے تمام طبعی کاروبار کو انھی ستارون کے طلوع و غروب کی طرف منسوب[1] کر رکھا تھا، ان کا خیال تھا کہ منازل قمر کے ۲۸ ستارون مین سے ایک جب غروب ہوتا ہے تو اور دوسرا اس کے مقابل مین طلوع ہوتا ہے۔ وہ جب تک ڈوب نجاے اُس کا عمل قایم رہتا[2] ہے۔ اِسکو اپنی اصطلاح مین نَوْءٌ (نکھتر) کہتے تھے، اَنْوَاءٌ اسی کی جمع ہے، صحیح بخاری مین ہے، ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ارشاد الٰہی ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ "فلان نوء کے سبب سے ہم پانی برساے گئے" وہ میرا منکر ہے اور ستارہ پر اُس کا ایمان[3] ہے، صحیح مسلم کی روایت ہے کہ یہ آیت اسی عقیدہ کی تردید مین ہے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ (واقعہ) ستارون کے جاے غروب کی قسم،

محقق مفسرون نے لکھا ہے کہ ان چیزون کی خدا نے جو قسم کھائی ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ وہ اُسکی ہستی، قدرت اور کمال صنعت اور اپنی محکومی، بندگی اور غلامی کی خود گواہ اور شاہد ہین، اس بنا پر ذیل کی آیاتِ پاک سے اسی ستارہ پرستی کے بطلان کی طرف اشارہ سمجھیے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا، (شمس) قسم ہے آفتاب اور اس کے دن چڑھنے کی اور چاند کی جب وہ اسکے پیچھے چلے،

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الطَّارِقُ قسم ہے آسمان کی اور رات کے مہمان کی، اور رات کے

[1] کتاب الازمنہ والامکنہ امام مرزوقی طبع حیدرآباد جلد اول صفحہ ۱۸۷، [2] فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۴۲۴ بحوالہ کتاب الانواء ابن قتیبہ، [3] صحیح بخاری، صلوة الاستسقا،

اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝ (طارق) کا مہان کیا ہے چمکنے والا ستارہ،

اہل تفسیر کہتے ہین کہ چمکنے والے ستارہ سے مراد زحل ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی (نجم) قسم ہے اس ستارہ کی جب وہ گرے۔

النجم، عرب مین خاص ثریا کو کہتے ہین، اُسکے گرنے سے مراد افق رویت کے نیچے چلا جانا ہے اور یہ اہل عرب کے نزدیک آغاز موسم کی علامت ہے۔

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ (انشقت) قسم ہے چاند کی جب وہ کامل ہو جاے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ قسم ہے ہٹنے والے چلنے والے اور چھپنے والے ستارونکی۔

اکثر ارباب تفسیر متفق ہین کہ اس سے مراد سبع سیارہ ہین۔

عام ستارہ پرستون اور صابیون مین فرق یہ ہے کہ وہ ان ستارون کو درحقیقت خدا سمجھتے ہین اور صابی خدا کے اقرار کے ساتھ ان ستارون کو خدا کا مظہر سمجھکر انکی عبادت و تعظیم کرتے ہین، اسی لیے قرآن نے صابیون پر خدا کے اقرار کے ساتھ ستارہ پرستی کا الزام قایم کیا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ، (حمٓ السجدہ) کیا نہین دیکھتے کہ "خدا" ہی کو سجدہ کرتا ہے آسمان اور زمین مین جو بھی ہے اور سورج اور چاند اور کل ستارے رات دن سورج اور چاند سب خدا کی نشانیون مین سے ہین، سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا، اگر تم درحقیقت خدا ہی کو پوجتے ہو۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ اور چاند اور سورج کو اسنے مسخر کیا، ہر ایک اپنی مقررحد تک چل رہا ہے اور خدا تمھارے کامون سے باخبر ہے،

هُوَالْحَقُّ وَاَنَّ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَ یہ اسلیے کہ حق وہی ہو اور اسکے سوا جسکو پکارتے ہو وہ باطل ہو (تم چاند

اَنَّ اللّٰهَ هُوَالْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ه اور سورج کو اسلیے پوجتے ہو کہ وہ بلند اور بڑے ہین حالانکہ) واقعہ

(لقمان) یہ ہے کہ وہی اللہ بلند اور بڑا ہے۔

بلندی اور بڑائی کے علاوہ سورج اور چاند کی عظمت کی تیسری دلیل "روشنی" ہے اسلیے

سورۂ یونس مین فرمایا ہے،

هُوَالَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا، اُسی نے آفتاب کو روشن اور چاند کو منور کیا۔

سورۂ نوح مین ارشاد ہوا۔

وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا، اسنے آفتاب کو (خانہ کائنات کا) چراغ بنایا،

آفتاب و ماہتاب کے مسخر الٰہی ہونے کی آیتین قرآن مین بکثرت ہین، سورۂ رعد، ملائکہ

زمر، عنکبوت اور ابراہیم مین بالخصوص ہین۔ اس بار بار کی تکرار سے ظاہر ہوتا ہے کہ آفتاب

و ماہتاب پرستی کا رواج عرب مین کسی قدر زیادہ تھا، صابئین مین ارواح و ملائکہ پرستی کا رواج

تھا، اسی لیے قرآن نے کہا:

یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِیَّاكُمْ جس دن انکو قبرون سے اکٹھا کریگا پھر فرشتون سے کہیگا کہ کیا

كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ قَالُوْا سُبْحَانَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ تم ہی کو یہ پوجتے تھے کہین گے، تو شرکت سے پاک ہے ہمارا

دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ آقا ہی بلکہ یہ جنون کو پوجتے تھے اور اکثر لوگ انھین پر ایمان رکھتے تھے

(سبا)

اس مطلب کی بعض اور آیتین شرک کے بیان مین آئین گی۔

حنفیت | صابئیت کی انکشافِ حقیقت کے بعد، حنفیت یا ملت حنیف کے معنی بالکل روشن ہوجاتے

ہین، ہمارے مفسرین کو اس باب مین اسلیے تزلزل رہا ہے کہ لفظ "حنیف" کی لغوی تحقیق

مین انھون نے قرآن مجید سے اعانت نہین لی، "حنیف" "حنف" سے مشتق ہے، حنف

کے معنی ہٹنے اور ٹیڑھے ہونے کے ہین، حالانکہ یہ مذہبِ حق ہے، اس کے معنی سیدھے ہونے کے ہونے چاہئین - یورپین مصنف ہمکو بتاتے ہین کہ سریانی ہین اس کے معنی 'کافر' کے اور عبرانی مین منافق کے ہین[1] - اور طعنہ دیتے ہین کہ مقدس پیروان محمدؐ نے اسکی لفظی تحقیق کی پروا نہین کی، .... اور مشورہ دیتے ہین کہ قبیلہ بنو حنیفہ کے جھوٹے پیغمبر **مسیلمہ** کے نام کو اس لفظ کا ماخذ بنائین، یعنی یہ کہ مسیلمہ سے "مسلم" اور حنیفہ سے "حنیف" کا لفظ لیا گیا ہے[2]، یورپ کے مشرقی تبحر کا ظرف باین ہمہ ادعاے وسعت بہرحال تنگ ہے، اسیلیے اسکی ہم کو شکایت نہین کہ مایۂ نازِ فرنگ نہ صرف آغاز تاریخ اسلام[3] سے ناآشنا، بلکہ آئین زبانِ عرب سے بھی آگاہ نہین ہے، دنیا مین کس نے اپنا امتیازی لقب دشمن کے نام و خاندان پر رکھا ہے، اصل یہ ہے کہ نری عربی دانی اور بات ہے اور اسلامی واقفیت اور چیز ہے -

عشق بازان دیگراند و عشق سازان دیگراند ۔۔۔ انچہ در فرہاد می بینیم در پرویز نیست

اہل عرب کے نزدیک **حنیف** حضرت ابراہیم کا لقب تھا، اس لیے انکے مذہب کا نام ملّتِ حنیف انھون نے رکھا تھا، عرب کے بعض نیک دل لوگ جو عرب کے تمام موجودہ مذاہب بت پرستی، یہودیت اور عیسائیت کے مفاسد سے گھبرا کر تلاشِ مذہب مین نکلتے تھے وہ آخر اسی آستانۂ دین حنیف پر آکر تسلی اور اطمینان پاتے تھے۔

لغوی تحقیق 'حنیف' حنفٌ سے مشتق ہے، عربی مین اس کے معنی 'مڑنے' اور 'جھکنے' کے ہین، اس لیے 'حنیف' وہ شخص ہے جو ایک طرف سے جھک کر اور مڑ کر دوسری طرف جائے،

---

[1] لایف آف محمدؐ مارگولیوتھ صفحہ ۱۱۶ - [2] بحوالہ سابق - [3] حنیف کا لقب اسلام سے پہلے عرب مین موجود تھا مسیلمہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر مین دعوائے نبوت کیا تھا[4] کسی عربی قاعدہ کے مطابق بنو حنیفہ سے حنیف اور مسیلمہ سے مسلم کا لفظ مشتق نہین ہو سکتا۔

یہ لفظ اچھے اور بُرے دونون معنون مین مستعمل ہوسکتا ہے[1]، اگر یہ فرض کیا جاے کہ اُس نے اچھی بات کو چھوڑ کر بُری بات اختیار کی ہے تو حنیف کے وہ معنی ہوسکتے ہین جس مین عبرانی وسریانی مین وہ مستعمل ہے، یعنی کافر و منافق، اور اگر یہ سمجھا جاے کہ بُرے کام کو ترک کر کے اسنے کوئی اچھا کام پسند کیاہے، تو اُس کا وہ مفہوم ہوگا جس مین اہل عرب اسکو بولتے ہین، یعنی دین دار، اور ورخدا پرست، اس بناپر اس لفظ کے اچھے یا بُرے مفہوم کی تعیین موقع استعمال اور حرف صلہ سے ہوگی۔ اصل مین اس کا ابتدائی استعمال لِلّٰہِ یا لِلدِّین کی تخصیص کے ساتھ ہوتا تھا یعنی اَلْحَنِیْفُ لِلّٰہِ خدا کی طرف جھکنے والا، اَلْحَنِیْفُ لِلدِّیْنِ سچے مذہب کی طرف جھکنے والا، کثرت استعمال اور زبان زدگی عام سے اس قید کی ضرورت نہ رہی، اور مطلق حنیف (جھکنے والا) کے معنی بھی حنیف لِلّٰہِ (خدا کی طرف جھکنے والا) یا حَنِیْفٌ لِلدِّیْنِ (سچے مذہب کی طرف جھکنے والا) ہی کے سمجھے جانے لگے، چنانچہ قرآن مجید مین اس لفظ کا دونون طرح استعمال ہوا ہے، سورۂ حج مین ہے حُنَفَاءَ لِلّٰہِ (خدا کی طرف مڑنے والے بنکر) لیکن سورۂ بینہ مین بغیر صلہ کے آیا ہے مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ (اپنے اعتقاد کو خدا کے لیے خالص کر کے مڑنے والے بنکر) یہان حنفاء کے معنی حُنَفَاءَ لِلّٰہِ سمجھنے چاہئین۔

ہر زبان مین کثرت سے اس قسم کی مثالین ملین گی، بلکہ اصطلاحات عموماً اسی طرح بنتی ہین، مثال کے لیے حنیف کے ہمعنی لفظ "مسلم" کو لیجیے، مسلم کے اصلی معنی سونپنے والے ہین، کوئی شخص اپنے دوست کو کسی دشمن کے حوالہ کردے تو عربی مین اسکو مُسْلِم کہین گے، اور یہ مذموم معنی ہونگے اس کا ابتدائی استعمال مُسْلِمٌ لِلّٰہِ اپنے کو خدا کے ہاتھ مین سونپ دینے والا، تھا جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت مین ہے۔

---

[1] لسان العرب

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ، ہان جسنے اپنے کو خدا کے سپرد کیا۔

لیکن کثرت استعمال سے صرف مُسْلِم رہ گیا اور معنی وہی مسلم لِلّٰہِ کے سمجھے جانے لگے، اور اب کسی کو خطور بھی نہین ہوتا کہ اس کا کوئی بُرا مفہوم بھی ہے،

اصل یہ ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی بعثت صابئی قوم کے اندر ہوئی تھی، حضرت ابراہیمؑ نے دلایل اور عمل دونون طریقون سے انکے مذہب کی تردید کی، باطل پرستیون سے سخت تنفر ظاہر کیا، اور خدائے برحق پر ایمان لائے، اسی بناپر انہون نے خود یا بعد کو ان کے پیرودن نے اپنا لقب "حنیف" اختیار کیا، یعنی ستارہ پرستی وغیرہ سے مڑکر خداپرستی کی طرف آنے والا۔ اس قول کی صحت قرآن مجید کے موقع استعمال سے ثابت ہوتی ہے۔ ستارہ پرستی کی تردید مین ایک ایک ستارہ کو لیکر حضرت ابراہیمؑ کا اسکی ربوبیت سے انکار کرنا جہان قرآن مین مذکور ہے اسکے آخر مین ہے،

قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، (بالآخر) ابراہیم نے کہا لوگو! مین اُن سے بیزاری ظاہر کرتا ہون جنکو تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو، مین اپنا منہ انکی طرف سے پھیر کر اُس ذات پاک کیطرف جھکتا ہون جسنے آسمان و زمین کو پیدا کیا، حنیف بنکر، اور مین مشرکو نمین سے نہین۔

حضرت ابراہیم کا یہ اعلان گویا دین ابراہیمی کی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے، اس اعلان کی یہ عبارت کہ "مین ہر طرف سے منہ پھیر کر خالق ارض وسما کی طرف منہ کرتا ہون" اور اسکے بعد یہ کہنا کہ "حنیف" بنکر، اسکے صاف معنی یہ ہین کہ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور حَنِیْفًا کے ایک ہی معنی ہین، یعنی کہ جو ستارہ وغیرہ باطل پرستیون سے ہٹکر اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کرے قرآن مجید کی دو اور آیتون سے ثابت ہوتا ہے، کہ "حنیف" کے معنی اول یہی ہین:

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا، (یونس) سچے مذہب کی طرف اپنا منہ کرو (باطل پرستیوں سے) منہ موڑ کر،

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا، (ساوہ) پھر اپنا منہ سچے مذہب کی طرف سیدھا کرو (باطل پرستیوں سے) منہ موڑ کر خدا کی یہ بنائی ہوئی فطرت ہے جسپر اسنے لوگون کو پیدا کیا۔

بعد کو بڑھتے بڑھتے اس لفظ کے معنی زاہد و عابد و دیندار کے ہوگئے،

جاہلی شاعر جران العود کا شعر ہے،

وَاَدْرَكْنَ اَعْجَازًا مِنَ اللَّیْلِ بَعْدَ مَا اَقَامَ الصَّلٰوۃَ الْعَابِدُ الْمُتَحَنِّفُ

سواریون نے رات کے آخری حصہ کو پالیا جبکہ عابد دیندار اپنی نماز ادا کر چکا،

جاہلیت کا مشہور شاعر ابو ذویب ہذلی کہتا ہے:

اقامت به کمقام الحنیف شهری جمادی وشهری صفر

اُس نے وہان قیام کیا جسطرح دیندار (حنیف) جمادی کے دو مہینے اور صفر کے دو مہینے قیام کرتا ہے،

یہ دونون شعر لسان العرب مین ہین،

یہان پہنچکر ہمکو ایک دقیق نکتہ کی طرف توجہ دلانا ہے، معلوم ہوچکا ہے کہ صابی کے معنی عبری مین پاک اور طاہر کے ہین لیکن عربی مین کافر کو کہتے ہین، حنیف کا حال اسکے بالکل ضد ہے، عبرانی و آرامی مین کافر و منافق کے ہم معنی، اور عربی مین دیندار و موحِّد کے مرادف ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونون لفظ مقابل کے فرقون کے نام ہین اور ان کے اچھے اور بُرے مفہوم صرف مذہبی اتحاد و مخالفت پر مبنی ہین، یہی سبب ہے کہ مسلمان خود اپنے کو حنفاء کہتے تھے، لیکن کفار اُن کو تعصب سے صباۃ (صابی کی جمع) کا لقب دیتے تھے،

قرآن مجید کی آیتون پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حنیف کا مقابل مُشرِک

ہے، اسی بناپر قرآن مجید مین جہان جہان حنیف کا لفظ آیا ہے اُس کے ساتھ ساتھ شرک کی نفی بھی کی گئی ہے،

حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ٥ (انعام)	موحد بنکر اور مین شرکون مین نہین۔
حُنَفَآءَ لِلّٰہِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ، (حج)	خدا کے موحد بنکر نہ مشرک،
اَنْ اَقِمْ وَجْھَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا وَّلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، (یونس)	اپنا منہ سچے مذہب کی طرف کرو، موحد بنکر اور مشرکین مین سے نہ ہو۔
بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (بقرہ)	بلکہ ابراہیم موحّد کا مذہب، وہ مشرکون مین سے نہ تھا،
فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، (آل عمران)	ابراہیم موحد کی مذہب کی پیروی کرو، وہ مشرکون مین سے نہ تھا،
وَلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، (آلعمران)	بلکہ ابراہیم مُوحّد مسلم تھا اور شرکون مین سے نہ تھا۔
دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ٥ (انعام)	پکّا مذہب ابراہیم موحّد کا اور وہ مشرکون مین نہ تھا۔
اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰہِ حَنِیْفًا وَّلَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، (نحل)	ابراہیم پیشوا تھا، متواضع اور خدا کا موحّد اور مشرکین مین سے نہ تھا۔
اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، (نحل)	ابراہیم موحد کے مذہب کی پیروی کر اور وہ مشرکون مین سے نہ تھا۔

ان آیتون سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ مذہب دراصل حضرت ابراہیم کا تھا، اور انھین کی یادگار کے طور پر اُن کی نیک دل اولاد مین اُس کا کسی قدر حصہ باقی رہ گیا"

یہود اور نصاریٰ مسلمانون کو کہتے تھے، مذہب حق تو یہودیت یا عیسائیت ہے، یہ تیسرا کونسا مذہب ہے؟ **قرآن** نے جواب دیا کہ یہ دونون تو بعد کی شاخین ہین اصل مذہب وہ ہے جس کی دعوت "قومون کے باپ" ابراہیمؑ نے دنیا کو دی۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (بقرہ)

اُنہون نے کہا کہ یہودی یا عیسائی ہوجاؤ، تو راہ راست پاؤ، کہو کہ نہین بلکہ ابراہیم موحد کا مذہب اور وہ مشرکون مین سے نہ تھا۔

آگے چلکر خدا ارشاد فرماتا ہے۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۝ (بقرہ)

تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب یہودی یا عیسائی تھی، کہو کہ تم زیادہ جانتے ہو یا خدا، اور اُس سے بڑھکر ظالم کون ہوگا جو خدا ئے اپنی شہادت چھپاتا ہو۔

یعنی یہ ظاہر ہے کہ یہودیت اور عیسائیت ان پیغمبرون سے بہت بعد کی چیزین ہین، اس لیے اسلام اُس اصلی اور سچے مذہب کا داعی ہے جو ان پچھلی آمیزشون سے پاک ہے۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ، (بقرہ)

بے وقوف کے سوا اور کون مذہب ابراہیم سے پھرے گا

کیونکہ

مَا كَانَ اِبْرٰهٖمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ

ابراہیم نہ یہودی تھا، نہ عیسائی، بلکہ موحد مسلم تھا

ل تورات مین ہے کہ ابراہیم کے لفظی معنی قومون کے باپ کے ہین۔

كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (آل عمران) اور مشرکون مین سے نہ تھا۔

اور اسے اسماعیلی عربو! یہی:

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ ۝ (حج) مذہب تمھارے باپ ابراہیم کا ہے۔

باپ کی یہ وراثت بیٹون مین موجود تھی، اس مذہب کے قبول کی رسمی علامتون مین سے سب سے بڑی علامت ختنہ ہے جو اولاد ابراہیم کے ساتھ مخصوص ہے، عربون مین یہ رسم ہمیشہ سے موجود تھی، عبادت کی چیزون مین "بیت الوہیم" یعنی **بیت اللہ** کا طواف، دین ابراہیمی کی سب سے پُرانی یادگار ہے، عرب نے اپنے باپ کی اس پرانی یادگار کو بھی ہمیشہ باقی رکھا، باقی توحید وغیرہ کے اصلی عقاید وہ اکثر سینون سے رٹ کر محو ہو گئے تھے، اسی بنا پر عرب مین **حنیف** کے معنی صرف یہ رہ گئے تھے کہ "جو مختون ہو، اور جس نے حج کیا ہو"[1]

اسلام سے کچھ پہلے جب یہودی اور عیسائی مذہب عربون مین فروغ پانے کے لیے ہر طرح کوشان تھے، اپنے مذہب کو جسکا صرف ڈھانچا رہ گیا تھا، بعض نیک دل اور نکتہ فہم عربون نے نئے سرے سے زندہ کرنا چاہا، لیکن اُسکی صورت اس قدر مسخ ہوگئی تھی کہ خود صنّاع عالم کی کارفرمائی کے بغیر انسانی مسیحائی اُسکو حیات ثانی نہین بخش سکتی تھی۔

آغاز اسلام مین جن چند نیک لوگون کے نام "حنفا" کے لقب سے لیے جاتے ہین، وہ خود اپنے مذہب سے آگاہ نہ تھے، اور حق کے متلاشی تھے، قس بن ساعدہ، ورقہ بن نوفل، عثمان بن حویرث امیہ بن صلت، زید بن عمرو بن نفیل، قیس بن نشبہ، عبد اللہ بن حجش، وغیرہ بت پرستی سے بیزار ہوکر حق کی راہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے یا عیسائی ہو گئے، (مثلاً قس اور ورقہ) یا اصل حنیفی مذہب کی تلاش مین سر ٹکراکر مر گئے، (مثلاً زید اور امیہ) اور یا اسلام کی روشنی جب چمکی تو حق کو دیکھا اور دین حنیف

---

[1] لسان العرب، لفظ حنیف،

کا سراغ پایا اور قبول کیا (مثلاً عثمان اور عبداللہ بن جحش اور قیس بن نشیہ وغیرہ)

زمانۂ جاہلیت مین ایسے متعدد شعرا گذرے ہین جن کے کلام مین حق کی باتین الفاظ کی تاریکی مین ستارون کی طرح چمکتی ہین، مثلاً لبید (قبل اسلام) زہیر، امیہ بن الصلت، علاف بن شہاب التیمی، قس بن ساعدہ الایادی، وغیرہ شعرا کے کلام مین توحید، حشر و نشر، اور محاسن اخلاق کی تعلیم ملتی ہے۔ آجکل کے بعض عرب عیسائی مصنفون نے اس قسم کے عرب شاعرون کو عیسائی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن افسوس ہے کہ انھون نے اپنی کوشش کی بنیاد ریت پر قایم کی، اور ایک دلیل بھی وہ دعوی کی استواری مین پیش نہ کر سکے۔ میرے خیال مین یہ شعرا حنفی العقاید تھے۔ چنانچہ ان مین سے بعض کے کلام مین اسکی تصریح بھی ملتی ہے،

لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بعد کو بعض سادہ لوح مسلمانون یا شریر لوگون نے بہت سے جھوٹے شعر بنا بنا کر ان لوگون کی طرف منسوب کر دیے ہین، قرآن کی آیتون کی آیتین لے کر ان کو موزون کر کے ان کے نام سے شعر کہہ دیے ہین۔ آجکل کے عربی دان عیسائی ان اشعار کو بڑی چالاکی سے اس ثبوت مین پیش کرتے ہین کہ دیکھو محمدؐ نے شعراے جاہلیت کے کلام کو الٹ پلٹ کر قرآن بنا دیا ہے، ان اشعار مین صحیح اور غلط اور سچے اور جھوٹے کی تمیز صرف عربی کی زبان کے باریک بین اور نکتہ شناس ادیب ہی کر سکتے ہین، جو جاہلیین اور مولّدین کے کلام کو بیک نظر دیکھکر سمجھ لیتے ہین کہ ان مین موتی اور پوت کون ہے؟

شرک عرب کا سب سے وسیع الاثر مذہب شرک تھا، شرک کے یہ معنی ہین کہ ایک خدا کو مان کر اسکی اعانت و امداد کے لیے اس کے اعوان و انصار کا یقین رکھا جاے،

عرب مین زیادہ تر اسی عقیدے کے لوگ تھے، وہ گو ہر قسم کے دیوتاؤن اور دیویون کے قایل تھے، بتون کو سجدے کرتے تھے، جنات اور فرشتون کو نذر چڑھاتے تھے، تاہم ایک قوتِ اعظم

کے وجود سے وہ بے خبر نہ تھے، ان صدہا معبودون کے جھرمٹ مین اُن کو وہ جلوہ اقدس بھی نظر آتا تھا، جس کو وہ اللہ کہتے تھے، آسمان و زمین کی پیدائش اور اس کارخانہ فطرت کے اور بڑے بڑے کام اوسی کے دست قدرت کا نتیجہ سمجھتے تھے، یہی سبب ہے کہ شعراے جاہلیت کے کلام مین زیادہ تر اللہ ہی کا نام آتا ہے اور اسی کی طرف تمام افعال کی نسبت ہوتی ہے، گو اسکے ساتھ بتون اور دیوتاؤن کے نام بھی جابجا انکے اشعار مین ملتے ہین۔ لیکن ان بتون اور دیوتاؤن اور فرشتون کو اللہ کے عزیز و اقارب یا اُسکی بارگاہ کے مقرب درباری جانتے تھے اور انکی عبادت اور پرستش اسلیے کرتے تھے تاکہ وہ خوش ہو کر اللہ تعالی کو ہمسے راضی رکھین۔ قرآن مجید نے متعدد موقعون پر کفار عرب کو ٹوکا ہے کہ جب اصلی قوت اللہ کے ہاتھ مین ہے تو اورون کو کیون پوجتے ہو؟ اور جب تم یہ مانتے ہو کہ آسمان، زمین، چاند، ستارے سب اسی کے بنائے ہین تو انکو خدا کیون کہتے ہو؟

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

اگر تمکو علم ہے تو بتاؤ تو زمین اور زمین مین جو کچھ ہے یہ سب کس کا ہے، وہ کہین گے خدا کا، کہو کہ پھر تم کیون نہین سمجھتے، انسے پوچھو کہ سات آسمانون کا اور عظیم الشان عرش کا مالک کون ہے، یہی کہین گے کہ سب اللہ کا ہے، کہو کہ پھر اُس سے ڈرتے نہین، اگر جانتے ہو تو بتاؤ کہ وہ کون ہے جسکے ہاتھ مین ہر شے کی حکومت ہے اور وہ جسکو چاہتا ہے پناہ دیتا ہے اور اسکے مقابلہ مین کوئی کسی کو پناہ نہین دیسکتا جواب دینگے، یہ قدرت تو اللہ کی ہے انسے کہو کہ پھر تم کیون بے عقل ہو گئے ہو حق یہ ہے کہ سچی بات ہمنے انکو پہنچادی اور وہ جھوٹے مین نہ تو خدا نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اسکے ساتھ کوئی اور خدا ہے ورنہ ہر خدا اپنی مخلوقات کو الگ لیجاتا۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ہ (مومنون) اور ایک دوسرے پر غالب آجاتا ہی۔ یہ مشرکین جو باتین بیان کرتے ہین خدا اُن سے پاک ہی۔

ان آیات مین مشرکین کے عقاید کا بہ تفصیل ذکر ہے، ولدیت کی اس مین جو تردید ہی وہ عیسائیون سے متعلق نہین، بلکہ مشرکین کے متعلق ہے، وہ فرشتون کو خدا کے فرزند سمجھتے تھے، دوسری آیتون مین اسکی توضیح آئے گی، آیات ماسبق کے ہم معنی یہ آئتین بھی ہین۔

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ، (یونس) پوچھو تم کو آسمان و زمین سے کون رزق دیتا ہی، کون تمھارے حاسۂ سمع اور حاسۂ بصارت پر قدرت رکھتا ہی، کون ذی حیات چیز سے مردہ (جامد) شے اور مردہ و جامد شے سے ذی حیات چیز پیدا کرتا ہی، اور کون دنیا کا انتظام چلاتا ہی۔ جواب دین گے اللہ کہو کہ پھر اُس سے ڈرتے نہین۔

مشرکین کو اس بات کی چڑھ تھی کہ محمد (صلعم) تنہا اللہ کا نام کیون لیتے ہین، اُسکے ساتھ دیوتاؤنکو کیون شریک نہین کرتے۔

اِذَا ذَکَرْتَ رَبَّکَ فِی الْقُرْآنِ وَحْدَہٗ وَلَّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِھِمْ نُفُوْرًا (اسرائیل) جب تو اپنے پروردگار کا نام تنہا قرآن مین لیتا ہے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہین۔

اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖۤ اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ (زمر) جب تنہا خدا کا ذکر کیا جاتا ہی تو انکے دل جنکو آخرت کا یقین نہین کڑھنے لگتے ہین اور جب اُسکے سوا اورون کا نام لیا جاتا ہی تو وہ خوش ہوجاتے ہین۔

اِذَا دُعِیَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ کَفَرْتُمْ وَاِنْ یُّشْرَکْ بِہٖ تُؤْمِنُوْا (مومن) جب تنہا خدا کا نام پکارا جاتا ہی تو تم انکار کر بیٹھتے ہو اور اگر اُسکا کسی کو شریک کیا جائے تو مانتے ہو۔

سورۂ نمل مین نہایت بلیغانہ انداز مین قرآن نے خدا کی مختلف قدرتون اور صفتون کو

گنایا ہے اور ہر فقرے کے بعد پوچھا ہے، ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ "کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے"؟ ان آیتون سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خداے برحق کے قایل تھے، اب ذیل کی آیتون سے ثابت ہوگا کہ وہ دیگر معبودون کا کیا رتبہ سمجھتے تھے، اور ان کو کس نظر سے پوجتے تھے

وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ (یونس) خدا کے سوا وہ اسکو پوجتے ہین جو نہ انکو نقصان پہنچاتا ہے نہ فائدہ، اور کہتے ہین کہ یہ ہمارے معبود اللہ کے ہان ہمارے سفارشی ہین۔

سورۂ زمر مین ہے:

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَاءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی اور جن لوگون نے خدا کے سوا اور ونکو مددگار بنایا اور جو کہتے ہین کہ ہم تو انکو اسلیے پوجتے ہین کہ وہ خدا سے ہمکو قریب کردین۔

فرشتون کے متعلق ان کا اعتقاد یہ تھا کہ یہ اللہ کی بیٹیان ہین اور اسی لیے ان کو عورت فرض کرتے تھے، قرآن نے کہا:

اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الْاُنْثٰی تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی اِنْ ھِیَ اِلَّا اَسْمَاءٌ سَمَّیْتُمُوْھَا اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُکُمْ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطَانٍ، (نجم) کیا تمہارے بیٹا ہو اور خدا کے بیٹی ہو، یہ تو نامنصفانہ تقسیم[1] ہے، یہ فقط چند نام ہین جنکو تم نے اور تمہارے باپ دادون نے رکھ لیا اور خدا نے انکی کوئی دلیل نہین اتاری۔

پھر آگے چلکر خدا فرماتا ہے،

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ لَیُسَمُّوْنَ الْمَلٰئِکَۃَ تَسْمِیَۃَ الْاُنْثٰی، (نجم) جو آخرت پر ایمان نہین رکھتے وہ فرشتون کا نام عورت کا نام رکھتے ہین۔

سورۂ طور مین ہے:

---

[1] اہل عرب لڑکی سے ناراض ہوتے تھے اور نہین چاہتے تھے کہ گھر مین لڑکی پیدا ہو، گویا لڑکی کو برا سمجھتے تھے اور لڑکے کو پسند کرتے تھے۔ لیکن خدا کے بارے مین ان کا اعتقاد الٹا تھا۔ یہ اسکی تردید ہے۔

أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ، کیا اسکے لڑکیاں ہون اور تمھارے لڑکے ہون،

سورۂ انبیا کی آیت:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ، یہ مشرک کہتے ہین کہ خدانے لڑکا بنایا ہے، نہین، بلکہ وہ معزز بندے ہین (یعنی فرشتے)

مشرکین بھوت پریت اور جنات کے بھی قایل تھے، انکو خدا یا خدا کے ہمپایہ سمجھتے تھے، انکی دھائی مانگتے تھے، اور اُنکے غضب سے ڈرتے تھے،

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِيْنَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ، (انعام) اور جہالت سے جنون کو خدا کا شریک بنایا حالانکہ خدا ہی نے اُن کو پیدا کیا ہے اور خدا کے لیے بیٹے بیٹیان جھوٹ گھڑی ہین۔

صحیح مسلم کی کتاب التفسیر مین ہے کہ ذیل کی آیت اُن عربون کی شان مین نازل ہوئی ہے جو جنات کی پرستش کرتے تھے۔

أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ، (اسرائیل) وہ جنکو یہ مشرکین پکارتے ہین اُن مین سے (انکے خیال مین) جو زیادہ مقرب ہین وہ بھی اپنے پروردگار کی طرف قربت کا ذریعہ ڈھونڈتے ہین اور اسکی رحمت کے امیدوار اور اُسکے عذاب سے خوفزدہ ہین۔

سورۂ جن مین اللہ تعالی نے جنون کا مقولہ نقل فرمایا ہے:

وَأَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا، (جن) اور بات یہ تھی کہ کچھ انسان بعض جنون کی دھائی مانگا کرتے تھے اور انھون نے ان جنون کو اور مغرور بنا دیا۔

خدا اور جنات مین رشتہ ناتا کرتے تھے،

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا، (صافات) خدا اور جنات مین رشتہ قایم کیا ہے۔

مشرکینِ عرب کو سب سے زیادہ دو باتون کی تسلیم سے سخت انکار تھا، ایک حشر و نشر کے اعتقاد اور دوسرے رسالت و نبوت کے دعوے سے، چنانچہ رہ رہکر انکو تعجب ہوتا تھا کہ "کیا مر کر بھی کوئی جی سکتا ہے" اور "آدمی ہو کر بھی کوئی خدا کا فرستادہ بن سکتا ہے"۔ **قرآن مجید** نے متعدد آیتون مین انکے تعجب اور اچنبھے پن کو نقل کیا ہے۔

مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ (مومنون)

یہ تو تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہے، جو تم کھاتے ہو وہ کھاتا ہے، جو تم پیتے ہو وہ پیتا ہے۔ اگر اپنی ہی طرح کے ایک آدمی کی تم نے پیروی کی تو تم اس وقت گھاٹے مین رہو گے، کیا تم سے یہ شخص کہتا ہو کہ جب تم مرجاؤ گے اور مٹی اور ہڈی ہوجاؤ گے تو پھر (قبرون سے) نکالے جاؤ گے۔ تم سے جو کہا جاتا ہے وہ ناممکن ہے۔ یہ تو یہی دنیا کی زندگی ہے مرتے ہین اور جیتے ہین اور ہم دوبارہ نہین اٹھائے جانیوالے ہین

اسی سورہ مین آگے بڑھ کر ہے۔

قَالُوْا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ، (مومنون)

وہ کہتے ہین کہ کیا جب ہم مرجائین گے اور مٹی اور ہڈی ہوجائین گے، تو پھر اٹھائے جائین گے، یہ بات تو ہم سے اور ہمارے بزرگون سے بھی پہلے کہی گئی ہے یہ صرف اگلون کی کہانیان ہین۔

یہی آیت تھوڑے تغیر کے ساتھ سورۂ صافات اور سورۂ واقعہ مین ہے سورۂ مطففین مین ہے۔

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ، کیا انکو یہ گمان نہین کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائین گے،

سورۂ ق مین ہے۔

بَلْ عَجِبُوْا اَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكَافِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ۝ | بلکہ انکو تعجب ہو کہ انھین مین سے ایک ڈرانیوالا انکے پاس آیا۔ کافر کہتے ہین یہ تو تعجب کی بات ہو کیا ہم جب مرجائینگے اور مٹی ہو جائین گے یہ واپسی تو مشکل ہے۔

قرآن مجید مین مشرکین کے ان اعتقادات کی تردید وابطال کی اسقدر آیتین ہین

کہ ان کا استقصا کرنا گویا قرآن کو ایک صفحہ مین جمع کرنا ہے۔ تاہم ان سیکڑون آیتون مین جو اصولی باتین مذکور ہوئی ہین وہ یہی ہین۔

دہریت **قرآن مجید کی ان آیتون سے۔**

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ، (جاثیہ) | اور کہتے ہین کہ نہین ہو لیکن یہی ہماری دنیا کی زندگی، مرتے ہین اور جیتے ہین۔ اور ہم کو نہین مارتا ہو لیکن زمانہ۔

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ، (مومنون) | یہی ہماری دنیاوی زندگی ہے اور بس۔ مرتے ہین اور جیتے ہین (یہی سلسلہ ہو) ہم دوبارہ زندہ کیے جانے والے نہین

بعض صاحبون نے استدلال کیا ہے کہ عرب کچھ دہریہ بھی تھے،

بت پرستی گذشتہ صفحات مین تفصیل گذر چکا ہے کہ عرب مین بت پرستی کا بھی شیوع تھا، مٹی، پتھر اور لکڑی کی مورتین بنائی جاتی تھین، انکی پوجا ہوتی تھی، قرآن مین ان بتون کے لیے چار الفاظ استعمال کیے جاتے ہین اَصْنَامٌ، اَوْثَانٌ، اَنْصَابٌ نُصُبٌ۔ تماثِیلُ خاص اہل عرب کے بتون کے لیے ایک دفعہ صرف دوسرا اور دو دفعہ تیسرا لفظ آیا ہے۔

عرب مین یہ بت مٹی کے بھی بنتے تھے۔

اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ (انبیا) | کیا یہ کافر مٹی سے بنا کر (پتلا) اٹھاتے ہین اسکو خدا بناتے ہین

لکڑی وغیرہ اور چیزون سے بھی یہ بت تیار ہوتے تھے،

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّ ھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ (نحل)

خدا کے سوا جنکو یہ پکارتے ہین وہ تو کچھ بنا نہین سکتے البتہ وہ خود بنائے جاتے ہین، بے جان ہین ذی روح نہین۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ۔ (حج)

خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو، وہ تو ایک مکھی کو بھی پیدا نہین کرسکتے اگرچہ اس کام مین سب ملجائین، اور اگر مکھی اُن سے کچھ چھین لے تو وہ اُسکو پھر چھڑا نہین سکتے۔

اَیُشْرِکُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْئًا وَّ ھُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَھُمْ نَصْرًا وَّلَا اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ وَاِنْ تَدْعُوْھُمْ اِلَی الْھُدٰی لَا یَتَّبِعُوْکُمْ سَوَاءٌ عَلَیْکُمْ اَدَعَوْتُمُوْھُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا (اعراف)

خدا کا شریک اُسکو بناتے ہین جو کچھ نہین بنا سکتا ہے اور وہ خود بنائے جاتے ہین نہ اپنے پرستارون کی وہ مدد کرسکتے ہین اور نہ خود اپنی آپ مدد کرسکتے ہین اگر انکو رہنمائی کی طرف بلاؤ تو وہ تمھاری پیروی نہ کرین، انکے لیے برابر ہے کہ تم انکو پکارو یا چپ رہو۔ خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو وہ تو تمھاری ہی طرح بندے ہین، انکو پکار دیکھو وہ جواب تو دین اگر تم سچے ہو کیا انکے پاؤن ہین جن سے چل سکین، ہاتھ ہین جن سے پکڑ سکین۔ آنکھین ہین جنسے دیکھ سکین یا اُن کے کان ہین جنسے سن سکین۔

اہلِ عرب اپنے انھین گونگے بہرے لولے اور لنگڑے خداؤن کو پوجتے تھے، انکے لیے قربانی کے چڑھاوے چڑھاتے تھے، اُنکے آگے فال کے پانسے ڈالتے تھے، قرآن نے انکو حرام کیا۔

وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ (مایدہ)

جو جانور بتون پر ذبح کیا گیا حرام ہے اور یہ بھی کہ پانسون کے ذریعہ سے حصہ بانٹو۔

وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ه (مايدہ ۸) یہ بت اور پانسے ناپاک ہین، شیطان کے کامون مین سے۔

قرآن مین اصنام کا ذکر عرب کے جن اصنام کا ذکر اوپر کے صفحات مین کہین گذرا ہے ان مین سے چند قرآن مجید مین بھی مذکور ہین جن مین سے لاتؔ، عزیٰؔ اور مناۃؔ کا ذکر سورۂ نجم مین آیا ہے:

اَفَرَاَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى کیا تم نے لات، عزیٰ، اور تیسرے بت مناۃ کو دیکھا۔

سورۂ صافات مین بَعل کا نام ہے

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ، بَعل کو پکارتے ہو اور اُس سب سے اچھے پیدا کرنے والے کو چھوڑ دیتے ہو۔

سورۂ نوح مین وَدّؔ، سُوَاعؔ، یغوثؔ، یَعُوقؔ اور نَسْرؔ کے نام آئے ہین۔

وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًا، ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ اور نسر کو مت چھوڑو۔

ان کے پرستار قبایل لاتؔ اور عزیٰ قریش کے دیوتا تھے، قاعدہ تھا کہ سونے سے پہلے قریش انکا پوجا پاٹ کر لیتے تب سوتے۔ قریش انھین کی قسم کھایا کرتے تھے، مناۃ کو اوس وخزرج سے خصوصیت تھی، وہ حج مین اُسی کا طواف کرتے تھے۔ حج مین ان تینون کی جے پکاری جاتی تھی۔ قریش طواف کے وقت کہتے۔

اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ لات اور عزیٰ اور تیسرا مناۃ یہ بزرگ لوگ ہین۔

---

۱ مسند امام حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۲۲ ۲ صحیح بخاری تفسیر سورۂ نجم ۳ صحیح بخاری تفسیر سورۂ نجم۔

تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتہن[1] لترتجی، انکی سفارش کی امید ہے۔

سورۂ نوح کے بتون کے متعلق حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ عرب کے مختلف قبایل مین انکی پرستش ہوتی تھی، وُدّ قبیلہ کلب کا بت تھا، سواع کی ہذیل پرستش کرتے تھے، یغوث، مراد اور بنی غطیف کے قبیلون کا دیوتا تھا، یعوق ہمدان مین پجتا تھا، نسر، حمیر کے خاندان ذی الکلاع کا معبود[2] تھا، بعل کی پرستش شام مین ہوتی[3] تھی۔

ان نامون کی لغوی ومعنوی تحقیق

ان الفاظ کی ابتدائی صورتین اور انکے اصلی ماخذ اس قدر فراموش ہوگئے ہین کہ بشکل انکی حقیقت کی تہ تک پہنچا جاسکتا ہے، عربی زبان کے ائمہ لغت نے انکی لغوی تحقیق ایک حد تک کی ہے اور آجکل کے مستشرقین بھی اس بنا پر اسکی دریافت کے مدعی ہین کہ اُنھون نے عرب اور دیگر سامی ممالک کے قدیم کتبات کا ایک ایک حرف پڑھا ہے اور عرب کی معاصر اور ہمسایہ قومون کی زبان وتاریخ سے بھی واقفیت پیدا کی ہے۔ ذیل مین قدیم وجدید معلومات کے موازنہ کے ساتھ ایک ایک نام کی تحقیق کی کوشش کی جاتی ہے،

۱- اللات حضرت ابن عباسؓ اور بعض دیگر راویون سے مروی ہے کہ لات لَتٌّ[4] سے مشتق ہے، جسکے معنی گھولنے کے ہین، (اُردو مین اسی سے لَتنا، یا لَتّ کرنا بنا ہے) عرب مین ایک شخص تھا جو زمانہ حج مین ایک چٹان پر بیٹھکر ستو گھول گھول کر حاجیون کو پلایا کرتا تھا، اُسکے مرنے کے بعد لوگون نے اُسی چٹان کو پوجنا شروع کر دیا اور اُس کا نام لات یعنی گھولنے والا[5] رکھا۔ لیکن اس بیان سے علاوہ اس کے کہ یہ ایک غیر معقول توجیہ ہے یہ لازم آتا ہے کہ لات (بالتخفیف) کے بجاے لاتّ (تشدید کے ساتھ ہو) اور یہ قراۃ متواترہ کے خلاف ہے، یاقوت نے

---

[1] معجم یاقوت، لفظ، عزیٰ، [2] صحیح بخاری تفسیر آیت مذکورہ۔ [3] تفسیر بیضاوی تفسیر صافات، [5] صحیح بخاری تفسیر سورۂ نجم مع فتح الباری۔

مُعجم مین اسکولیت سے مشتق کیا ہے، جسکے معنی پھیرنے کے ہین لات یعنی مصیبتون کا پھیرنے والا لیکن اس اصول پر اس کو لائت ہونا چاہیے اور ان دونون نظریون پر یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ اس حالت مین تاے اصلی ہو اور تاے تانیث نہو۔ حالانکہ یہ مؤنث ہے۔

مستشرقین یورپ نے بکمال لیاقت ہمکو یہ بتانا چاہا ہے کہ اَللّٰہ اور اَللّاتُ ایک ہی لفظ کی دو صورتین ہین۔ اللہ مذکر دیوتا کے لیے قریش مین مستعمل تھا۔ اور اَللّاتُ یعنی دیبی اُسی لفظ اللہ کی قریش نے تانیث بنائی تھی[۱]۔ ان عقلمندون سے پوچھنا چاہیے کہ اللہ کی تانیث عربی قواعد کے موافق اَللّاتُ کیونکر ہوسکتی ہے؟ اس کی تانیث اگر ممکن ہے تو اَللّٰہَۃُ چاہیے، یا اَلِاٰہَۃُ، اللہ کی ہاے اصلی کیونکر تانیث سے ساقط ہو گئی۔ اگر ہمارا مشورہ مستحق قبول ہو تو اس زنانہ لفظ کی پیدائش کے لیے عرب کی خشک سرزمین کے بجاے ملک شام کا سرسبز علاقہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ عرب کے اکثر دیوتا ملک شام ہی کے باشندے تھے[۲]، یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہیرڈوٹس مورخ نے مسیح سے چار سو برس پہلے عرب کے ایک دیوتا کا نام اَلِیلاتُ بتایا ہے، حالانکہ اس وقت قریش کا وجود بھی نہ تھا، اس لیے ان کی زبان کا لفظ بھی اسوقت موجود نہین ہوسکتا۔

قدیم سامی زبانون مین خدائی کے لیے، اِلُ یا اِیلُ کا لفظ عام طور سے موجود تھا۔ تاے تانیث لگنے سے ایلوت ہو گیا۔ جسکے معنی دیبی کے ہونگے۔ عربون نے جب اس لفظ کو اختیار کیا تو اپنا الف لام تعریفی اوسپر اضافہ کیا، اور پہلے الف کو اپنے قاعدہ کے مطابق جیسا کہ اللہ مین ہوا ہے، گرا کر اللوت بنالیا اور اس سے اَللّاتُ ہو گیا، کیا اس "فیلالوجی" کو ہمارے یورپین محققین پسند کرتے ہین؟ لات کا نام نبطی کتبات مین ایلات کی صورت مین ملا ہے،

۱؎ یہ جارج سیل، مترجم قرآن، ولہوسن مترجم واقدی اور مارگولیتھ مصنف محمد کی تحقیق ہے، دیکھو سیل کا مقدمہ اور مارگولیتھ کی محمد صفحہ ۱۹۔ ۲؎ ابن ہشام، اصنام العرب، بخاری شریف فتح مکہ ومناقب قریش،

۲۔ لفظ اللہ کے متعلق مارگولیتھ صاحب کی تحقیق کہ "یہ اصل مین قریش کے خاندانی دیوتا کا نام تھا اس لیے محمدؐ کی توحید پرستی کے یہ معنی ہین کہ اُنھون نے دوسرے قبائل کے دیوتاؤن کو مٹا کر اپنے خاندانی دیوتا کو منوایا" یورپ کے "مشرقی تبحر علمی" کی شرمناک مثال ہی سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ اس عظیم الشان عربی زبان مین "حقیقی خدا" کے مفہوم کے لیے کوئی لفظ موجود نہ تھا، تم کہتے ہو کہ محمدؐ سے پہلے عرب مین موحّدین موجود تھے، بہتر ہے، لیکن کیا وہ اپنے خدا کے لیے اللہ کے سوا کوئی اور لفظ پیش کرتے تھے؟ موجودہ عیسائی ادبائے عرب کے بیان کے مطابق، عرب مین عیسائی شعرا بکثرت پیدا ہوئے ہین، ہان سچ ہے، عرب مین عیسائی شعرا ہوئے ہین۔ لیکن کیا اونکی زبان سے لفظ اللہ تم نے نہین سنا؟ قرآن نے اللہ تعالیٰ کی صفات خود مشرکین کے اقرار کے مطابق جو بیان کیے ہین، وہ کیا کسی دیوتا پر صادق آسکتے ہین؟ سب سے آخر یہ کہ اللہ کی اصل تو اَلاِلٰہ ہے، اِلٰہ تو صرف عربی مین نہین بلکہ تمام سامی زبانون مین خدا تعالیٰ ہی کے لیے مستعمل ہے، کم ازکم اِلُوہ اور اِلُوہِیم سے تو نا واقفیت نہ ہوگی، قریش اپنے دیوتاؤن کے مجسمے بنا کر پوجا کرتے تھے، کیا اس سب سے بڑے قریشی دیوتا کا بھی کہین کوئی مجسمہ تھا؟

۳۔ اَلعُزّٰی، اس کے متعلق تو یہ ظاہر ہے کہ یہ (عَزّ) سے مشتق ہے، جس کے معنی غلبہ کے ہین، عَزّ کا اسم تفضیل مؤنث عُزّٰی ہے۔ یعنی بہت غالب آنے والی دیبی۔ عجب نہین کہ یہ قریش اور اُنکے ہم نسب قبائل کی لڑائی کی دیبی ہو۔ اور غالبًا یہی سبب ہے کہ جنگ اُحد مین جب مسلمانون کو شکست ہوئی اور وہ کوہ اُحد پر چڑھ گئے، تو ابوسفیان نے دامنِ کوہ مین کھڑے ہوکر، مسلمانون کو خطاب کر کے عزّیٰ کی جے پکاری تھی کہ لنا العزیٰ ولا عزیٰ لکم، ہماری طرف

۱؎ محمد صفحہ ۱۹،

عزیٰ ہے تمھاری طرف کوئی عزیٰ نہین - آنحضرت صلعم کی تعلیم سے حضرت عمرؓ نے اس کے جواب مین فرمایا اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم اللہ ہمارا آقا ہے تمھارا کوئی آقا نہین[۱]،

۴ - مناۃ، اس لفظ کا اشتقاق چند ماخذون سے ہوسکتا ہے. سب سے کمزور پہلو یہ ہے کہ وہ 'منی' سے مشتق ہو، جس کے معنی بہانے کے ہین، اسی سے مکہ کے مقام منی کا نام ماخوذ ہے۔ یعنی خون بہانے کی جگہ، مناۃ شاید قربانی کا دیوتا تھا، جس کے نام سے خون بہایا جاتا ہوگا لیکن بجز قیاس کے اس اشتقاق کی صحت کی اور کوئی دلیل نہین - یاقوت نے اس کے مختلف اشتقاقات بتائے ہین، ہمارے نزدیک ان مین سے سب سے صحیح یہ ہے کہ وہ 'منا' سے مشتق ہے، اس کے معنی تقدیر کے ہین، اور اس کے معنیِ ثانی موت کے ہین، صاحبِ لسانُ العرب نے بتایا ہے کہ اس مین ۃ فقط علامت تانیث کے لیے ہے، گویا مناۃ، تقدیر اور موت کی دیبی تھیِ، نبطی کتبات مین بھی مناۃ منوت کی صورت مین ہے، قرآن مجید مین بھی اس کا املا 'منوۃ' ہے،

۵ - وَدَّ، کے متعلق معلوم ہوچکا ہے کہ یہ وُدّ سے ہے، جسکے معنی محبت کے ہین اور اس کے مقابل دوسری دیبی نکرہ تھی، جسکے ناپسندیدگی اور عداوت کے معنی ہین، یہ بت بھی کتبات مین مذکور ہے. ایک خیال یہ بھی ہے کہ وُدّ کی اصل اُدُّ ہے، بابلی مین آفتاب کو کہتے ہین -

۶ - سُوَاع، اس لفظ کا مشتق منہ کلام عرب مین نہین ملتا، ممکن ہے کہ سُوع سے مشتق ہو جس کے معنی زمانہ کے ہین -

۷ - یَعُوق - عوق سے (روکنا) مضارع کا صیغہ ہے، اہل یمن مین یہ بت پوجا جاتا تھا

---

[۱] صحیح بخاری غزوۂ اُحد،

تھا، ان کے ہان صیغہ مضارع کو بطور علم استعمال کرنے کا خاص دستور تھا، چنانچہ یعرب، یشجب یکرب، یعفر، یہرعش، یوھیمن، وغیرہ اصلی نام کے ساتھ صفت کے طور پر مستعمل ہوئے ہین[1] یعوق کے معنی روکتا ہے۔ یعنی مصیبتون کو روکتا ہے۔

۸۔ یغوث۔ بھی یعوق کے قاعدہ سے عَلَم ہے، غوث (فریاد کو پہنچنا) اس کا مصدر ہے یغوث کے معنی فریادرسی کرتا ہے۔ یغوث دیوتا کا نام کتبہ مین بھی ملتا ہے۔

۹۔ نَسْر، کے لغوی معنی گدھ کے ہین۔ اسی شکل کا ایک مجموعۂ کواکب آسمان مین ہے۔ جسکو نسر کہتے ہین، نسر دیوتا کی حیثیت سے، سامی قومون مین بہت مدت سے پوجا جاتا تھا، اہل بابل کے دیوتاؤن مین ایک نسروک[2] تھا، اب بابل مین اس دیوتا کا مجسمہ بھی نکلا ہے۔

۱۰۔ بَعْل، کی نسبت یہ تحقیق گذرچکا ہے کہ یہ دیوتا شام کا معبود تھا، **قرآن مجید** نے بھی اسی ضمن مین اس کا ذکر کیا ہے بَعْل کے لغوی معنی قوت کے ہین، اسی سے مجازاً آقا کے معنی اور اس کے بعد شوہر کے معنی مین یہ لفظ مستعمل ہوا، چنانچہ دوسرے معنی مین یہ لفظ قرآن مین بکثرت آیا ہے، عرب کا مشہور دیوتا ہُبَل جو قریش کا خداے اعظم تھا، اسی بَعْل کی تحریف ہے، عبرانی مین ھ کلمۂ تعریف ہے، بَعْل کو وہ ھَبَعْل کہتے تھے، عمرو بن لحی شام کے دیوتاؤن کو جب عرب لیکر چلا تو مکہ پہنچتے پہنچتے ھَبَعْل کی صورت ھُبَل سے بدل گئی،

ایک غیر مرفوع روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بت گذشتہ بزرگون کے مجسمے تھے، جنکو اہل عرب نے بعد مین پوجنا شروع کردیا[3] کردیا تھا۔ ممکن ہے کہ ان مین بعض ایسے بھی ہون لیکن زیادہ صحیح خیال یہ ہے کہ اصل مین یہ مختلف ستارون کی خیالی صورتین تھین، نسر کے متعلق

---

[1] دیکھو ارض القرآن جلد ا مین شاہان سبا و حمیر کے نام [2] سِفر

[3] صحیح بخاری تفسیر سورۂ نجم و سورۂ نوح۔

تو بہ تحقیق ثابت ہے کہ وہ ایک آسمانی شکل کا نام ہے۔ اسی پر دوسرے بتون کو بھی قیاس کرنا چاہیے بعد مین مرورِ زمانہ سے انکی اصلیتین ذہنون سے اتر گئین، اور وہ صرف پتھر اور مٹی کا ڈھیر بنکر رہ گئے، چنانچہ لات، عزی اور مناۃ کی یہی صورت تھی۔

نام	صورت
لات	گول سپید پتھر اور اسپر ایک عمارت بنی تھی،
عُزّیٰ،	ایک درخت تھا اس کے نیچے ایک بت تھا، چارون طرف چہار دیواری تھی۔
مناۃ	پتھر کی ایک چٹان تھی۔

دوسرے بتون کی مختلف صورتین تھین۔

وَدّ، دراز قد مرد کی مورت ایک تہمد کمر مین لپیٹے، ایک چادر اوڑھے، گلے مین تلوار حمائل، کمان لٹکی ہوئی ایک طرف ترکش پڑا ہوا۔ سامنے نیزہ، اُس مین جھنڈا بندھا ہوا ستارہ جبار کی تقریباً یہی شکل ہے، سواع کی شکل عورت کی تھی، آسمان مین مرۃ سلسلہ، ذات الکرسی وغیرہ عورت کی شکلین ہین، یغوث (فریاد رس) کی شکل شیر کی تھی، ستارہ اسد ہوگا، ایک فریاد رس اور مددگار کی مورت شیر سے بہتر کیا خیال کی جاسکتی ہے؟ یعوق (مصیبتون کو روکنے والا) کی صورت گھوڑے کی تھی۔ ستارون کی ایک شکل فرس بھی ہے۔ عربون کے نزدیک تو فرس حقیقتہً اونکے مصائب کا چارہ گر ہے، نسر ایک پرندہ کی شکل پر تھا، نسر طائر اور واقع ستارون کی دو مشہور شکلین ہین، بابل مین نسروک کی جو سنگی مورت ملی ہے وہ بالکل گدھ کی شکل ہے۔

ھُبَل قریش کا معبود اعظم تھا۔ اسکی انسان کی مورت تھی۔ عقیق سرخ سے بنایا گیا تھا، اس کا داہنا ہاتھ ٹوٹا تھا۔ قریش کو اسی حالت مین ملا تھا۔ انھون نے سونے کا ہاتھ بنوا کر لگایا تھا۔

یہودیون کے بعل کی شکل بھی یہی تھی، فرق یہ ہے کہ یہ تمامتر سونے کا تھا، ہبل خاص خانہ کعبہ مین نصب تھا، فال کے پانسے اسی کے آگے ڈالے جاتے تھے،

اہل عرب دیوتاؤن کے نام زیادہ تر مونث رکھتے تھے، کیونکہ انکو مونث سمجھتے تھے، مثلاً لات، عزی، مناۃ وغیرہ سب مونث ہین، فرشتون کو بھی بیٹیان سمجھتے تھے، غرض خدائی کا کارخانہ زیادہ تر عورتون ہی کے ہاتھ مین دے رکھا تھا۔ اسی لیے قرآن مجید نے کہا:

إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا (نساء) خدا کو چھوڑ کر یہ عورتون (دیبیون) کو پکارتے ہین۔

عرب کے بت یورپ کے ممالک مین، عجیب بات ہے، توحید پرست عرب نے سب سے پہلے یورپ کے ملکون مین روشنی پھیلائی، اسی طرح عرب کا تاریک زمانہ بھی یورپ کے بت پرستانہ عہد کا معلم ہے۔ عرب تاجرون کے ذریعہ سے یونان مین، اور یونان سے یورپ کے دوسرے ملکون مین عرب کے دیوتا سیاحت کرتے پھرتے تھے اور ان جاہل ممالک کے باشندے انکے آگے سجدے مین گرے پڑتے تھے، کہتے ہین کہ یونان کا دیوتا لیٹو عرب کے لات کی تحریف ہے، اسی طرح ہرمئس حریمان کی اور ڈوسینوس ذوالشریٰ کی مسخ شدہ صورتین ہین، یورپ کے بعض اساتذۂ مشرقیات نے اس بحث پر پُرزور رسایل لکھے ہین[۲]۔

لفظ رحمان خدا کے لیے رحمٰن کا لفظ اسلام سے پہلے عام طور سے عربون مین مستعمل نہ تھا اصل مین یہ عبرانی لفظ ہے اور صرف یہود ونصاریٰ اور بعض دیگر ارباب مذہب اس کو بولتے تھے، چنانچہ یمن کے آخری کتبات[۳] مین رحمان ہی کا نام ملتا ہے، سدِ عرم کے عیسائی کتبہ کا آغاز بنعمۃ الرحمن الرحیم

[۱] بتونکی یہ شکلین فتح الباری تفسیر سورۂ نوح مین مذکور ہین، وداور ہبل کی تفصیلی شکل یاقوت نے معجم مین بیان کی ہے۔ بعل کی شکل معالم التنزیل بغوی کے حوالہ سے ہے [۲] انسائکلوپیڈیا آف اسلام جلد ا صفحہ ۳۸۰ [۳] برٹانیکا، مضمون سبا، طبع یازدہم۔

سے ہوتا ہے، اسی لیے اسلام نے جب ابتداءً رحمان کا نام لیا تو قریش کو اچنبھا ہوا کہ یہ کون نیا نام ہے[1]، صلح حدیبیہ مین جب حضرت علیؓ نے عہدنامہ کی پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا تو قریش نے ماننے سے انکار کیا کہ ہم رحمان کو نہین جانتے[2]،

قرآن مجید مین قریش کے اس انکار کی تصریح مذکور ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَھُمْ نُفُوْرًا ۝ (فرقان)

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو تو کہتے ہین رحمان کیا ہے، کیا تو جسکو کہے گا اسکو ہم سجدہ کرینگے، اس سے انکی نفرت مین اور ترقی ہوتی ہے۔

وَھُمْ بِذِکْرِ الرَّحْمٰنِ ھُمْ کَافِرُوْنَ (انبیا) رحمن کی یاد سے وہ منکر ہین

قرآن نے انکو بتایا کہ خدا کے لیے تمام اچھے نام بولے جا سکتے ہین، اللہ اور رحمان ایک ہی ذات کے مختلف نام ہین۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی، (اسرائیل)

کہدے کہ خدا کہکے پکارو یا رحمان کہکر، جو کہکر پکارو اسکے لیے سب اچھے نام ہین۔

قرآن کے ہر سورہ کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہوتا ہے ہمارے مفسرین نے رحمان اور رحیم، دو ہم معنی صفتون کی یکجائی کی متعدد تاویلین کی ہین، اور ان دونون الفاظ کے معانی کے درمیان نہایت نازک اور دقیق فرق نکالے ہین، لیکن ہمارے نزدیک یہ سب کوہ کاوی و موشگافی ہے قرآن کے استعمال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسنے رحمان کا استعمال بطور صفت کے نہین بلکہ بطور علم کے کیا ہے، چنانچہ تمام قرآن مین ۵۳ دفعہ یہ نام خدا کے لیے آیا ہے۔ اس بنا پر اسکو صفت قرار دینا صحیح نہین ہے، سورہ اسرائیل

[1] سیرۃ ابن ہشام [2] صحیح بخاری،

کی اوپر والی آیت سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ رحمان، خدا کی صفت نہین بلکہ علم ہے۔

ہم سمجھتے ہین کہ عرب مین دو متضاد جماعتین تھین جن مین سے ایک اپنے معبود کو اللہ اور دوسری رحمان کہتی تھی، اسلام ان دونون کو یکجا کرتا ہے کہ تم جسکو اللہ کہتے ہو اور وہ جسکو رحمان کہتے ہین، درحقیقت ایک ہی ذات کی دو تعبیرین ہین، اور یہ باہمی اختلاف محض نزاع لفظی ہے، اس بنا پر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے معنی ہمارے نزدیک یہ ہین" ہم اپنا کام اُس خدا کے نام سے شروع کرتے ہین جسکا دوسرا نام رحمان ہے اور جو رحمت والا ہے"

بسم اللہ اولاً و آخراً

۲۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۶ھ

مطابق

۲ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء



تمام شد

تمام شد